حیاتِ شیخ یونسؒ

سوانح محدث عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ
شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

مرتب
یکے از خدام شیخ
مفتی محمد آصف بھلسوی مظاہری
مدرس جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور

ناشر
جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور (یوپی)

حیاتِ شیخ یونسؒ

سوانح محدث عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ
شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

یکے از خدام شیخ

مفتی محمد آصف بھلسوی مظاہری

مدرس جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور (یوپی)

ناشر

جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور (یوپی)

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب : حیاتِ شیخ یونسؒ
مصنف : مفتی محمد آصف مظاہری
8534045932
صفحات : ۲۵۲
تعداد : ۱۱۰۰
سن اشاعت : ۱۴۳۹-۲۰۱۷ء
کمپیوٹر کتابت : الحرم کمپیوٹر سہارنپور

دیوبند وسہارنپور کے سبھی کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

سول ایجنٹ
مکتبہ البلاغ دیوبند
ضلع سہارنپور، یوپی انڈیا پن ۲۴۷۵۵۴
9997861769

ترتیب

نمبر شمار	مضمون	کہاں
۱	سخن گفتنی	۹
۲	تقریظات	۱۳
۳	پیدائش	۲۷
۴	حضرت کا جذبۂ اطاعت اور علاقہ میں مقبولیت	۳۱
۵	مدرسہ ضیاء العلوم میں	۳۳
۶	عسرت و تنگدستی	۳۴
۷	آغوش مظاہر میں	۳۸
۸	داخلہ امتحان	۳۹
۹	امتحان دورہ میں اعلیٰ کامیابی	۴۰
۱۰	باکمال استاذ	۴۴
۱۱	اساتذۂ دورۂ حدیث شریف کا مختصر تعارف	۴۵
۱۲	ناظم صاحب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ	۵۰
۱۳	صدر المدرسین حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی	۵۲
۱۴	مسند تدریس	۵۵
۱۵	درس حدیث کا پہلا سال	۵۸
۱۶	انداز درس	۵۸
۱۷	حضرت شیخ زکریا کی دوربین نگاہیں	۶۰

۱۸	دو اہم [illegible]	۶۴
۱۹	دار جدید کے شیخ اول	۶۶
۲۰	درس بخاری شریف کی جھلکیاں	۶۸
۲۱	ختم بخاری شریف	۶۹
۲۲	اجازت حدیث	۷۰
۲۳	علماء عرب سے اجازت	۷۳
۲۴	منامی بشارت	۷۸
۲۵	عطایا کی بارش	۸۰
۲۶	ناظم صاحب کی طرف سے اجازت	۸۳
۲۷	علوم و معرفت کا سرچشمہ	۸۵
۲۸	رسول اللہ کی نظر میں	۹۰
۲۹	احقر کا حضرت العلام شیخ یونس صاحب سے رشتۂ تعلق	۹۱
۳۰	شیخ صاحب کے یہاں عبارت خوانی	۹۳
۳۱	خدمت شیخ	۹۶
۳۲	حالات دیدہ	۹۷
۳۳	جیسا ملا ویسا کھالیا	۹۸
۳۴	حضرت کی استغنائیت	۱۰۱
۳۵	معمولات جمعہ	۱۰۲
۳۶	سنتوں کی پابندی	۱۰۳
۳۷	نکاح کی محفل	۱۰۷

۳۸	احقر کا نکاح	۱۰۸
۳۹	انداز نکاح	۱۰۸
۴۰	مہمان کی تعریف	۱۱۰
۴۱	درود شریف	۱۱۱
۴۲	رات میں بار بار اُٹھنا	۱۱۳
۴۳	معمولات یومیہ	۱۱۴
۴۴	علم کی بارش	۱۱۶
۴۵	پرکیف منظر	۱۱۷
۴۶	اساتذۂ دارالعلوم کی آمد	۱۱۸
۴۷	حضرت شیخ العلام کے شادی نہ کرنے کی وجہ	۱۱۹
۴۸	بڑوں کی بڑی باتیں	۱۲۰
۴۹	طریقۂ بیعت	۱۲۱
۵۰	اکابر کا تذکرہ	۱۲۳
۵۱	دورد شریف کی برکت	۱۲۶
۵۲	حضرت کے اوصاف وکمالات، حلیۂ شیخ	۱۲۷
۵۳	حضرت شیخ العلام کا مذہب	۱۲۹
۵۴	اہمیت وحفاظت کتب	۱۳۳
۵۵	سلام کا علم نہ ہونے کی وجہ	۱۳۴
۵۶	سامان مدرسہ کے سلسلہ میں احتیاط	۱۳۶
۵۷	اخلاص وللّٰہیت	۱۳۸

۵۸	تعلق مع اللہ	۱۳۹
۵۹	سفرِ حج	۱۴۱
٦۰	ربیع الاول اور مہمانوں کی آمد	۱۴٦
٦۱	قرآن اللہ کو راضی کرنے کیلئے پڑھایا جاتا ہے	۱۴۹
٦۲	حضرت کے جلسے	۱۴۹
٦۳	حضرت کے ایک جملہ کی برکت	۱۵۲
٦۴	زہد و استغنائیت کا انوکھا واقعہ	۱۵۴
٦۵	حضرت اور مسنون دعائیں	۱۵۵
٦٦	ڈاکٹر منگن کا قول	۱۵٦
٦۷	وضوء کی دعائیں	۱۵۸
٦۸	مخصوص دعائیں	۱۵۸
٦۹	سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی شخصیت	۱٦۱
۷۰	گناہوں کی بدبو	۱٦۲
۷۱	جمادی الثانی اور درس بخاری	۱٦۳
۷۲	احقر کی عبارت خوانی کا اعزاز	۱٦۴
۷۳	تواضع و کم مائیگی کا اشارہ	۱٦۵
۷۴	دعاء حضرت شیخ العلام کی ایک جھلک	۱٦٦
۷۵	حجرۂ شیخ کا منظر	۱٦۸
۷٦	صدر المدرسین کی حوصلہ افزائی	۱۷۰
۷۷	درس مسلسلات کی منظر کشی	۱۷۲

۷۸	سفر برائے ختم بخاری شریف	۱۷۴
۷۹	سفر عمرہ	۱۷۷
۸۰	کرامتیں	۱۷۹
۸۱	مکاشفات	۱۸۳
۸۲	حضرت کی خواہش	۱۸۸
۸۳	احقر کا سال افتاء اور حضرت کی خدمت	۱۸۸
۸۴	ایک رمضان حضرت کے ساتھ	۱۸۹
۸۵	پسندیدہ قرأت	۱۹۲
۸۶	شب قدر کی اطلاع	۱۹۴
۸۷	حضرت مولانا نور الدین صاحب کی سفارش	۱۹۶
۸۸	علاقائی دو سفر کی نقوش	۱۹۸
۸۹	سہارنپور سے رائے پور کیلئے روانگی	۱۹۹
۹۰	عجیب احتیاط	۲۰۱
۹۱	حدیث پاک پر گل کاری	۲۰۳
۹۲	مدرسہ کی کتاب پر لکھنا	۲۰۴
۹۳	کمال حافظہ کی عجیب مثال	۲۰۵
۹۴	سفر دیوبند	۲۰۶
۹۵	توکل علی اللہ اور اخلاص کی انتہاء	۲۰۶
۹۶	فکر آخرت	۲۰۷
۹۷	آخرت کی تیاری	۲۰۹

۹۸	حضرت مستجاب الدعوہ تھے	۲۱۰
۹۹	خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہندوستان آنا	۲۱۱
۱۰۰	ڈھائی سالہ زندگی	۱۱۳
۱۰۱	حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری رمضان	۲۱۳
۱۰۲	حضرت شیخ کی آخری عید	۲۱۶
۱۰۳	احقر کی آخری ملاقات	۲۱۸
۱۰۴	علم اُٹھا جا رہا ہے	۲۲۲
۱۰۵	حضرت کی آخری زیارت	۲۲۲
۱۰۶	غسل شیخ	۲۲۵
۱۰۷	حضرت کی آخری وصیت	۲۲۵
۱۰۸	مبشرات	۲۲۸
۱۰۹	وفات حسرت آیات پر علماء ومقتداء قوم کے مختصر اظہار حالات	۲۲۹
۱۱۰	اخباری تراشے۔ عالم اسلام میں آپ کا عظیم مقام	۲۳۱
۱۱۱	پوری ملت یتیم ہوگئی	۲۳۳
۱۱۲	تالیفات شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۸
۱۱۳	ملفوظات ونصائح	۲۳۹
۱۱۴	اخلاص والا عمل دیرپا ہوتا ہے	۲۴۸
۱۱۵	ملفوظات برائے تعبیر خواب	۲۵۰

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخن گفتی

سب سے پہلے ہم اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی حمد وثنا کرتے ہیں جس نے ہمیں احسن تقویم کے سانچہ میں ڈھال کر مالم نعلم کی تعلیم دی اور پھر لکھوکھا درود وسلام پیش کرتے ہیں اس آستانہ عالی اور ذات اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہماری ہدایت کیلئے بھیجے گئے اور دعاء خیر مغفرت کرتے ہیں محدث عصر شیخ وقت یکتا ویگانہ روزگار وحید دہرہ، فرید عصرہ امیر المؤمنین فی الحدیث الحاج الحجہ الناقد، الثابت، حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمہ اللہ کے لئے جنہوں نے ہم جیسے نااہلوں کی دستگیری کی اور راہ راست کی ترغیب وتلقین کی اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رافت ورحمت، شفقت وملاطفت کا معاملہ فرماتے رہے اور نصف صدی تک پیغام محمدی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے اور عام کرنے میں تن من دھن سب کچھ قربان کرتے رہے اور اپنے زمانہ کے امیر المؤمنین فی الحدیث کے غیر معمولی لقب سے ملقب ہوئے اور بے مثل وبے مثال درس بخاری شریف کے نغمات وترانے، علمی موشگافیاں، اور نکتہ سنجیاں کرتے رہے اور پوری زندگی کُنْ فِی الدُّنْیَا کَأَنَّکَ غَرِیْبٌ (الحدیث) کا مصداق بن کر گزار دی اور امت مسلمہ کو درس عبرت دیکر چلے گئے کہ رہو مسافر کی طرح، اور مر مجاہد کی طرح، زندگی گزارو گم نامی میں، اور کوچ کرو نیک نامی میں، اور اس شعر کا مصداق بن جاؤ۔

دنیا میں ہوں مگر دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں مگر خریدار نہیں ہوں

"حیات شیخ یونس" آپ ہی کی زندگی کے حالات وواقعات سفر وحضر کی زندگی، خوشی وغمی، بیماری وتندرستی، پیری، دلگیری، مشاہدات وواقعات وغیرہ پر مشتمل ایک رسالہ اور حضرت شیخ الاسلام کی محبت میں لکھے گئے کچھ صفحات ہیں جو حضرت شیخ الاسلام ہی کے اشارہ منامی پر لکھے وجمع کئے گئے آپ کی رحلت وسانحہ افسوس ناک پر بہت دنوں تک احقر کی طبیعت پر انتہائی تاثر وانفعال رہا، اور کچھ لکھنے وجمع کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور پھر اپنی بساط ہی کیا تھی کہ اتنی بڑی شخصیت ذات والا صفات کے حالات پر قلم اٹھاؤں یہ تو بہت بڑے حضرات کا کام تھا جنہیں مضمون نگاری وانشاء پردازی اور قلم کاری اور قرطاس سازی سے وافر حصہ اور سلیقہ وہنر ذات مبدأ فیاض سے حاصل ہوا ہے مگر پھر محبت میں کچھ لکھنے اور جمع کرنیکا داعیہ پیدا ہوا یہ سوچ کر ؎

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی
ذرا آہستہ آہستہ اُدھر رجحان پیدا کر

مگر پھر سہارنپور مزار شیخ پر حاضری کے بعد ایک رسالہ نظر پڑا "درِ بے بہا" طبیعت کچھ لکھنے سے پھر رک گئی مختصر سا تعارف تو اس میں آچکا پھر رات میں جب سویا تو خواب میں حضرت اقدس مولائی ومرشدی تشریف لائے اور آپ غسل فرما کر بالکل جوان آدمی کی طرح کسی جلسہ پروگرام میں جانے کی تیاری فرما رہے ہیں اور آپ جو بول رہے ہیں میں آصف اس کو لکھ رہا ہوں اور خود فرمایا کہ میں اس پروگرام میں اتنی مرتبہ جا چکا ہوں (تعداد کتنی بتائی تھی صبح میں مجھے یاد نہیں رہی) احقر کو صبح میں سمجھ میں آگیا کہ حضرت کے حالات کو قلم بند کرنیکی طرف اشارہ ہے چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لیکر لکھنا شروع کردیا اور ایک اچھا خاصا مواد جمع ہونے لگا اور حضرت کی خدمت میں رہ کر جو باتیں دیکھیں

دیتیں یکے بعد دیگرے خود بخود یاد آنے لگیں بظاہر یہ بھی حضرت ہی کی کرامت تھی ورنہ اس وقت ۱۴۲۹ھ و ۱۴۳۰ھ میں تو ان چیزوں کے جمع کرنیکا خیال بھی افق دماغ پر تصور نہیں کرتا تھا پھر دوبارہ جب احقر ''اوصاف وکمالات'' اور حالات دیدہ لکھنے پر پہنچا تو رات میں ایک طویل خواب دیکھا جس میں حضرت شیخ صاحب نے ایک جوڑا (کرتا پائجامہ) اور ایک دستار و پگڑی عطا فرمائی اور پھر خوشخبری دی کہ اب تو تیرے میں بہت ہی بدلاؤ آچکا ہے اور تیرا بچپن کافور ہو چکا ہے'' پھر صبح کے قریب کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ''صحیح صحیح لکھنا'' عین تہجد کا وقت تھا احقر اُٹھکر ہکا بکا رہ گیا کہ آخر کون کہہ رہا تھا یہ بات ''کہ صحیح صحیح لکھنا'' میرے خیال میں یہ حضرت کی روحانیت کا اثر تھا، الحمد للہ ثم الحمد للہ اب یہ کام تکمیل کو پہنچ گیا درمیان تحریر ہی محمد مصطفےٰ اینڈ کمپنی سنگاپور میں حضرت مولانا رضوان احمد صاحب القاسمی دامت برکاتہم العالیہ (جو ایک جہاں دیدہ شخصیت کے حامل ہیں) ان سے ''حیات شیخ یونس'' کا تذکرہ کیا، حضرت مولانا نے سردست فرمادیا کہ طباعت میں جتنے اخراجات ہونگے محمد مصطفےٰ اینڈ کمپنی کی طرف سے ہم دیں گے اور پھر فوراً ہی تمام اخراجات کیلئے مکمل رقم عطا فرمادی، اللہ رب العزت کمپنی میں غیبی برکتوں ونصرتوں اور رحمتوں کا نزول فرمائے اور شرور وفتن سے محفوظ فرمائے اور حضرت مولانا دامت برکاتہم کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو حضرت شیخ کے صحیح معنی میں وارث بنائے اور دین متین کی صدق دلی کے ساتھ خدمت کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور لکھے گئے ان اوراق کو قبول فرمائے اور حضرت شیخ صاحب کو کروٹ کروٹ چین وسکون بال بال مغفرت اور اعلی علیین میں مقام عطا فرمائے اور تمام ہی اعانت کرنیوالوں کو اپنی شایانِ شان بدل عطا فرمائے آمین ثم آمین وما ذالک علی اللہ بعزیز

☆☆☆

دعاء دل

عارف باللہ حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب

خلیفہ حضرت حافظ عبدالستار صاحب نانگویؒ

ومہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم الخلائق زبدۃ المسالک عارف باللہ ولی کامل، حضرت اقدس الحاج مولانا محمد یونس صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کے حالات زندگی، اور معمولات زندگی کو حضرت مولانا و مفتی محمد آصف صاحب کاشفی ثم المظاہری، مدرس جامعہ ناشر العلوم پانڈولی نے بہت ہی حسن ترتیب سے جمع کیا ہے جو آنیوالی نسل کیلئے ایک عظیم ذخیرہ ہے جس کا نام انہوں نے ”حیات شیخ یونس“ تجویز کیا ہے مسودہ دیکھ کر انتہائی خوشی ہوگئی اور شاگرد کیلئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلی کہ اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ موصوف نے حضرت کے آنکھوں دیکھے حالات سادہ و پرکشش انداز میں جمع فرمائے، باری تعالی موصوف کی اس سعی کو قبول فرمائے اور اخلاص کے ساتھ علم و عمل کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور دیر تک علمی مشغلوں میں لگائے رکھے آمین فقط

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

محمد ہاشم قاسمی

خادم کاشف العلوم چھٹمل پور

۱۳/۲/۱۴۳۹ھ

MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001
(U.P.) ________ INDIA
Ph. : (0132) 2655542 Fax : 2659912 e-mail : jamiemazahir@gmail.com

مدرسہ
مظاہر علوم
سہارنپور

Ref. No. ....

Dated ۱۴۲۹ھ
۲۲/صفر المظفر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم   اما بعد!

ہمارے مدرسہ کے نوجوان فاضل عزیزم مولوی محمد آصف سہارنپوری کی مرتب کردہ "سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ" پیش نظر ہے، یہ ان کی باضابطہ پہلی تحریری کاوش ہے جس کا آغاز انھوں نے اپنے شیخ، استاذ و مربی حضرت شیخ قدس سرہ کے ان حالات زندگی سے کیا ہے جن کا مشاہدہ کئی سال تک انھوں نے براہ راست کیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ اپنی ثقاہت و دیانت کے لحاظ سے قابل استناد صحت پر مبنی ہے، اکابر و مشائخ کے وہ حالات زندگی جن کا تعلق صرف عقیدت اور حسن ظن سے نہ ہو بلکہ مشاہدات سے ہو وہ آنے والے منتسبین کے لئے سب سے زیادہ موعظت و نصیحت کا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔

کتاب کا از اول تا آخر مطالعہ اپنی عدیم الفرصتی کے تحت نہیں ہو سکا لیکن جس قدر دیکھا ان شاء اللہ تعالی قارئین کے لئے دینی، علمی و تربیتی فائدہ سے خالی نہیں، پہلی تحریری کاوش قابل اصلاح امور سے خالی نہیں ہوتی، خدا کرے آئندہ مزید تصنیفی اور تالیفی خدمات کی توفیق نصیب ہو۔

اللہ تعالی اس خدمت کو بھی اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔ آمین   فقط

MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001
(U.P.) INDIA
Ph. : (0132) 2655542 Fax : 2659912

مدرسہ
مظاہر علوم
سہارنپور

Ref. No. ....

Dated ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

کل نفس ذائقۃ الموت کے حقیقت اور واقفیت سے بھرپور اعلان کے مطابق مورخہ ۱۶؍ شوال ۱۴۳۸ھ، ۱۱؍ جولائی ۲۰۱۷ء میں عبقری الدہر محدث شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کے تلمیذ رشید، مسترشد خاص اور خلیفۂ باختصاص حضرت مولانا محمد یونس جونپوری شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور بھی راہی ملک عدم ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ الی اجل مسمّٰی

حضرت مولانا مرحوم کا علمی ارتقاء، فن حدیث میں آپ کا جاہ و جلال، روحانیت میں آپ کا جمال و کمال سب کچھ جامعہ اور علماء جامعہ کا مرہون منت تھا اور یہ ساری ظاہری نعمتیں اور باطنی دولتیں آپ کو خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی اور حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ کی جانب سے منتقل ہوئی تھیں۔

زندگی بھر آپ نے کمال حزم و احتیاط کے ساتھ ان ظاہری اور باطنی نعمتوں کی نہ صرف حفاظت فرمائی بلکہ اپنی خداداد صفات پرہیزگاری و تقوی، علم حدیث میں حد درجہ انہماک و استغراق اور اپنے ان دونوں اساتذہ اور مشائخ سے بے حد قرب و یگانگت اور عقیدت اور محبت کے ذریعہ ان میں اضافے کرتے چلے گئے جس کا نتیجہ آخری عمر میں یہ ظاہر ہوا کہ اگر ایک طرف احسانی کیفیات سے مالا مال ہوگئے تھے تو دوسری جانب فن حدیث میں بے پناہ درک اور وسیع معلومات اور گہری نظر کی بنا پر شہرۂ آفاق ہستی بن گئے تھے۔

اب آپ کے تلامذہ، آپ کے منتسبین و متعلقین عرصہ دراز تک آپ کے علمی و روحانی فیض کو عام کرتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس طرح آپ کی یادوں کے چراغ دلوں میں روشنی پیدا کرتے رہیں گے۔

حضرت مرحوم پر بہت سی کتابیں اور رسائل، مضامین اردو، عربی زبانوں میں آچکے ہیں مقام مسرت ہے کہ عزیز مکرم مولانا مفتی محمد آصف مظاہری (بجلسوہ ضلع سہارنپور) نے بھی حضرت مرحوم کی ایک ایسی سوانح مرتب کی ہے جو ان کے مشاہدات ذاتی معلومات اور عرصہ دراز تک ان کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے دیدہ و شنیدہ ہیں اور اسی وجہ سے عزیز مصنف سلمہ کو یہ کہنے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ ——— شنیدہ کے بود مانند دیدہ

احقر کی دلی دعا ہے کہ یہ کتاب عام مسلمانوں کے لئے مفید اور علماء و طلبہ کیلئے بہت زیادہ مفید ثابت ہو وما ذالک علی اللہ بعزیز

بندہ محمد شاہد غفرلہ
امین عام جامعہ مظاہر علوم
سہارنپور
۲؍ ربیع الاول ۳۹ھ

تقریظ

اخلاص وللہیت کے پیکر حضرت اقدس مولانا محمد ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ ناشر العلوم پانڈولی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

مفتی محمد آصف صاحب مظاہری مدرس شعبۂ عربی جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور نے جس عظیم شخصیت کی سوانح حیات کے سلسلے میں قلم اُٹھایا ہے بلکہ لکھ کر پایۂ تکمیل کو پہونچانے والے ہیں وہ شخصیت بظاہر بشر ہیں مگر معاعلم وعمل تقویٰ وطہارت علم وفن کے اعتبار سے فرشتہ صفت تھے جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت العلام شیخ محمد یونس صاحب جونپوری رحمہ اللہ ہے حضرت کی زندگی کا خاکہ ازمہد تالحد وہی شخص قلم بند کرسکتا ہے جن کو حضرت العلام کی ہر اعتبار سے معیت شاگردیت خدامیت کا شرف حاصل ہوا بحمد اللہ اس سلسلے میں صاحب قلم مفتی محمد آصف بھلسوی مظاہری کو حضرت العلام سے شرف تلمذ وخدامیت تاقیام مظاہر علوم غیر معمولی طور پر حاصل ہوئی ہے۔

بحمد اللہ اس حقیقت کو اور حضرت العلام کی پوری زندگی کو مفتی آصف صاحب اپنے نوک قلم سے واشگاف کررہے ہیں اس بات کے تو ہر خواص وعام بلکہ فن حدیث سے شغف وتعلق ومحبت رکھنے والے بلاقیل وقال معترف ہیں کہ فی زمانہ حضرت العلام شیخ محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام فی الحدیث تھے۔

اللہ رب العزت حضرت کی بال بال مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے اور صاحب قلم کو بھی حضرت العلام کی معصیت وصحبت شاگردیت وخدامیت کو پورا پورا فائدہ تاحیات بعد الممات پہونچتا رہے۔ آمین یارب العالمین

محمد ابراہیم قاسمی

خادم جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور

۳۹/۱/۱۸

تقریظ عالی

ادیب بے مثال، معمار نسل نو حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندی

مؤسس ورئیس المعہد الاسلامی مانک مئو سہارنپور

شہر جون نپور سے ۱۸ ر کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پسماندہ و بے رونق گاؤں ''چوکیہ گریئی'' جو تمدن کی نمائشوں سے دور اور تہذیب کے سبزہ زاروں سے الگ تھلگ تھا، اس دیہات کے ایک غریب گھرانے میں رجب تیرہ سو پچپن ہجری میں ایک بچہ پیدا ہوا، جو جسم و جثہ کے اعتبار سے بھی لاغر و نحیف، گھرانہ کے اعتبار سے بھی کمزور اور اپنی بود و باش کے اعتبار سے بھی غیر متمدن، نہ اس گاؤں میں کوئی مکتب، نہ اسکول، نہ علم وفن کا چرچا —— گرچہ یہ شہر جونپور بلکہ یہ ریاست کچھ زمانہ پہلے علم وفن اور تہذیب وتمدن کا مرکز رہی ہے، اور اس ریاست کی علمی وتمدنی شہرت کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ابراہیم شاہ شرقی نے اپنی علم پروری، جود وسخا، حسن اخلاق، عالی ظرفی، علو ہمتی، بلند حوصلگی اور اپنے عدل وانصاف سے اسے شیراز ہند بنا دیا تھا، مختلف علوم وفنون کے جبال علم اور اساطینِ فن یہاں رونق افروز تھے، قاضی شہاب الدین دولت آبادی، ملا محمود جونپوری، علامہ رشید عثمانی وغیرہ جیسے حضرات نے اس ریاست کو فنون لطیفہ کے جوہر سے مالا مال کر دیا تھا —— لیکن یہ قصہ ہے اس وقت کا جب آتش جوان تھا، اب یہ علمی دیار اجڑ چکا تھا، اب اس کے کھنڈرات کے نقوش بھی باقی نہیں تھے، تاریخ نے ان کو زمین اوڑھا کر سلا دیا تھا۔

اس گاؤں سے پانچ میل کے فاصلہ پر دوسرے گاؤں میں ایک اسکول تھا ـــــ

پانچ سال کی عمر میں اس بچہ کے سر پر ماں کی شفقت کا سایہ بھی اُٹھ گیا تھا لیکن کارساز فطرت کے سامنے کس کی چلتی ہے، وہ تو کتاب زندگی کے اوراق کھول دیتا ہے، اور خزاں رسیدہ چمن میں روٹھی بہار کو لوٹا دیتا ہے۔ کسے معلوم تھا کہ یہ یتیم بچہ علم و عمل اور تقویٰ وطہارت کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا، اور کس کے وہم وگمان میں تھا کہ یہ ایسا شجر سایہ دار ہوگا جس کے جلو میں تشنہ کامان علم و معرفت سکون و سیرابی حاصل کریں گے اور کسے خیال آیا ہوگا کہ یہ ہونہار آگے چل کر علم حدیث میں ایسا مقامی امتیاز حاصل کریگا، جو جبل علم فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے اوہام کو منظر عام پر لائے گا اور عسقلانی وعینی کی معاصرانہ چشمک اوران کی آراء پر بھرپور تبصرہ کریگا اور کس کے حاشیۂ خیال میں یہ بات ہوگی کہ وہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ جیسے وقیع و متبحر عالم کے تفردات اور ان کی علمی تحقیقات پر ان کی شخصیت کے احترام اور ان کی مجتہدانہ شان کی عظمت کے علی الرغم اپنا خاص موقف رکھے گا، جو امام شافعی، ابن بطال مالکی، امام ذہبی، مزنی، ابن رجب حنبلی، ابن الہادی حنبلی، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین جیسے محکۃ الحدیث اور ائمہ فن پر اپنی عظمت و محبت کے نقوش مرتسم کرے گا، اور کون سمجھ سکتا تھا کہ اس شخص کے مطالعہ میں اتنا توازن واعتدال ہوگا کہ وہ ملا علی قاری جیسے فقیہ ومحدث کے احترام کے باوجود یہ بھی کہہ دیگا کہ حنفی تصلب نے ان کو نقصان پہنچایا ہے، وہ مفسر عظیم، محدث شہیر، مؤرخ کبیر، علامہ ابن کثیر کے علمی کارناموں کے اعتراف کے باوجود ان کی اسرائیلی روایات پر برملا نقد وجرح کریگا، ابن عربی ورومی جن کی مدح وثنا ہمارے اکابرین نے بھی کی ہے، اس کے باوجود اپنی بصیرت و عمیق مطالعہ کی بنا پر ان کے ملحدانہ افکار وخیالات کو اُجاگر کرے گا۔ یقیناً محدث عصر حضرت العلام شیخ محمد یونس صاحب

ان عبقری ونابغہ روزگار شخصیات میں سے تھے جو برسوں فلک کی گردشوں کے بعد روئے زمین پر نمودار ہوتے ہیں، پھر اللہ تعالی ان سے اپنے دین کا کام لیتے ہیں۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی اکثر علوم وفنون پر گرفت تھی، انکا مطالعہ بڑا وسیع وعمیق تھا، اس لئے بڑی دیانت داری کے ساتھ وہ اپنا حاصل مطالعہ پیش فرماتے تھے، آپ نے دیگر علوم وفنون کے علاوہ نصف صدی تک اصح الکتب بعد کتاب اللہ "الجامع الصحیح" کا درس دیا اور بفضلہٖ تعالی اس کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی، علم حدیث کے بارے میں آپ سند کا درجہ رکھتے تھے، اور متقدمین ومتاخرین کی کتابوں پر نہ صرف یہ آپ کی عمیق نظر تھی بلکہ ان کے سہو وذہول پر بھی آپ کی محققانہ رائے تھی، اور غایت احترام کے ساتھ ان پر نقد وتبصرہ فرماتے تھے۔

آپ کی مجلس بڑی باوقار ہوتی تھی، اہل مجلس پر سکینت وہیبت طاری رہتی تھی، اس میں ہمہ وقت اتباع سنت کا لحاظ رہتا، بہت سے اہل علم دور ونزدیک سے حاضر ہوتے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق اکتساب فیض کرتے۔ بارہا حضرت کی مجلسوں میں جانے کا اتفاق ہوا، جب بھی حدیث کے تعلق سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی حضرت کی خدمت میں حاضری ہوتی، سارے اشکلات دور ہوجاتے، تشفی وسیرابی ہوجاتی، یہ اپنی نالائقی وکاہلی ہے کہ حضرت کی شفقت ومحبت کے باوجود زیادہ فائدہ نہ اُٹھاسکے۔ لیکن کچھ سعادت مند وطالع بخت حضرات بھی تھے جو حضرت کی علمی وعملی مجلسوں سے فائدہ اٹھاتے اور اپنی سرد انگیٹھی کو گرماتے۔ انہیں بافیض وسعادت مند شاگردوں میں ہمارے عزیز گرامی جناب مولانا ومفتی محمد آصف صاحب بھی ہیں جنہوں نے اس چشمۂ صافی سے خوب سیرابی حاصل کی ہے، جو ہر وقت کے حاضر باش تھے، ہمہ وقت آپ کی خدمت میں رہتے، شب وروز کے معاملات اپنی آنکھوں سے دیکھتے، اور بخاری شریف

کی عبارت بھی آپ نے حضرت کے سامنے مکمل پڑھی ہے جو ان کی مقبولیت کی دلیل ہے، ورنہ حضرت کے سامنے عبارت پڑھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ مفتی صاحب ابتداء ہی سے صالح، متواضع اور علم وعمل کے پیکر ہیں، حضرت کی صحبت نے ان میں مزید جلا بخشی ہے اور اب ناشر العلوم پانڈولی جیسے موقر ادارے میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ محترم موصوف نے حضرت شیخ کی زندگی پر قلم اُٹھایا ہے، اور بہت سہل انداز میں آپ کی زندگی کا مرقع پیش کیا ہے، جس میں حضرت شیخ کی زندگی کے مختلف گوشے سامنے آگئے ہیں، آپ کے شب وروز کے معمولات، معاملات، تقویٰ وتقدس، دیانت وامانت، شفقت ومحبت، معیشت ومعاشرت، خلق خدا کے ساتھ فیاضانہ سلوک، سفر وحضر کے واقعات، علمی مقام ومرتبہ خلوص وللّٰہیت، محدثانہ شان، حفظ واتقان، جرح وتعدیل، تفقہ وفراست، واقعات وملفوظات اور زاہدانہ زندگی کے نقوش بہت عقیدت ومحبت کے ساتھ بیان کئے، جس سے عمل کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور حضرت شیخ کی مجلس کا نقشہ بھی سامنے آجاتا ہے، اسلوب بھی سادہ وسہل ہے، اس میں جاذبیت ودلکشی ہے اور حقیقت کا مرقع ہے —— حق تعالیٰ شانہ ان کی کاوش کو قبول فرمائے اور یہ سدا بہار گلدستہ ملت کے خزاں رسیدہ چمن کو مرغزار وشاداب بنائے۔ آمین

والسلام

محمد ناظم ندوی

۱۵/۲/۱۴۳۹ھ مطابق ۵/۱۱/۲۰۱۷ء

دعائیہ کلمات

شفیق الامت حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب پانڈولی

خلیفہ مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ میں حضرت اقدس مفتی محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ شیخ اول کے انتقال کے بعد پھر اصلاح و تزکیہ باطن کی خاطر بندہ نے استاذ محترم حضرت اقدس شیخ المحدث مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ اور اپنی ہر بیماری ہر پریشانی اور ہر طرح کی الجھن کا وہاں اظہار کرتا اور تسلی بخش ہدایات پاتا مگر افسوس منگل کے دن ۱۶ ر شوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ ر جولائی ۲۰۱۷ء صبح نو دس بجے کے درمیان بذریعہ فون حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے وفات کی اطلاع ملی کلمۂ استرجاع پڑھا، دل دھک سے رہ گیا اور بندہ گندہ یتیم سا ہوگیا جیسے شیخ اول کے انتقال کے وقت یتیم ہوگیا تھا اس حادثے سے کمر ٹوٹ گئی نئے پرانے صدمے اکٹھے ہوگئے۔

حضرت شیخ یونس صاحب میں بغیر شادی کے وہ تقویٰ تھا جو بہت سے شادی شدہ میں نہیں، اسی لئے اپنے کمرے میں کسی کو نہیں لٹاتے تقریباً ۱۴۰۵ھ میں سب سے پہلے بندہ کو ہی لٹایا تھا جب سحر کا حملہ ہوا اس لئے بندے سے زیادہ قریب سے کسی نے نہیں دیکھا خلاصہ یہ ہے عقائد، اعمال، اخلاق، معاشرت، معاملات میں اپنی مثال آپ تھے۔

بہر حال اکابر سے تو ہم محروم ہوتے جارہے ہیں لیکن ایک صورت ان سے

مستفیض ہونے کی ان کی سوانح عمری کا مطالعہ ہے، اس سے ایسا ہی فائدہ ہوگا جیسے ان کی مجلس میں ہوتا تھا۔ اللہ تبارک وتعالی ہمارے پیر بھائی حضرت مولانا مفتی محمد آصف صاحب مظاہری مدرس جامعہ ناشر العلوم پانڈولی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کچھ تسلی کا سامان تیار کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ یونس صاحب کے حالات قلم بند کئے ہیں۔ اللہ پاک ان کے فیض کو عام فرمائے۔ آمین

العبد

حسین احمد غفرلہ

جامعہ ناشر العلوم پانڈولی

صاحب جونپوری ومفتی مظاہر علوم سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تائید وتوثیق

پیکر خلوص ووفا حضرت الحاج مولانا مفتی محمد صالح صاحب

خلیفہ الشیخ مولانا محمد یونس صاحب جونپوری ومفتی مظاہر علوم سہارنپور

الحمدلله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ امابعد!

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہٗ کے انتقال کے بعد متعدد حضرات نے حضرت کے حالات پر کافی کچھ لکھا ہے اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی یہ تصنیف لطیف ہے البتہ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مؤلف مولانا آصف صاحب مظاہری اپنے تعلیمی زمانے میں ایک طویل وقت تک حضرت شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے ہیں اور تعلیم سے فراغت کے بعد بھی اپنے علاقہ کے قرب کی وجہ سے برابر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے ہیں اسی لیے حضرت کو ان سے کافی اُنس رہا ہے (جو حضرات ہمارے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مزاج کی نزاکت سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ''اُنس'' حضرت شیخ کے ایک محب اور متعلق کیلئے کتنا بڑا سرمایہ اور فخر ہے)

اس لئے ایسے حاضر باش شخص کے جمع کئے ہوئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال اور واقعات کا مزہ ولطف کچھ اور ہی ہے بعض جگہ قاری کو ایسا محسوس ہوگا گویا کہ وہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہے۔

اللہ جل شانہ مولانا موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ حضرت کی مجالس تازہ کرادیں جس میں ایک طرف ہم چھوٹوں کیلئے اگر سبق پوشیدہ ہے تو دوسری طرف ترغیب وتحریض بھی ہے کہ آج بھی ایک طالب علم ان اکابر کی تابندہ زندگی سے سبق لیتے ہوئے اپنی زندگی کو منور کرسکتا ہے۔

احقر دل سے دعاء کرتا ہے کہ مولائے کریم اس کتاب کو ہم طلبہ کیلئے خصوصاً ار جو علماء وعوام کیلئے خصوصاً نافع بنائے اور جن باتوں کا تعلق عمل سے ہے ان پر ہم سب کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد صالح سہارنپوری
۱۴۳۹/۲/۲۶ھ

کلمات خیر

حضرت الحاج مولانا محمد انعام اللہ صاحب قاسمی

رفیق المعہد الاسلامی مانک مؤ ضلع سہارنپور

حامداً و مصلیاً و مسلماً امابعد!

حیات شیخ یونس ہمارے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد آصف صاحب مظاہری نے اللہ تبارک وتعالی کی توفیق سے مرتب فرمائی یہ ان کی قابل رشک قابل تبریک اور قابل تقلید بہت بڑی سعادت ہے۔

یہ رتبۂ بلند جس کو ملا مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

مرشدی ومربی مولائی حضرت اقدس کی زندگی کے اکثر گوشہ اس میں نمایاں ہو گئے جنھوں نے مفتی صاحب کو بھی بہت نمایاں اور ممتاز کردیا ہے بلکہ ان کی محبت بھری عقیدت سے لبریز سادہ مگر دلوں کو موہ لینے والی تحریر نے حضرت اقدس کی برکت سے ہم جیسے پس منظر میں رہنے والے افراد کو بھی دیدنی منظر لانے میں جزا عنایت فرمائی۔

باری تعالی جب کام لینے پر آتے ہیں تو کیسے تنگ وتاریک ماحول سے اُٹھا کر قابل رشک وفخر مقام عطا فرماتے ہیں شخصیت کیسے بنتی ہے مکمل رہنمائی اس سوانح سے ملتی ہے۔

حضرت اقدس کے منتسبین حضرات ہی کیلئے نہیں بلکہ قلم وقرطاس پر کام کرنے

والوں کیلئے یہ سوانح رہنمائی کا فریضہ انجام دیگی۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ جیسے ہم پر احسان فرماتے، بڑوں کی مجلسوں میں بٹھاتے نام لیتے دعائیں دیتے ذرہ نوازی فرماتے یہی معاملہ ہمارے بھائی مفتی صاحب نے بھی ہمارے ساتھ کیا ہے بڑوں کی جماعت میں انکار کے باوجود جگہ دی ورنہ کہاں اس مبارک سوانح کی پیشانی پر کچھ لکھنا اور کہاں ہمارا وجود؟ یہ انکا بڑکپن ہے ذرہ نوازی ہے اللہ تبارک وتعالی مقبولیت ومحبوبیت میں اضافہ فرمائے اور حضرت اقدس کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ہمیں ایصال ثواب کی توفیق ہوتی رہے۔ آمین

آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ چمن کی نگہبانی کرے

محمد انعام اللہ قاسمی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العلي الاكرم ،الذى خلق الانسان وكرم، وعلمه من البيان مالم نعلم، فسبحان الذى لا يحصى امتنانه باللسان ولا بالقلم ونشهد ان لااله الا الله وحدهٗ لاشريک له لا نظير له ولا وزير له ولا مثل له ولا مثال له ونشهد ان سيدنا وسندنا وحبيبنا ومولانا محمدا عبده ورسوله ا لذى اوتى جوامع الكلم ومنابع الحكم ووعده مقاما محمودا وصلى الله عليه وعلى آله وصحابه الكاملين نجوم طريق الامم امابعد.

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم—— بسم الله الرحمن الرحيم

كل نفس ذائقة الموت وقال النبى صلى الله تبارک وتعالى عليه وسلم ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينترعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء(بخارى ١ / ٢٠) صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم وصلى الله عليه وعلى اله واصحابه وسلم تسليماً كثيراً .

شعر

دنیا میں آنیوالے کو جانا ہے ایک دن
ہے موت ہی حیات کا حاصل نہ ہو اداس

حضرات! یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دنیاء فانی میں جو بھی آیا ہے وہ جانے کیلئے ہی آیا جس نے بھی آنکھیں کھول لی اور جنم لے لیا ایک نہ ایک دن اسے اس دنیا

سے کوچ کرنا ہی ہے قانون خداوندی کل نفس ذائقة الموت بھی اٹل اور مسلم ہے اور روز مرہ کا مشاہدہ و تجربہ بھی شاہد عدل ہے اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے اس سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ نبیوں کے سردار، کونین کے تاجدار، نبی ابرار، ہادی سبل، فخر رسل، تاجدار بطحی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود اس کرۂ ارض سے رحلت فرما گئے اور پوری امت محمدیہ کیلئے تسلی کا سامان ہوگئے کہ سبھی کو جانا ہے لہٰذا زیادہ رنج و غم کرنیکی ضرورت نہیں بہرحال جانا تو سبھی کو ہوتا ہے۔

مگر کچھ عابد و زاہد، خدا رسیدہ، ولایت کے مقام اعلیٰ کے مستحق، مرد درویش، قلندر وقت، خداشناس، بزرگوں و اکابر کے اعتماد فرمودہ گوناگوں صفات کے حامل، عاشق رسول، سنت نبوی سے سرشار فکر آخرت سے معمور، نمونہ اسلاف، عبقری، شخصیات، اور اونچے درجہ کے متقی ہوتے ہیں پھر ان میں سے بعض اخص الخواص ہوتے ہیں جن کو رب ذوالجلال کسی خاص خدمت دین کے لئے پیدا کرتا اور دنیا میں لاتا ہے تاکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بھی ہو اور اشاعت بھی ہوا نہی خاصان خدا اور اہل دل لوگوں میں سے مخدوم الخلائق زبدۃ المسالک عارف باللہ ولی کامل محدث یگانہ ملکوتی صفات کے حامل مجدد وقت قطب عالم حضرت اقدس الحاج مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم مہاجر مدنی کے منظور نظر اور چہیتے شاگرد رشید خلیفہ و مجاز ہمارے شیخ و مرشد، مولائی و مخدومی مرجع الخلاق، منظور الملائک، قدوۃ العارفین، سلطان المحدثین، علامہ وقت، حافظ حدیث، بحر العلوم، استاذ الشیوخ والعلماء یکتا و یگانہ روزگار حضرت الحاج مولانا محمد یونس صاحب جونپوری قدس سرہٗ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی گرامی ذات والا صفات بھی تھی آپ مظاہر علوم ہی کیلئے نہیں بلکہ پورے عالم کے لئے ایک قیمتی و بے

مثال بیش بہا نادر ونایاب علمی خزانہ تھے تمام چیزوں سے کنارہ کش ہوکر خدمت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے لگے تھے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا گویا آپ کو پیدا ہی اسی لئے کیا گیا وقت کی بے انتہا قدر کرتے تھے ہمہ وقت مصروف کار رہتے تھے یکسوئی وگوشہ نشینی آپ کا شیوہ خاص تھا جو حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذۂ کامل سے ورثہ میں ملا تھا۔

پیدائش

حضرت شیخ یونس صاحبؒ کی پیدائش ۲۵/رجب المرجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲/اکتوبر ۱۹۳۷ء شنبہ (سنیچر) صبح کے ۷/بجے چوکیہ گرینی ضلع جون پور میں ہوئی مقام پیدائش اصل میں چوکیہ ہے اس سے متصل سڑک کے کنارہ پر بڑا گاؤں گرینی ہے اسلئے دونوں کو ملا کر ''چوکیہ گرینی'' کہا جاتا ہے جو ضلع جونپور سے تقریبا ۱۸/۱۷/کلومیٹر کے فاصلہ پر جانب شرق میں واقع ہے جہاں اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کا مظاہرہ کرانے کیلئے ایشیاء کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے منصب شیخ الحدیث کے لائق بنا کر وجود بخشا۔

والدۂ شیخ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کی پیدائش کے ٹھیک پانچ سال دس ماہ بعد اگست ۱۹۴۳ء میں آپ کی والدہ صاحبہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اس کے بعد آپ کی تربیت آپ کی نانی صاحبہ نے کی حضرت نے خود فرمایا کہ میری والدہ کی جب وفات ہوئی تو مجھے یاد ہے کہ نانی صاحبہ والدہ کی چار پائی پر سرہانے بیٹھ کر رو رہی تھیں۔

والد صاحب

ریحانۃ الہند حضرت شیخ یونس صاحبؒ کے والد ماجد کا نام شبیر احمد صاحب تھا

آپ کے والد ماجد سادہ مزاج، دیندار، پابند صوم وصلوٰۃ پرانی وضع رکھنے والے انگریزی دور سے شناسا اور انگریزیت کی زہرناکیوں سے واقف تھے اسلئے مناسب نہیں سمجھا کہ اپنے جگر گوشہ کو ایسی تعلیم دلائی جائے جس کی بنیاد کفر پر ہو اور جسکا حاصل صرف مادیات کا حصول ہو جسکا اندازہ حضرت کے تحریر کردہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ میں ہندی کی پہلی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا ’’طوطا رام، رام کرتا ہے‘‘ والد ماجد نے یہ سنا تو فرمایا ’’بس بہت پڑھ لیا کتاب رکھ دو‘‘ اس طرح آپ کی عصری تعلیم موقوف ہوگئی اور سلسلہ تعلیم بھی دو سال تک رُکا رہا۔

والد صاحب کی شہرت

حضرت نے خود فرمایا کہ والد صاحب شیخ شبیر کے نام سے مشہور تھے عوام وخواص میں آپ شیخ شبیر سے متعارف تھے چنانچہ بچے بھی ایک دوسرے کو یہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ او شیخ شبیر آرہے ہیں چلو، چلو گویا بچے اس طرح والد صاحب کا احترام کرتے تھے۔

آغازِ تعلیم

ابتداءً جب عمر چھ سات سال کے مابین ہوئی اپنے شوق سے ایک مکتب میں جانا شروع کیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ والدہ مرحومہ کا تو انتقال ہو گیا تھا جب کہ میری عمر ۵؍سال ۱۰؍ماہ کی تھی نانی کے پاس رہتا تھا وہ چھوٹے ماموں کو مکتب جانے کیلئے مار رہی تھیں میرے منہ سے نکل گیا کہ ہم بھی پڑھنے جائیں گے اسی وقت کھانا پک گیا اور ڈیڑھ میل پر ایک مکتب تھا جہاں بڑے ماموں کے ساتھ بھیج دئے گئے مگر راستہ میں تھک گئے تو ماموں نے کاندھے پر اٹھایا تھوڑی دور چل کر اتار دیا اسی طرح کبھی اُٹھا لیتے اور کبھی اتار دیتے سارا راستہ قطع ہوگیا مگر بچپن کی وجہ سے پڑھنا نہیں ہوسکا

صرف کھیل کود کام تھا۔

پھر ایک اور مکتب میں بیٹھے وہاں کچھ قاعدہ بغدادی پڑھا ماموں صاحب نے پڑھنا چھوڑ دیا تو ہمارا پڑھنا بھی چھوٹ گیا پھر کچھ دنوں بعد ہمارے گاؤں میں ایک پرائمری اسکول قائم ہوگیا اس میں جانے لگے درجہ دوم تک وہاں پڑھا پھر درجہ سوم کیلئے مانی کلاں کے پرائمری اسکول میں داخلہ لیا سوم پاس کرنے کے بعد والد صاحب نے یہ کہہ کر چھڑا دیا کہ انگریزی کا دور نہیں اور ہندی میں پڑھانا نہیں چاہتا ایک دلچسپ قصہ پیش آیا کہ میں اپنے طور پر ہندی کی پہلی کتاب پڑھ رہا تھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ "طوطا رام رام کرتا ہے" والد صاحب نے جب مجھ کو پڑھتے سنا تو فرمایا "کتاب رکھ دو بہت پڑھ لیا" اس کے بعد تقریباً تعلیم دو سال چھٹی رہی اس طرح سے چھ سات سال کی عمر میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔

علاقہ کا حال

علاقہ میں عام طور سے جہالت تھی لیکن عام طور پر لوگ صحیح العقیدہ اور دین کی طرف مائل تھے۔

نانا مرحوم کی وفات اور دو بدعتوں کا خاتمہ

فرمایا کہ میرے نانا مرحوم تو میری والدہ کی وفات سے غالباً پہلے وفات پا گئے تھے پھر نانی مرحومہ کی دوسری شادی میرے دادا مرحوم کے بڑے بھائی سے ہوئی جن کو ہم ساری عمر اپنا نانا سمجھتے رہے اور وہ بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے رہے وہ بچپن سے نمازی اور دیندار تھے، عام طور سے برمار ہا کرتے تھے وہاں کوئی عالم رہتے تھے جو حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے سلسلہ میں منسلک تھے ان سے اچھا تعلق

تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے گاؤں میں تعزیہ بنتا تھا جس میں ہمارے خاندان کے بعض لوگ شریک ہوتے تھے، سنا ہے کہ دادا مرحوم بھی شرکت کرتے تھے مگر نانا مرحوم نے ڈھول توڑ ڈالے اور اس بدعت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوگیا۔

والد صاحب تو ہمیشہ ہی بدعت سے دور رہے، لیکن ایک چیز کوئی بدعت نہیں سمجھتا تھا وہ ''مولود شریف اور قیام تھا'' حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم مدظلہ (یہ بھی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے) کی جب آمد و رفت شروع ہوئی تو ہمیشہ کیلئے اس کا خاتمہ ہوگیا یعنی حاجی صاحب کے فیض باثر کی برکت سے ڈھول ٹوٹ کر تعزیہ کا اختتام اور حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب ؒ کی آمد و رفت کی برکت سے ''مولود شریف'' کافور ہوگئی۔ فالحمدللہ رب العالمین

بچوں کی مولود

مجھے اپنے بچپن کا واقعہ یاد ہے کہ جب میری عمر ۹/۱۰ سال کی ہوگئی میں بچوں کے ساتھ مولود کی مجلس کرتا تھا ہماری بیل گاڑی تھی اس پر ہم عمر تین چار بچے جمع ہوجاتے اور ہم سب سے بڑے علامہ سمجھے جاتے اور مولود پڑھتے اور پڑھتے کیا؟ صرف کھڑے ہوکر درود سلام پڑھ لیتے اور اسکے بعد گھروں سے جو کھانا وغیرہ لاتے وہ مل کر سب کھا لیتے اور مجلس برخواست ہوجاتی (خودنوشت) اس واقعہ سے پتہ چلا کہ بچے وہی کام کرتے ہیں جو بڑے کرتے ہیں اسلئے بڑوں کو ہر کام دیکھ بھال کر کرنا چاہئے صحیح ہے مچھلی کے جائے کن تیرائے۔ (خودنوشت)

بچپن کا علامہ

اپنے علامہ سمجھے جانے کا ایک دلچسپ قصہ لکھتا ہوں، میں اپنے گاؤں کے

پرائمری اسکول میں پڑھتا تھا، نو سال کی عمر ہوگی، ماسٹر صاحب موجود نہیں تھے، تھوڑی دیر میں دیکھا کہ ایک جنازہ قریب کے قبرستان میں لایا گیا اور اسکو دفن کیا جانے لگا ہم نے (شیخ صاحب نے) سب لڑکوں سے کہا کہ ہم نے نماز جنازہ نہیں پڑھی جلدی سب لوگ وضو کرلیں، سب نے وضو کیا اور ہم نے نماز جنازہ پڑھائی، نا معلوم کیا ہوا دوبارہ پڑھائی، سہ بارہ پڑھائی اور یہ سب مکتب میں ہو رہا تھا جو اس وقت گاؤں سے باہر ایک شخص کی ایک عمارت میں تھا جہاں ان کے بیل اور مزدور رہتے تھے۔

بچہ کا خطبہ بڑے کی امامت

ایک اور دلچسپ قصہ لکھ دوں ہمارے گاؤں میں جمعہ ہوا کرتا تھا ہم سب سے پہلے غسل کر کے پہنچ جاتے تھے اور خطیب صاحب کی نقل اتارا کرتے تھے ایک مرتبہ اتفاق سے خطیب صاحب موجود نہ تھے اور گاؤں کے بڑے بوڑھے موجود تھے جن میں میرے نانا بھی تھے میری عمر ۹/۱۰ سال سے زیادہ نہ ہوگی کوئی پڑھا لکھا نہ تھا صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے تھے اسکے علاوہ کچھ پڑھ نہیں سکتے تھے، حضرت عمرو بن سلمہ الجرمیؓ کی طرح ہم ہی اس وقت سب سے بڑے پڑھے لکھے تھے ایک صاحب نے ہمیں حکم دیا: ''چل منبر پر اور خطبہ پڑھ'' ہم بے خوف چڑھ گئے اور خطبہ شروع کر دیا ایک جگہ تو ذرا اٹک سی ہوگئی باقی اور الحمد للہ صاف ہی پڑھا گیا نماز ایک دوسرے صاحب نے پڑھائی، ہماری نانی صاحبہ اور دوسرے اعزاء اس سے بہت مسرور ہوئے مگر خیال یہ پڑتا ہے کہ خطبہ ایک ہی ہوا تھا۔ (خودنوشت)

حضرت کا جذبۂ اطاعت اور علاقہ میں مقبولیت

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کی طبیعت میں جذبۂ اطاعت وفرنبرداری

کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا اسی لئے بچپن میں ہی امور طاعت انجام دینے لگے تھے اور ساتھ ہی اپنے علاقہ میں مقبول و معتبر ہونے کا علم ہوتا ہے اسی لئے تو [illegible] ۹/۱۰ سال کی عمر میں ایسا مثالی کارنامہ انجام دیا کہ جس کام کیلئے اچھے اچھے ماہرین کانپتے اور قدم میں ڈگمگاہٹ محسوس کرتے ہیں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا بھی تو بہت بڑی بات ہے اور وہ بھی اس عمر میں کہ ۹/۱۰ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے منبر پر تو تقریر کرتے ہوئے بھی ہاتھ پاؤں میں کپکپی اور زبان میں لڑکھڑاہٹ اور قدم میں ڈگمگاہٹ اور دل و دماغ، اعضاء و جوارح بھی ساتھ چھوڑتے نظر آتے ہیں جو کہ حضرات علماء و طلباء خوب تجربہ رکھتے ہیں یہ تو حضرت پر اللہ تعالی کی خصوصی نظر کرم اور فضل خداوندی کی برکت اور حضرت کی کرامت تھی۔

گاؤں کا حال

ہمارے گاؤں سے تین میل کے فاصلہ پر مانی کلاں میں جامع مسجد میں تو حفظ پڑھایا جاتا تھا اور اتنا بابرکت درس تھا کہ سینکڑوں حفاظ پیدا ہوئے، ہمارے مختصر سے گاؤں میں جس کی اس وقت کی مسلم آبادی زیادہ سے زیادہ پندرہ مکانات پر مشتمل تھی اس میں چھ حفاظ تھے وہیں مدرسہ ضیاء العلوم تھا جس میں ہماری ابتدائی تعلیم ہوئی ہمارے گاؤں میں سے سب سے پہلے اس مدرسہ میں مولوی نور محمد صاحب نے پڑھا جن سے ہم نے تعلیم الاسلام کے کچھ اسباق پڑھے وہ پھر پاکستان چلے گئے۔ (خودنوشت)

بڑے حافظ صاحب

حضرت نے فرمایا کہ ہمارے علاقہ میں ایک حافظ صاحب رہتے تھے جن کا نام حافظ عبدالحی بتایا تھا غالباً جو بڑے حافظ صاحب کے نام سے مشہور تھے فرماتے تھے کہ

"میں پتھر کو بھی حافظ بنادوں" چنانچہ مشاہدہ بھی کیا گیا ہی تھا کہ ان کے بیٹے، پوتے، نواسے، پوتی، نواسی وغیرہ سب حافظ تھے گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بڑا ملکہ عطا فرما رکھا تھا کہ کیسا ہی کند سے کند اور غبی سے غبی بچہ پڑھنے بیٹھتا تو اپنے اخلاص اور کڑھن کی برکت سے اسے حافظ بنا ہی دیتے تھے"

مدرسہ ضیاء العلوم میں

فرمایا پھر تقریباً ۱۲ سال کی عمر میں مدرسہ ضیاء العلوم قصبہ بانی کا ؤں میں داخلہ ہوا ابتدائی فارسی سے لیکر سکندرنامہ تک اور پھر ابتدائی عربی سے لیکر مختصر المعانی، مقامات، وشرح وقایہ ونورالانوار تک وہیں پڑھیں، اکثر کتابیں استاذی مولانا ضیاء الحق صاحب سے اور شرح جامی بحث اسم حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مدظلہ العالی سے مگر کثرت امراض کی وجہ سے بیچ میں طویل فترات واقع ہوتی رہیں اسلئے تکمیل کافی مؤخر ہوگئی۔

حادثۂ فاجعہ

پھر یہ بھی حادثہ پیش آیا کہ ہماری جماعت ٹوٹ گئی ہم نے اولاً شرح جامی، شرح وقایہ، نورالانوار، مولانا ضیاء صاحب سے پڑھی تھیں مگر جماعت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ نے اگلے سال پھر انہیں کتابوں میں داخل کر دیا اور خود پڑھایا (خودنوشت)

ادنیٰ سی مناسبت

جیسے حضرت نے شرح جامی، شرح الوقایہ، نورالانوار دومرتبہ پڑھی ایسے ہی بندہ نے بھی شرح وقایہ، نورالانوار، پہلے مادر علمی جامعہ کاشف چھٹمل پور میں شرح وقایہ

مولانا محمد ہارون صاحب اور نور الانوار حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب اساتذۂ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور سے پڑھی پھر مادر علمی جامعہ مظاہر علوم جدید، میں شرح وقایہ تو مفتی نیر اقبال صاحب اور نور الانوار استاذی مولانا محمد صاحب الہاشمی حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کے چھوٹے بھائی سے پڑھی۔

(فللہ الحمد ثم للہ الحمد)

عسرت وتنگدستی

فرماتے تھے کہ ہمیں چپل وجوتوں کا تصور کہاں ہوتا تھا ہم لوگ تو مشرقی یوپی کے بچے تھے ننگے پاؤں ہی مدرسہ چلے جاتے تھے بارش وبرسات میں ایسے ہی جاتے اور آتے تھے ایک مرتبہ راستہ میں بہت زیادہ بارش آگئی تو اب کتابوں کی فکر ہوئی کہ بھیگ جائیں گی تو راستہ میں ایک بوڑھیا کا مکان تھا، میں اس میں گیا اور اماں سے بولا کہ اماں میرا بستہ اور میری کتابیں رکھ لو، میں بعد میں لے جاؤں گا، چنانچہ انہوں نے میری درخواست منظور کی اور فرمایا کہ وہاں سامنے رکھ دو اور پھر جب آؤ گے وہیں سے اٹھالینا، چنانچہ پھر ہم تو گھر آگئے اور اگلے دن چھپر سے اسی جگہ سے کتابیں حاصل کرلیں وہ زمانہ بہت اچھا تھا اسی لئے کتابیں جہاں رکھی تھیں اسی جگہ سے ویسے ہی اُٹھالیں۔

بازار نہ جانے کی وجہ

فرمایا کہ میرے پاس پیسہ کہاں ہوتے تھے اسی لئے بازار نہیں جاتا تھا تا کہ بازار میں جاکر کسی چیز کو دیکھ کر دل نہ کر جائے اور پھر پیسہ نہ ہونے کی بنا پر دل میں ناشکری کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

صرف ایک ہی برتن

فرمایا کہ میرے پاس ایک ہی برتن تھا (دیگچی) وہی میرا لوٹا، وہی میری بالٹی، وہی

میرا مگ اور جگ وہی میرے کھانے کا برتن اسی میں سالن لینا اور اسی میں دوسرے ضرورت کے کام کرتا تھا شکر کی بھی انتہاء ہے کہ پھر بھی کبھی کوئی شکوہ وشکایت نہیں۔

ایک ہی لنگی

ابتداء میں حالات انتہائی کمزور تھے اسی لئے مختصر سا سامان تھا آپ کے پاس دور مظاہر علوم میں بھی ایسے دن آئے کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو اپنی لنگی میں شک ہوگیا، مگر اب دوسری لنگی کوئی تھی نہیں اسلئے پھر ایک طالب علم سے اس کی لنگی منگائی اور اسے پہن کر پھر اپنا کام کیا اس سے پتہ چلا کہ حضرت کے پاس اس وقت لنگی بھی ایک ہی تھی۔

نصاب پٹائی

فرمایا کہ حضرت مولانا ضیاءؒ کے یہاں پٹائی کا ایک نصاب مقرر تھا ''ایک غلطی پر دو چھڑی'' جیسے ہی غلطی آتی فوراً دو چھڑی رسید کرتے تھے ہر غلطی پر دو کا نصاب ایسا متعین تھا کہ اس میں تساہل بالکل روانہ سمجھتے تھے اسی لئے بعض بعض بچہ کو بیسیوں ،بیسیوں چھڑی پڑ جاتی تھیں مگر وہ دور بہت اچھا تھا کوئی برا نہیں مانتا تھا باہر نکل کر بچے کہا کرتے تھے ''کہ بڑھائے کو جب دیکھو دو چھڑی'' ہمارے علاقہ کے اعتبار سے بچے اس طرح بولا کرتے تھے مگر کوئی برا نہیں مانتا تھا۔

نصیحت

فرمایا کرتے تھے کہ بچو! ''اب پٹائی کا دور نہیں ہے اسلئے کسی کو مت مارو، اور ایک موقعہ پر فرمایا کہ گجراتی استاذ بچوں سے ہی ڈرتے ہیں پٹائی نہیں کرتے، تربیت بھی نہیں کرتے''

تذکرہ حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب

مانی کلاں کے مدرسہ ضیاء العلوم میں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا ضیاء صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ کا تذکرہ ملتا ہے ایک مرتبہ احقر بعد نماز ظہر حضرت کے حجرہ شریفہ میں حاضر ہوا فوراً معلوم کیا کہ آصف اس وقت کیسے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت مدرسہ کے کام سے آنا ہوا تھا، کمپیوٹر والا کام کر رہا ہے میں نے سوچا کہ دس منٹ کیلئے حضرت سے ہی ملاقات کرلوں تو حضرت نے برجستہ فرمایا کہ آصف ”تم نے مجھے میرے استاذ کی یاد دلا دی“ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ میں گھر سے آٹا لینے کے لئے آٹا چکی میں گیا ہوا تھا مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے استاذ مولانا ضیاء صاحبؒ پاس ہی کی بستی میں آئے ہوئے ہیں تو میں نے آٹا تو، آٹا چکی، میں واپس رکھ دیا اور چکی والے سے کہا کہ میرا آٹا رکھ لے میں ابھی تھوڑی دیر میں اُٹھا لے جاؤں گا، اس نے کہا ٹھیک ہے پھر میں بھاگا، بھاگا وہاں پہنچا“ حالانکہ کمزوری و بیماری کے سبب چلنے میں بہت دشواری بھی ہوئی مگر میں وہاں پہنچ گیا، استاذ صاحب نے جیسے ہی مجھے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں، میں نے پوری بات سنائی تو اور خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا پھر میں ملاقات کر کے واپس آ گیا اور آٹا لیکر گھر پہنچ گیا دیر تو ہوئی مگر کچھ باز پرس نہ ہوئی بظاہر اور فرمایا: مولانا ضیاء صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ جیسے معلوم ہوتا کوئی مجدد ہو، تجوید کی باتیں کرتا ہو۔ ہاں وہ ایسے ہی تھے ہم بچوں کو گلستاں شروع کرائی، جانتے ہو یہ کس فن کی کتاب ہے؟ نہیں مولی صاحب ”فن تصوف کی“ بس اتنا کہہ دیا آگے شرح کی نہیں، تو ہم بچوں سے کوئی پوچھتا کیا پڑھتے ہوے؟ کہ تصوف پڑھ رہے بس ایسے ہی تھے، مولانا میں خلوص بہت تھا، اسی لئے

مارتے بہت تھے ان کے خادم خاص مولوی عبدالرحمٰن فیض آبادی ان کو بہت پیٹتے تھے جب غصہ ہو جاتے تو بیسیوں چھڑی برستی تھیں پھر سبق ختم ہوا "عبدالرحمٰن" کہ جی محبت کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب

حضرت شیخ العلام کے استاذ گرامی حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحبؒ بھی اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے آپ مادر علمی جامعہ مظاہر علوم کے پروردہ اور حضرت قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی کے اجازت یافتہ تھے آپ نے ابتداء میں مانی کلاں کے معروف ومشہور مدرسہ ضیاء العلوم میں ایک مدت تک پڑھایا اس وقت اس میں عربی کی بھی تعلیم ہوتی تھی خود حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے کتابیں پڑھی ہیں جیسے پہلے گزر چکا، مگر حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحبؒ اس مدرسہ سے کیا نکلے مدرسہ کی برکت ہی چلی گئی بہت دن تک ویسے ہی رہا پھر اب اس میں حفظ کی تعلیم ہوتی ہے اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ نے وہاں سے آکر چوکیہ کھیتہ سِرائے گرینی میں ہی مدرسہ قائم کرلیا تھا اس میں آپ نے دین متین کی خدمات انجام دیں۔

اور آخر میں آپ دار العلوم ومظاہر علوم کے رکن شوریٰ بھی رہے۔

☆☆☆

آغوش مظاہر میں

عربی تعلیم کا آغاز تو ۱۳ر سال کی عمر میں قصبہ مانی کلاں کے مدرسہ ضیاء العلوم کے سایہ میں ہوا تھا اور اسکا اتمام اختتام آغوش مظاہر میں ہوا چنانچہ آغاز کے چند سالوں بعد ۱۵ر شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ر مئی ۱۹۵۸ء بروز دوشنبہ (پیر) کو حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب استاذ گرامی کے ایماء واشارہ پر مظاہر علوم کے آغوش میں فروکش ہوئے کیونکہ آپ کے باکمال استاذ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث کے شاگرد اور صحبت یافتہ تھے جو مظاہر کی خاموش تعلیم، یہاں کے اکابر مشک بار تربیت، روح وروحانیت، اصلاح باطن، اذکار ومجاہدات، افکار وتخیلات، سادگی وقناعت، شرافت نفس اور تواضع وللّٰہیت کی نورانیت سے بخوبی واقف تھے اسی لئے خاص شاگرد کے لئے خاص ادارہ اور خاص اساتذہ کا انتخاب فرمایا کیونکہ یہ بھی مدرسہ کا ایک طرح کا تعاون ہے کہ مادر علمی میں طلباء کو تیار کر کے بھیجا جائے تا کہ جیسے آپ کی تربیت ہوئی اور آپ کے اساتذہ نے آپ کی تربیت کی ایسے ہی ان کی بھی تربیت ہو جائے۔

مدرسہ کے دو تعاون ہیں

مولائی ومرشدی حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مدرسہ کا تعاون کریں یعنی جس مدرسہ سے آپ نے پڑھا ہے اس مدرسہ کے دو تعاون ہیں ایک مالی تعاون ہے جو آپ نے کھایا ہے اس کو واپس کرنیکی کوشش کریں کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ

مدرسہ میں پیسہ کہاں سے آتا ہے اور کیسا آتا ہے مدرسہ میں زکوٰۃ کا پیسہ آتا ہے اگر تم ہاتھ سے کما کر خود محنت کرکے اللہ رقم مدرسہ میں بھیجو گے تو مدرسہ کا کتنا بڑا فائدہ ہوجائیگا اللہ تعالی آپ کو دونوں جہان میں بہترین بدلہ عطا فرمائے گا اور دوسرا آپ جہاں بھی پڑھائیں آپ بچوں کی تربیت کرکے اس مادر علمی میں بھیجیں تاکہ جس طرح آپ کی تربیت ہوئی ان کی تربیت ہو انتہائی اونچا مشورہ ہے اللہ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

داخلہ امتحان

عالمی ادارہ جامعہ مظاہر علوم میں داخلہ کے خواہشمند بن کر جب آپ آئے تو آپ کے داخلہ امتحان کیلئے اور گزشتہ کے اختبار کیلئے اور آئندہ کی قبولیتِ اخذ کے واسطے جس شخصیت کا نام نامی اسم گرامی طے ہوا وہ تھے مخدوم العالم فقیہ اعظم حضرت مفتی مظفر حسین صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) ناظم اعلیٰ مظاہر علوم۔

کتب ممتحنہ

چنانچہ حضرت شیخ نے مختصر المعانی، شرح وقایہ، قطبی، مقاماتِ حریری، نور الانوار، کا حضرت مفتی صاحب کو امتحان دیکر کامیابی حاصل کرتے ہوئے قیام مدرسہ کی اجازت حاصل کرلی۔

پہلا سال

امتحان کے بعد آپ نے ۱۳۷۸ھ میں جلالین، ہدایہ اولین، میبذی، سراجی وغیرہ سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور آپ کا مدرسہ مظاہر علوم میں یہ پہلا سال تھا۔

دوسرا سال

اگلے سال ۱۳۷۹ھ میں آپ نے بیضاوی شریف، میر قطبی، ہدایہ ثالث، مشکوٰۃ مقدمہ مشکوٰۃ، شرح نخبۃ الفکر، سلم العلوم، اور مدارک پڑھیں۔

تیسرا سال

تیسرے سال ۱۳۸۰ھ میں آپ نے بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، طحاوی شریف، نسائی شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، مؤطا امام مالک اور شمائل ترمذی پڑھ کر پوری جماعت میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی، اور کامیابی بھی مثالی چنانچہ اس وقت مدرسہ مظاہر علوم میں اعلیٰ نمبرات ۲۰ تھے آپ نے نہ صرف یہ کہ متعدد کتابوں میں ۲۱/۲۱/ نمبرات حاصل کئے بلکہ بعض کتابوں میں/ (۲۱۱/۲) نمبرات ملے اور مجموعی طور پر بھی آپ کے نمبرات پوری جماعت میں سب سے زیادہ تھے اس طرح آپ اپنے ساتھیوں میں شروع سے ہی ممتاز اور برتر قرار پائے۔

امتحان دورہ میں اعلیٰ کامیابی

میدان تعلیم میں آپ ہمیشہ بڑی محنت و جفاکشی جدوجہد اور سعی مسلسل سے کام کرتے تھے اسی لئے آپ اپنے رفقاء میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کرتے اور دورۂ حدیث شریف کے سال میں آپ نے ۲۱/۲۱/ ہی نہیں بلکہ بعض کتابوں میں تو (۲۱/۱/۲) نمبرات حاصل کرتے ہوئے تمام ساتھیوں میں ممتاز رہے۔

انعامی کتب

۵۱ فارغین دورۂ حدیث میں سے آپ نے اول نمبر حاصل کر کے درج ذیل کتب

انعام میں حاصل کیں: (۱) درر فرائد (۲) بیان القرآن جلد اول (۳) معارف الحدیث جلد اول (۴) تذکرۃ الرشید جلد اول (۵) ماہتاب عرب (۶) حسن المنظر (۷) فضائل مسواک (۸) الذکر المیمون۔

زمانۂ طالب علمی کی محنت

ایک روز فرمایا کہ بچے تو جمعہ کو کھیل کود میں لگ جاتے اور میں صبح صبح غسل کر کے اپنی کتابیں لیکر مسجد چلا آتا اور یاد کرنے میں لگ جاتا اور کپڑے وغیرہ دھونے ہوتے تو وہ بھی جلدی سے دھو کر فارغ ہونیکی کوشش کرتا تا کہ زیادہ سے زیادہ وقت کتابوں میں لگ جائے۔

ناداری کی انوکھی مثال

حضرت کو جب کپڑے دھلنے ہوتے اور پیسے تو ہوتے نہیں تھے اسلئے کپڑے دھلنے کے واسطے بچوں کے کچھ اگلے حصہ میں بیٹھتے جہاں سے بچوں کے کپڑوں سے نکلنے والا صابون اور جھاگ گزرتا اسی سے اپنے کپڑوں کو صاف کر لیتے اور کسی کو محسوس بھی نہ ہونے دیتے تا کہ اپنی ناداری کا راز بھی پنہاں رہے اور مقصد بھی حاصل ہو جائے اس طرح سے آپ نے بچوں کے غسالہ سے اپنے کپڑے وغیرہ صاف کر کے اپنی تعلیم کو جاری رکھا جسکا نتیجہ ظاہر ہوا کہ اللہ تعالی نے وقت کا شیخ الحدیث محدث عصر اور امیر المؤمنین فی الحدیث بنا کر پوری دنیا میں چمکایا۔

(۲) اور فرمایا کہ ہمارے کمرہ میں بعض ساتھی مالدار بھی تھے ایک ساتھی نے اپنی ٹوپی بوسیدہ ہونے کی بنیاد پر پھینکنے کا ارادہ کر لیا میں نے کہا یہ تو صحیح ہے اور اس کو میں اوڑھ لونگا چنانچہ وہ میں نے بہت بعد تک استعمال کی اسی طرح ایک مفلر بھی اب تک استعمال کیا۔

امراض کے باوجود علمی شغل

فرمایا مسلسل بیمار رہتا تھا جب مظاہر علوم آیا تو اسکے چند دن بعد ہی نزلہ و بخار ہو گیا اور پھر منھ سے خون آ گیا حضرت اقدس ناظم صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا مشورہ ہوا کہ میں گھر واپس جاؤں لیکن میں نے انکار کر دیا، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے بلا کر فرمایا “جب تو بیمار ہے اور لوگوں کا مشورہ بھی ہے تو مکان چلا جا” میں نے عرض کیا جوابتک یاد ہے کہ حضرت اگر مرنا ہے تو یہیں مر جاؤں گا” حضرت نے فرمایا کہ “بیماری میں کیا پڑھا جائیگا” میں نے عرض کیا جوابتک یاد ہے اور الفاظ بھی یاد ہیں کہ حضرت جو کان میں پڑیگا وہ دماغ میں اتر ہی جائیگا” اس پر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ واعلی اللہ مراتبہ نے ارشاد فرمایا کہ “پھر پڑا رہ” یہ ہے حضرت قدس سرہٗ سے پہلی بات چیت اس کے بعد ہم تو بہت بیمار رہے، اور گاہ بگاہ جب طبیعت ٹھیک ہو جاتی تو اسباق میں بھی جاتے رہتے۔ انہیں ایام میں حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم صاحب مدظلہ کو اپنی بیماری کا خط لکھا مولانا نے جواباً لکھا کہ یہ کیا یقین ہے کہ خون پھیپھڑوں سے آیا ہے؟ اس سے طبیعت کو کچھ سکون ہو گیا، لیکن سینہ میں درد رہا کرتا تھا۔

دلی اضطراب

فرمایا کہ جن ایام میں طبیعت خراب تھی، کبھی کبھی ان دنوں میں دار الحدیث کے شرقی جانب بیٹھ کر حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کا درس سنتا تھا اور سوچا کرتا تھا کہ نہ معلوم ہم کو بھی بخاری شریف پڑھنی نصیب ہوگی یا نہیں؟ اور رویا کرتا تھا اس مالک کا لاکھ لاکھ شکر یہ ہے کہ اس نے توفیق عطا فرمائی اور پڑھنے کی منزل گزر گئی اور اللہ تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے پڑھانے کی توفیق بخشی، حالات کی ناسازگاری

سے جسکی توقع بھی نہیں تھی لیکن سب فضل وکرم ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل ——— نسیم صبح تیری مہربانی

(خود نوشت)

فضل خداوندی

مجھے یاد آیا کہ جب میں مظاہر علوم جدید میں عربی پنجم یا ششم پڑھتا تھا تو حضرت شیخ یونس صاحب کی طبیعت بہت خراب ہوگئی اور آپ کو گاڑی میں ڈاکٹر کے یہاں لے جانے لگے تو احاطہ دار جدید میں دارالحدیث کے سامنے طلباء جمع تھے تو میں نے معلومات کی کہ کیا بات ہے تو ساتھیوں نے بتایا کہ شیخ صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے اور ہوسپیٹل لے جا رہے ہیں اور طلباء از راہ عقیدت گاڑی کو پکڑ کر برکت حاصل کر رہے تھے بندہ بھی گاڑی کے قریب گیا اور گاڑی کو چھو کر تیمن اور برکت حاصل کی مگر دل میں بہت ہی اضطراب و بے چینی تھی کہ اب مجھے شیخ صاحب سے پڑھنا نصیب نہیں ہوگا اور اس پر مجھے بہت رونا آیا اور سوچ رہا تھا کہ آصف تو کتنا کم نصیب بلکہ بدنصیب ہے تو تجھے شیخ صاحب سے پڑھنا نصیب نہیں ہوگا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ حضرت شیخ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں دورہ نہ پڑھ لوں اور بخاری شریف شیخ کے سامنے نہ پڑھ لوں” رحمت خداوندی اور فضل خداوندی کی وجہ سے شیخ صاحب کی طبیعت پھر صحیح ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد پڑھانا شروع کر دیا۔

دل سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اب مجھے ہر وقت شیخ صاحب کی طبیعت کی فکر غیر معمولی طریقہ پر رہتی تھی کہ کہیں شیخ صاحب دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں کیونکہ انہی دنوں حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب کا انتقال ہوا تھا جو آپ کے پیر بھائی تھے بچپنہ کی وجہ سے موت کا بڑا ڈر سا لگتا رہتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ میں شیخ صاحب کے کمرہ میں جا رہا تھا کہ زینہ پر جو استاذی حضرت مفتی مقصود صاحب دام ظلہ کے حجرہ کی چھت کے طور پر ہے اس پر دال پڑی ہوئی تھی جو کسی ساتھی سے گر گئی ہوگی میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ اسی زینہ سے دار الحدیث میں پڑھانے جاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ گاڑی اٹھانے والے طالب علموں میں سے کسی کا پاؤں اس دال پر سے پھسل جائے اور شیخ گر جائیں تو میں نے اس زینہ کو اس طرح سے صاف کر دیا کہ میرے اس عمل کا کسی کو علم نہ ہوا پھر میں اپنے کام سے چلا گیا اللہ تعالیٰ کے یہاں تو چھوٹے عمل کی بڑی قدر ہوتی ہے شاید اسی محبت شیخ کی وجہ سے بندہ کو حضرت کے فیوض علمیہ اور خدمت عالیہ سے مستفیض ہونے کا موقع ملا ہو ورنہ ۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

باکمال استاذہ

شیخ صاحب نے بخاری شریف قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے اور ابوداؤد شریف حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ سے مسلم شریف، حضرت مولانا منظور احمد خاںؒ سے اور ترمذی ونسائی ابن ماجہ، شمائل ترمذی، مؤطا امام مالک، مشکوٰۃ شریف، نزہۃ النظر، مقدمہ شیخ عبد الحق اور ہدایہ رابع کتاب القسمۃ تک حضرت مولانا امیر احمد صاحب سے پڑھی۔

رفقاءِ دورہ

دورۂ حدیث شریف کے رفقاء میں استاذی حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب سہارنپوری مدظلہ صدر المدرسین مدرسہ مظاہر علوم جدید، حضرت مولانا شجاع الدین صاحب حیدر آبادی، حضرت مولانا اجتباء الحسن کاندھلوی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

اساتذۂ دورۂ حدیث کا مختصر تعارف

کسی بھی باکمال شخصیت کیلئے باکمال اساتذہ کا ہونا ناگزیر ہے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے بھی درس نظامی کی کتابوں کو پڑھا اور دوسرے حضرات بھی انہی کتب درسیہ کو پڑھتے ہیں مگر آپ میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ اس کی چند وجوہات ہیں ہمیں باکمال اساتذہ ملے شیوخ بھی کامل ملے تیسری بات کہ طلباء تو عبارت، ترجمہ و مطلب یاد کرتے تھے اور میں حدیث شریف پڑھ کر یہ سوچتا تھا کہ اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہ رہے ہیں تو میں حضور علیہ السلام کی مراد و مقصود کی تلاش و جستجو میں رہتا تھا تو حضرت شیخ یونس صاحب کو بھی باکمال اساتذہ اور کامل شیوخ بفضلہ تعالی نصیب ہوئے تیمن و برکت کے طور پر اساتذہ دورۂ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث

قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم، الحافظ الناقد الحجہ حضرت الحاج مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی بن حافظ و مولانا مفتی محمد یحیٰ صاحب بن مولانا محمد اسماعیل صاحب بن غلام حسین صاحب بن حکیم کریم بخش صاحب آخر میں آپ کا سلسلہ نسب شیخ

الاصحاب حضرت ابوبکر صدیق صاحب غار وسفر وحضر سے مل جاتا ہے۔

ولادت

آپ کی ولادت ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ مطابق ۲ر فروری ۱۸۹۸ء بوقت شب ۱۱ر بجے مقام قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔

عقیقہ

ولادت سے ساتوے دن سادگی کے ساتھ آپ کا عقیقہ ہوا اور دو نام تجویز ہوئے محمد زکریا، محمد موسیٰ پہلے نام سے پکارے گئے اور اسی کے ساتھ عالم میں شہرت پا گئے۔

گنگوہ منتقل

ڈھائی سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ گنگوہ منتقل ہو گئے۔

گنگوہ میں قیام

تقریباً ۱۲ر سال کی عمر تک گنگوہ شریف میں ہی قیام فرمایا۔

آغاز تعلیم

سات سال کی عمر میں پڑھنا شروع کیا اور قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خواص ومحبین میں سے ڈاکٹر عبدالرحمان مظفر نگری سے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور اسی سال اپنے والد صاحب سے حفظ شروع کر کے ۱۳۲۵ھ میں حفظ قرآن پاک کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور فارسی وغیرہ کی بعض کتابیں اپنے چچا بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے اور صرف کی کتابیں والد صاحب سے پڑھیں جب کہ اردو وفارسی کا آغاز ۱۳۲۸ھ میں ہوا تھا۔

مظاہر علوم میں آمد

۱۳۲۹ھ میں مظاہر علوم آگئے اور پہلے سال میر شرح مأۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، کبریٰ، ایسا غوجی، مرقات، مکمل اور شرح تہذیب نصف، اور باب اول نفحۃ الیمن، مفید الطالبین، اور نصف الفیہ ابن مالک، فصول اکبری کی ۳۰ فصلیں ترجمۂ پارہ عم وتبارک الذی شعبان تک۔

دوسرا سال

دوسرے سال میں رمضان ۱۳۲۹ھ سے شعبان ۱۳۳۰ھ تک الفیہ ابن مالک اور نفحۃ الیمن کا باقی حصہ، قطبی ومیر قطبی، تصورات تک تلخیص المفتاح کا فن اول اور ۲۲/ مقامے مقامات حریریہ کے، حساب اور بقیہ ترجمہ تبارک الذی ونفحۃ الیمن پڑھیں۔

تیسرا سال

تیسرے سال میں رمضان ۱۳۳۰ھ سے شعبان ۱۳۳۱ھ تک مختصر المعانی، نور الانوار، حسامی، دیوان متنبی، سبعۂ معلقہ، کنز، قدوری میبذی، سلم العلوم پڑھیں۔

چوتھا سال

پھر چوتھے سال میں ۱۳۳۱ھ سے ۱۳۳۲ھ تک مشکوٰۃ المصابیح، ہدایہ اولین، شرح معانی الآثار، نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، حماسہ پڑھی۔

پانچواں سال

پھر پانچویں سال میں رمضان ۱۳۳۲ھ سے شعبان ۱۳۳۳ھ تک شرح سلم لملا حسن، اس کی شرح زواہد الثلاثۃ، شمس بازغہ، اقلیدس، مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد شرح معانی الآثار دوبارہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ سے پڑھیں۔

چھٹا سال

پھر چھٹے سال ۱۳۳۳ھ سے شعبان ۱۳۳۴ھ تک صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، نسائی، ہدایہ ثالث کے کچھ اسباق اپنے والد سے پڑھ کر تحصیل علم سے فراغت حاصل کی اسی سال ۱۰/ذی قعدہ کو والد صاحب مولانا محمد یحییٰؒ کا انتقال ہوا اس وقت حضرت شیخ کی عمر ۱۹/سال کی تھی۔

دوبارہ دورہ

پھر دوبارہ بخاری شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف تو ۱۳۳۵ھ میں اور مسلم شریف ۱۳۳۶ھ میں "بڑے حضرت" حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ سے پڑھیں۔

مظاہر علوم میں تقرر

فراغت دورہ کے بعد ۱۳۳۴ھ میں ۱۵/ذی الحجہ مطابق ۱/اکتوبر ۱۹۱۴ء کو فراغت کے صرف ۴/ماہ بعد مہتمم مدرسہ حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحب کی درخواست پر مجلس شوریٰ کا فیصلہ ہوا ۱۳۳۵ھ میں معین مدرس کی صورت میں ۱۰/محرم الحرام سے تدریسی سفر کا آغاز کیا پھر اسی سال ۲۹/صفر المظفر مطابق ۲۵/دسمبر ۱۹۱۶ء کو مسماۃ امۃ المتین سے پہلا نکاح مسنون ہوا پھر اسی سال ۲۵/رمضان المبارک مطابق ۱۵/جولائی ۱۹۱۷ء کو والدہ ماجدہ لمۃ الحی کا انتقال ہوا اور بوقت عشاء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۳۳۷ھ پہلی صاحبزادی زکیہ پیدا ہوئی، ۱۳۳۸ھ میں دوسری صاحبزادی بنام ذاکرہ پیدا ہوئی اور اسی سال پہلا سفر حج (مطابق ۱۹۲۰ء کو ہوا) ۱۳۴۱ھ میں بخاری

شریف کے ۳؍ پارے (از ۱۳؍ تا ۱۵) کی تدریس کی ذمہ داری ماہِ رجب میں سپرد ہوئی اور اسی سال ماہ شوال میں مشکوٰۃ شریف کی تدریسی ذمہ داری بھی آئی ۱۳۴۴ھ صاحبزادے محمد موسیٰ کی پیدائش ،۱۳۴۴ھ دوسرا سفرحج بڑے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے ہمراہ اسی سال صاحبزادہ محمد موسیٰ کا انتقال ہوا تدریس حدیث کا سلسلہ ۱۳۴۱ھ سے شروع ہوکر ۱۳۸۸ھ تک رہا مجموعی مدت تقریباً ۴۷ سال ہے جس میں ۳۹۷ طالبان حدیث شریف نے درس حدیث پڑھا۔

منصب شیخ الحدیث

اسی سال ۱۳۴۴ھ میں شیخ الحدیث کا باوقار عہدہ سونپا گیا ۱۳۴۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے چار سلسلوں کی اجازت بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرمادی پھر کیا تھا بس پورے عالم میں روشن ہوتے چلے گئے بالآخر ۱۳۸۸ھ ۲۵؍ شوال کو سہارنپور میں دارالطلبہ جدید کے دارالحدیث کا افتتاح فرمایا اور اسی روز بخاری شریف کا آغاز کرتے ہوئے بخاری کا افتتاح فرمایا اور ۱۳۹۳ھ ماہِ ربیع الاول میں اپنے بیٹے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کو اجازت بیعت دیکر مدینہ منورہ میں مستقل قیام کیلئے سفر فرمایا مطابق ۱۹۷۳ء اور ۱۴۰۲ھ میں آخری بار ہندوستان آئے ۱۵؍ محرم الحرام مطابق ۱۲؍ نومبر ۱۹۸۱ء ہولی فیملی اسپتال میں زیرعلاج رہے افاقہ کے بعد مدینہ منور واپس تشریف لے گئے (۱۸؍ ربیع الاول مطابق ۱۶؍ جنوری ۱۹۸۲ء) پھر ۲؍ شعبان مطابق ۲۵؍ مئی ۱۹۸۲ء کو مغرب سے قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں احاطہ اہل بیت اور اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ کے قریب تدفین عمل میں آئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

(ماخوذ الیواقیت ج ۲؍ علمی صدا شیخ زکریا نمبر اگست ۲۰۰۶)

ناظم صاحب حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ

آپ کی کردار سازی میں مدرسہ مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رامپوری خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کا بھی اہم کردار تھا اس لئے آپ کے بھی مختصر احوال قلم بند کرنیکی کوشش کر رہا ہوں۔

نام ونسب

جامع المعقول والمنقول محدث وقت، محمد اسعد اللہ بن مولانا رشید الدین بن مولانا المفتی بشارت اللہ بن علامہ مفتی سعد اللہ رامپوری صاحب تالیفات۔

ولادت وپرورش

مصطفیٰ آباد (ریاست رام پور) میں ۱۳۱۴ھ پیر کے دن پیدا ہوئے اور اسعد اللہ نام رکھا گیا اور تاریخی نام آپ کا "مرغوب اللہ" تھا جو آپ کے جد امجد نے طے فرمایا تھا۔

تعلیم وتربیت

آپ کا گھرانہ چونکہ علمی گھرانہ تھا اسلئے قرآن پاک اپنی والدہ سے پڑھا اور بچپن میں ہی فارسی سیکھ لی اور علم ریاضی اور علوم مرجہ اس زمانہ کے اسکول میں پھر جب آپ کی عمر ۱۵ر سال کی ہوگئی تو آپ کے چچا مولانا فضل اللہ نے ۱۳۲۹ھ کے آخر میں آپ کو تھانہ بھون خانقاہ امدادیہ میں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کے پاس منتقل فرمادیا وہاں آپ نے ابتدا سے متوسطات تک کی کتابیں پڑھیں جن میں مشکوٰۃ المصابیح کا کچھ حصہ مولانا عبد اللہ گنگوہی متوفی ۱۵ر رجب ۱۳۳۹ھ سے اور ترجمہ کلام پاک اور مشکوٰۃ کے کچھ اسباق حضرت تھانویؒ سے پھر تھانہ بھون سے ۲۲ر شوال ۱۳۳۲ھ میں مدرسہ مظاہر علوم میں منتقل ہوگئے

اور بقیہ تمام کتابیں یہیں پڑھیں اور کتب حدیث کا کچھ حصہ محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد متوفی منگل ۱۶/ربیع الآخر ۱۳۴۶ھ سے اور ۱۳۳۵ھ میں فنون کی دیگر کتابیں پڑھ کر ہدایۃ الرشید (شعبہ دعوت وتبلیغ) کے مدیر وناظم بنے پھر مظاہر علوم ہی میں ۱۳۳۷ھ میں معین مدرس بنے اور جب ۱۳۳۸ھ میں مستقل عربی مدرس ہوئے اور فنون مختلفہ کی کتابیں پڑھائیں اور کتب حدیث میں سے ابوداؤد، نسائی، معانی الآثار، للطحاوی، موطا امام مالک وامام محمد صحیح مسلم مکمل پڑھائیں اور بخاری شریف کے بعض اسباق۔

مناظرے

آپ چونکہ بہت بڑے مناظر اسلام تھے اسلئے جب آگرہ کے علاقہ میں پنڈت سوامی دیانند نے لوگوں کو مرتد بنانا شروع کر دیا تو آپ نے اسکے لئے بڑی کوشش کی اللہ تعالی نے آپ کی کوشش کو کامیاب بنایا اور آپ کو کامیابی نصیب ہوئی اسی طرح قایادیانیوں سے عیسائیوں سے آریوں سے ذہن کی جیادت جواب کی سراعت، بفضل خداوندی آپ کو فتح یاب کر دیتی تھی۔

رنگون کا سفر

آپ مدرسہ سے دعوت وتبلیغ اور مناظرہ کے لئے ہی نکلتے تھے مگر ایک دو مرتبہ رنگون میں حاجی داؤد ہاشم یوسف کے اصرار پر گئے اور ایک ایک سال کا قیام کر کے مدرسہ محمدیہ کے اہتمام سے کنارہ کشی اختیار فرما کر ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ مظاہر علوم ہی آگئے پھر کسی مدرسہ کی طرف نہیں گئے۔

حج

پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ادا کرنیکی نیت سے ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ

میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہیں پر بعض لوگوں سے اجازت حدیث حاصل کی۔

نائب مہتمم

صفر المظفر ۱۳۶۵ھ کے شروع میں آپ نائب ناظم بنے پھر وفات مولانا عبد اللطیف کے بعد محرم الحرام ۱۳۷۴ھ کے شروع میں ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔

ارشاد و سلوک

آپ حضرت تھانوی کے خلیفہ و مجاز تھے آپ کی شادی آپ کے چچا کی بیٹی ہی سے ہوئی جنہوں نے آپ کو تھانہ بھون بھیجا اور آپ کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی ۲/ بیٹیاں ۷/ بیٹے جن میں سے چار حیات ہیں مولانا محمد اللہ مدرس مظاہر علوم، احمد للہ مقیم پاکستان، امجد اللہ، اجود اللہ (غالباً ان میں سے فی الوقت کوئی بھی نہیں ہیں)

وفات

۱۵/ رجب المرجب شب پیر ۱۳۹۹ھ کو وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

(الیواقیت ۲/ ۳۹ و ص: ۴۰ و ۴۱)

صدر المدرسین حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی

شیخ یونس صاحب کے اساتذہ میں تیسرا نام یہ بھی ہے۔

نام و نسب

حضرت الاستاذ العلامۃ المحدث و مولانا الحافظ الحاج امیر احمد صاحب بن جناب عبد الغنی صاحب قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے آپ کے اہلِ خاندان گوشت فروش (یعنی قصائی) تھے مگر حضرت مولانا سے ملکر کبھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ آپ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ولادت

قصبہ کاندھلہ میں ۵؍صفرالمظفر ۱۳۲۷ھ میں دوشنبہ (پیر) کے دن بوقت صبح صادق ولادت ہوئی سنا ہے کہ آپ کے والد صاحب نے ولادت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ میرے گھر سے ایک دودھ کی ندی جاری ہے اور لوگ اس سے سیراب ہو رہے ہیں اسی لئے بڑے بڑے حضرات نے مولانا کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا۔

نشو نما و طالب علمی

حضرت مولانا مرحوم کا نشو ونما نہایت ہی سادہ انداز پر ہوا اسی لئے بظاہر آپ کی طبیعت میں سادگی تھی اور آخر عمر تک سادہ لباس ہی پہنتے رہے ابتدا میں اپنے قصبہ کے مدرسہ میں ناظرہ اور کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں اور پھر عمر شریف کے پندرہویں سال شوال ۱۳۴۲ھ میں مظاہر علوم میں داخلہ لیا اور بالکل ابتداء سے تعلیم حاصل کی اور ہمیشہ امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے ۱۳۴۷ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت پائی اور امتحان میں کامیاب ہوکر انعام حاصل کیا اگلے سال کچھ دیگر علوم کی کتابیں پڑھیں اس وقت کے تمام ہی اساتذہ آپ کے استاذ ہیں۔

تدریس

فراغت کے بعد ہی مدرسہ خلیلیہ شاخ مظاہر علوم میں ابتدائی مدرس بنے چھ سال تک وہاں پڑھائی جانیوالی سبھی کتابیں پڑھائیں وہیں دوران قیام صرف چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ مکمل کیا جو حضرت کی کرامت تھی بظاہر پھر ۱۳۵۵ھ شوال کو مظاہر علوم میں منتقل ہوئے اور یہاں ہدایہ، جلالین، مشکوٰۃ شریف، نسائی شریف، پڑھائی اور مشکوۃ شریف تو ۱۳۶۳ھ سے ۱۳۸۱ھ تک مسلسل پندرہ سال پڑھائی پھر اسی سال بخاری کی

کتاب التفسیر بھی پڑھائی اور ۱۳۷۷ھ میں ترمذی شریف ملی تھی جب کہ ۱۳۷۸ھ میں آپ صدر مدرس بنائے گئے آپ سادہ مزاج اور فطری طور پر مرنجا مرنج تھے اشعار کا بڑا ذوق تھا ہر موقع پر برجستہ اشعار گوئی کرتے رہتے تھے پڑھانے کا انداز بڑا محققانہ تھا اگر کوئی طالب علم معقول سوال کرتا تو جواب عنایت فرماتے ورنہ تفریحاً فرماتے ”ارے تیرے دماغ میں خشکی ہے ارے تیل کی مالش کرلیا کر“ وعظ گوئی میں بھی بڑا ملکہ تھا جلسہ جلوس میں اہل مدرسہ آپ ہی کا نام پیش کرتے ایک مرتبہ مجلس مناظرہ میں ایک صاحب کی تقریر میں دعوی و دلیل میں جوڑ معلوم نہیں ہو رہا تھا تو برجستہ فرمایا:

کلام میر سمجھے داغ سمجھے مرزا سمجھے
مگر ان کا کہا یا آپ سمجھے یا خدا سمجھے

وفات

مولانا مرحوم ۱۳۸۲ھ میں بیمار ہوئے اور آخر میں بالکل لاغر و نحیف ہو گئے تھے علاج مطلق کارگر نہ ہوا اسلئے کہ پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا ۱۳۸۴ھ میں عید الاضحیٰ کی تعطیل میں اپنے وطن کاندھلہ گئے دن بدن طبیعت بگڑتی گئی اور گیارہ ذی الحجہ کو ستاون سال ڈیڑھ ماہ کی عمر میں یہ ماہتاب علم و فن ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا غفر اللہ لہ ورحمہ رحمۃ واسعۃ.

اشعار میں تعارف

حضرت استاذی شیخ یونس صاحبؒ نے اشعار میں بھی انکا تعارف پیش کیا ہے فرمایا ؎

از امیر احمد ہمی پرسی سخن —— آنکہ بودہ شہریار علم و فن

در تمامی علم اورا دستگاہ ——— ہم بہ ہر فن بود اش جائے پناہ
در حدیث مثلش نبودہ امام ——— لیکن چو یوسف آں عالی مقام

بوفات

ماکنت احسب قبل دفنک فی الثری
ان اللحود منازل الاقمار

(ماخوذ الیواقیت ج ۲)

استاذ مکرم حضرت مولانا منظور خاں صاحب کا تذکرہ

دورۂ حدیث شریف کے چوتھے استاذ حضرت مولانا منظور خاں صاحب تھے جن سے شیخ صاحب نے مسلم شریف پڑھی انکے متعلق ایک روز شیخ صاحب نے سنایا کہ یہ دابکی کھیر والی دعوت میں شریک نہیں ہوئے تھے تو بڑے حضرت (مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری) نے ان کو بلا کر فرمایا کہ دابکی والے اخلاص سے دعوت کرتے ہیں اور آپ نہیں جاتے تو عرض کیا کہ "جی میری طبیعت خراب تھی" اس پر شیخ صاحب نے فرمایا کہ بظاہر تاویل کی ہوگی اور نزلہ وغیرہ ہو رہا ہوگا ورنہ جھوٹ تو کیا بولتے بہرحال آپ کے دورۂ حدیث شریف کے یہ چار اساتذہ تھے جن کا مختصر سا تذکرہ برکتا جمع کرلیا گیا۔ فللہ الحمد

مسند تدریس

زمانہ طالب علمی میں فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین صاحب مفتی اعظم شیخ یونس صاحب کی سرپرستی فرماتے تھے اسی لئے شیخ صاحب کی بعض تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی صاحب کو استاذ بھی مانتے تھے جیسا کہ درس مشکوٰۃ کے منتقل ہونے

کے وقت فرمایا کہ حضرت مولانا امیر احمد صاحب کے انتقال کی وجہ سے مشکوٰۃ شریف استاذی مفتی مظفر حسین صاحب حال ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کے یہاں سے منتقل ہو کر آئی (الیواقیت) اور بعض مجلسوں میں بھی آپ مفتی مظفر حسین صاحب کی سرپرستی کا تذکرہ فرماتے تھے بہرحال فراغت کے بعد آپ نے اگلے سال میں کچھ مزید کتابیں ہدایہ رابع، صدرا، شمس بازغہ، اقلیدس خلاصۃ الحساب، درمختار پڑھیں ۱۳۸۱ھ میں بمشاہرہ سات روپئے، وظیفہ ماہانہ کے ساتھ عارضی معین مدرس کے عہدہ پر تقرر ہوا شرح وقایہ، قطبی، زیر تعلیم وتدریس تھیں۔

تقرری میں دخل

حضرت مفتی مظفر حسین صاحب سابق ناظم ومتولی مظاہر وقف بھی آپ کے ساتھ بیٹے جیسا شفقت پر مبنی معاملہ رکھتے تھے چنانچہ تقرری میں بھی اہم رول ادا کیا اور حضرت شیخ زکریاؒ تو آپ سے انتہائی محبت وعقیدت کا برتاؤ رکھتے تھے خود شیخ صاحب نے احقر آثم راقمِ سطور کو سنایا کہ جب میں نے مزید کتابیں پڑھیں سامانِ سفر اور رخت سفر باندھ لیا، دل میں سوچتا تھا کہ تجھے کون رکھے گا؟ اور تجھ سے کون پڑھوائے گا؟ تو میں مدرسہ مظاہر علوم سے وطن جانے کیلئے رخصت ہونے کیلئے آخری بار اپنے شیخ ومرشد قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور ملاقات کی غرض بتلائی تو شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا ''ہم تو چاہتے ہیں کہ تو یہیں رہ جائے'' بس پھر میں رہ گیا اور معین مدرسی ملی۔

مقبول جملہ

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ قطب عالم شیخ العرب والعجم کا یہ کیسا مقبول جملہ تھا کہ

زندگی میں آپ یہیں رہے اور وفات کے بعد بھی یہیں رہے کہ حاجی شاہ کمال میں آرام فرما ہیں حالانکہ آپ کی خواہش مدینہ منورہ میں لمبا قیام کرنیکی تھی جسکا آپ نے راقم آثم سے اظہار بھی فرمایا کہ میں ایک مرتبہ عمرہ کیلئے جانے لگا اور ناظم صاحب (حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ) سے مدینہ پاک میں لمبے قیام کی چھٹی طلب کی تو حضرت ناظم صاحبؒ نے فرمایا کہ اب تو عمرہ کرکے جلد واپس آجاؤ لمبے قیام کے لئے پھر چلے جانا اس پر شیخ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اب تک تو لمبا قیام ہوا نہیں شاید آخر میں ہی ہوگا اور مراد لیتے تھے وفات مدینہ اور قیام مدینہ کو مگر قطب عالم کی خواہش وآرزو ہی غالب آئی۔

تدریس مظاہر کا دوسرا سال

پہلے سال میں تو آپ نے شرح وقایہ، قطبی، پڑھائیں دوسرے سال میں بھی یہی کتابیں رہیں اور ماہانہ وظیفہ ۱۰؍روپئے مقرر ہوا اور بقول مولانا محمد سعیدی متولی مظاہر علوم وقف یکم ربیع الثانی ۱۳۸۲ کو مستقل استاذ ہوگئے۔

تیسرا سال

تیسرے سال شوال ۱۳۸۳ھ میں بیس روپئے خشک (بغیر کھانے) پر تقرر ہوا اور مقامات وقطبی وغیرہ سپرد ہوئیں۔

چوتھا سال

چوتھے سال شوال ۱۳۸۴ھ میں ہدایہ اولین، قطبی، اصول الشاشی آئیں اور بمشاہرہ ساٹھ روپئے مدرس وسطی تجویز ہوئے۔

درس حدیث کا پہلا سال

چوتھے سال میں ہی ۱۱؍ذی الحجہ کو استاذ شیخ مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی کا انتقال ہوگیا تو ۱۳۸۴ھ میں ہی مشکوٰۃ شریف حضرت مفتی مظفر حسین صاحب سے منتقل ہوکر شیخ کے پاس آگئی جو باب الکبائر وعلامات نفاق سے پڑھائی یہی درس حدیث کا پہلا سال کہلایا۔

پانچواں سال و درس حدیث کا دوسرا سال

پھر پانچویں سال شوال ۱۳۸۵ھ میں مشکوٰۃ شریف، مکمل مختصر المعانی، قطبی، شرح وقایہ پڑھائیں۔

اندازِ درس

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ کھروڑ نے احقر سے سنایا کہ میں نے شیخ صاحب سے مختصر المعانی پڑھی آپ سبق میں تشریف لاتے اور مسند درس پر بیٹھ جاتے طالب علم عبارت پڑھتا ترجمہ کرتا غلطی کرتا تو آپ اصلاح فرما دیتے پھر فرماتے ’’کہ اب دو منٹ میں مجھ سے مطلب سنو‘ اور آپ دو منٹ میں ہی پورے سبق کا مطلب اور خلاصہ پیش فرما دیتے اس بیچ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

دفتر میں شکایت

ایک روز فرمایا کہ دفتر میں میری شکایت چلی گئی کہ کتابیں وقت سے پہلے پوری کرا دیتا ہے تو ناظم صاحب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے طلب فرمالیا اور معلوم کیا کہ آپ وقت سے پہلے ہی کتابیں پوری کرا دیتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ’’کہ حضرت

پوری ہوجاتی ہیں'' بس حضرت خاموش اور میں اپنے حجرہ میں آگیا اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ماشاءاللہ وقت میں کتنی برکت تھی۔ للہ الحمد ثم للہ الحمد

چھٹا سال

شوال ۱۳۸۶ھ یعنی چھٹے سال میں دورہ حدیث شریف میں سے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مؤطین، نورالانوار جیسی نیچے کی کتابیں پڑھائیں اور یہ مدتِ حدیث ودرسِ حدیث کا دوسرا سال تھا۔

ساتواں سال

ساتویں سال شوال ۱۳۸۷ھ سے مسلم شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک ومؤطا امام محمد پڑھائیں یعنی اس سال ابوداؤد کی جگہ مسلم شریف آگئی۔

منصبِ شیخ الحدیث

آٹھویں سال ۲۵؍شوال بروز بدھ ۱۳۸۸ھ سے بخاری شریف، مسلم شریف، ہدایہ ثالث پڑھائیں پھر اسکے بعد بخاری شریف کے ساتھ کوئی دوسری کتاب ہوتی رہی۔ **فالحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً علیہ**

شیخ الحدیث بننے کی کہانی دید کی زبانی

حضرت مولانا ایوب صاحب سورتی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ استاذ گرامی حضرت شیخ یونس صاحبؒ جب تمام کتابیں نیک نامی وعلمی، شہرت کے ساتھ پڑھانے میں کامیاب ہوگئے تو اس وقت کے اکابر کے مشورہ سے بخاری شریف حضرت والا کو سپرد کی گئی احقر مظاہر علوم میں متوسطات کا طالب علم تھا اور اس وقت کا شاہد عینی ہے کہ

جب بخاری شریف کے منتقل ہونے کا اعلان کیا گیا تو مظاہر کے دورہ کے طلبہ کی ظاہری نگاہوں میں عجیب کرب واضطراب کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور گو حضرت الاستاذ کتنے ہی قابل ولائق ہوں مگر حضرت شیخ کی عمر اور بزرگی اور نسبت مشائخ اور کثرت تصنیف وتالیف کی وجہ سے جو مقام حاصل تھا ان کی عظیم مسند کو پُر کرنا مشکل ہی معلوم ہو رہا تھا بالخصوص اس سال دورہ میں بعض وہ طلباء بھی تھے جو حضرت شیخ کے خدام ومخصوصین میں سے تھے اور انہیں اس کا بڑا قلق تھا کہ ہمیں حضرت شیخ سے (شیخ زکریاؒ) سے پڑھنا نصیب نہیں ہو رہا ہے اور وہ اپنے قلق کا اظہار مختلف طریقوں سے کر رہے تھے غالبًا انتظامیہ تک بھی یہ اضطراب پہنچ گیا اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اعلان لکھوایا جو خود میں نے دار الطلبہ قدیم کے لوح الاعلانات پر پڑھا جسکا مختصر مضمون یہ تھا ”میں نے اپنے ضعف اور اعذار کی بنا پر بخاری شریف پڑھانا موقوف کیا ہے اور مولانا یونس صاحب کو منتقل کیا ہے جسے پڑھنا منظور ہو وہ پڑھے ورنہ کسی اور مدرسہ میں داخلہ لے لے“۔

اس اعلان کے بعد فضاء میں کچھ سکون پیدا ہوا اور تعلیم جاری ہو گئی خوب یاد ہے کہ جیسے ہی حضرت الاستاذ نے بخاری شریف شروع کی تو وہ شور وانتشار موقوف ہوا اور پھر پورے اطمینان اور آب وتاب کے ساتھ درس جاری ہو گیا۔

حضرت شیخ زکریاؒ کی دوربین نگاہیں

بعد میں یہ بات حقیقت واقعہ بن کر سامنے آئی کہ حضرت شیخ الحدیث کی دوربین نگاہیں کیا دیکھ رہی تھیں کہ الحمد للہ تقریبًا پچاس برس تک درس بخاری کا فیض مسلسل جاری رہا اور حدیث پاک میں اس قدر انہماک واشتغال رہا کہ حدیث کی پہچان بن

گئے اور مظاہر علوم کی جو شان تھی کہ حدیث شریف کی شرح و تحقیق میں ابتدا ہی سے اس کا بڑا حصہ رہا ہے اس کو درس حدیث کے ذریعہ پورا فرمادیا اور آخری دور میں تو خود مظاہر علوم حضرت الاستاذ شیخ یونس صاحبؒ کی برکت سے ہی دورہ حدیث کے پڑھنے پڑھانے کا مرجع و مرکز رہا، ہر سال کتنے طلباء اپنے اپنے اداروں سے فارغ ہو کر بخاری شریف پڑھنے کیلئے مظاہر علوم آتے ہیں۔

تجربہ

راقم سطور سے ایک طالب علم نے بتایا کہ شیخ صاحب کے انتقال کے بعد بہت سے طلباء نے تو مدرسہ ہی بدل ڈالا کہ اب ہم مظاہر علوم میں کیا کریں گے جب شیخ ہی چلے گئے اور بہت سے اپنے کو بدنصیب و کم نصیب سمجھ کر حیران و پریشان تھے۔

شاگرد ہو تو ایسا ہو

شیخ زکریاؒ کے شاگردوں میں حضرت شیخ یونسؒ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا اسی لئے جو اضطراب و کیفیت شیخ زکریاؒ سے بخاری کے منتقل ہونے کے وقت تھی کچھ ایسی ہی بے کلی و اضطرابی شیخ یونس صاحبؒ کے انتقال کے وقت سامنے آئی اب تو یوں ہی کہا جائیگا کہ شاگرد ہو تو ایسا ہو جو استاذ کی یاد تازہ کرنیوالا ہو اور اپنے اساتذہ کی علمی، عملی تصویر ہو رب تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ راقم آثم کو بھی اپنے شیخ و مرشد کا حقیقی وارث بنا کر علم و عمل کی دنیا میں قبولیت عامہ عطا فرمادے (آمین) فضل خداوندی سے کچھ بعید نہیں انشاء اللہ۔

اسباب غیبی

حضرت مولانا محمد ایوب صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کی ترقی

کے غیبی اسباب اس طرح پیدا فرمائے کہ جن چار اساتذۂ حدیث کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا اور دورہ کی تمام کتابیں پڑھیں اگلے چار برسوں میں ان میں سے دو اساتذہ جوارِ رحمت میں پہنچ گئے یعنی حضرت مولانا امیر احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا منظور احمد خان صاحبؒ اور دو اساتذہ حدیث یعنی حضرت مولانا شیخ زکریا اور حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نے اپنے ضعف و پیری اور عوارض و امراض کی وجہ سے ترک تدریس کا فیصلہ کر لیا بالخصوص حضرت شیخ زکریاؒ کے قلب میں تو عشق و محبت کی وہ چنگاریاں دبی ہوئی تھیں جو ان کو حرمین شریفین کے قیام و ہجرت پر مجبور کر رہی تھیں۔

ادارہ کی فکر

مگر حضرت شیخ زکریا اور حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ ان دونوں حضرات کے سامنے اپنے اکابر و بزرگوں کے لگائے ہوئے پودے اور ادارہ ''مظاہر علوم'' کی فکر تھی کہ کہیں مخالف و تند ہواؤں میں اس پر کوئی آنچ نہ آئے اسلئے اس کی آبیاری اور بنیاد کے مضبوط رکھنے کی فکر اپنے قیام سے زیادہ تھی۔ (الیواقیت ۱/۱٦)

دونوں عاشق پا بر کاب

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم وقف فرماتے ہیں کہ یہ وہ زمانہ تھا جب تقریباً تمام پرانے چراغ گل ہو چکے تھے شجر ہائے سایہ دار مرجھا چکے تھے شگفتہ پھول کمہلا گئے تھے صرف دو اہم شخصیات باقی تھیں جو خود بھی چراغ سحر تھیں تاہم ان کے دل کی ہر دھڑکن ''مظاہر علوم'' تھا انکا ہر سانس ادارہ کا تحفظ و تشخص تھا ان کی آہِ سحر گاہی کا مرکز و محور مظاہر تھا ایک عشق نبوی میں مدینۃ النبی جانے کے لئے تیار و بے

قرار تو دوسرا عشق الٰہی میں حضور رب کے لئے تیار اور ادھر مظاہر جسکا ماضی نہایت شاندار لیکن مستقبل موہوم و مدہم یہ سوچ کر ان دونوں حضرات نے طے کیا کہ ناممکن ہے کہ ملت اسلامیہ بانجھ ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا کہ مظاہر جیسا شجر سایہ دار خشک ہو کر قصۂ پارینہ بن جائے چنانچہ مولانا ایوب صاحب مدظلہ آگے لکھتے ہیں۔

دو اہم منصب

کسی بھی ادارہ میں دو منصب ہوتے ہیں ایک ناظم و مہتمم کا اور ایک شیخ الحدیث کا اور ان دونوں عاشق اور اکابر کے سامنے یہ منصب اس کے اہل کو سپرد کرنے کی فکر اور اس کا داعیہ تھا اسلئے کہ وعید نبوی بھی ہے اذا واسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة چنانچہ مناسبت و استعداد کو دیکھ کر حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحبؒ کو ناظم مدرسہ کے لئے اور حضرت الاستاذ مولانا محمد یونس صاحبؒ کو شیخ الحدیث کے لئے رفتہ رفتہ تیار کیا اور جب جسکا موقع آیا اس کو وہ منصب سپرد کر دیا گیا۔ (الیواقیت ۱/ ۱۷)

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب آگے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ کہنے اور لکھنے میں کوئی تأمل یا تردد نہیں کہ اکابر کا یہ انتخاب لاجواب تابناک اور روشن مستقبل کی ضمانت ثابت ہوا حضرت مفتی صاحب جیسے بالغ نظر مفکر و مدبر اور صالح انسان کا مظاہر جیسی باوقار درسگاہ کے منصب نظامت پر فائز ہونا مشیت الٰہی تھا تو دوسری طرف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ کا مسند حدیث کے لئے انتخاب بلاشبہ عنایت الٰہی تھا۔

اکابر کی افرا سازی

ہمارے سلف صالحین نے ہمیشہ رجال اور افراد سازی کی فکر زیادہ کی کیونکہ کسی بھی شخصیت کی یہ بڑی خوبی ہوتی ہے کہ اسکے رحلت فرمانے کے بعد کام یتیم نہ ہو اور

نائبین کے ذریعہ سلسلہ جاری رہے اسی لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے اپنے شاگرد خاص حضرت مولانا محمد یونس صاحب کو حدیث شریف کے لئے ایسے تیار کیا جیسے حضرت شیخ کو ان کے شیخ ومرشد اور استاذ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی نے تیار کیا چنانچہ شیخ زکریاؒ کے پاس حدیث شریف سے متعلق سوالات آتے رہتے تھے جو آپ شیخ یونس صاحب کے پاس بھیجتے رہتے تھے جب کہ اس وقت تک آپ نے حدیث شریف کی کوئی کتاب پڑھائی بھی نہیں تھی ۸۳ھ، ۸۴ھ کے لکھے ہوئے جوابات بھی الیواقیت الغالیہ میں موجود ہیں جن سے شیخ یونس صاحب کی مناسبت فی الحدیث کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

شیخ الحدیث کا لقب

جیسا کہ معلوم ہے کہ بخاری شریف پڑھانیوالے کو شیخ الحدیث کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے مظاہر علوم کی تاریخ میں اس عہدہ پر سب سے پہلے قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ مقرر ہوئے جن کو ان کے استاذ و شیخ ''بڑے حضرت'' حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ثم المہاجر مدنیؒ نے جوانی ہی میں ۱۳۴۴ھ کے اندر جوہر قابل دیکھ کر شیخ الحدیث کا باوقار لقب عطا فرما کر بٹھایا پھر پوری دنیا نے دیکھا کہ شیخ الحدیث واقعۃً شیخ الحدیث ہی ہے وہی کام حضرت شیخ الحدیث نے اپنے پرائے کا خیال کئے بغیر حضرت الاستاذ مولانا محمد یونس صاحب کو جوہر قابل دیکھ کر اپنی مسند پر بٹھایا جس کا فائدہ اور فیض دنیائے علم نے دیکھا۔

شیخ الحدیث کی مراد

جسٹس حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ یوں تو شیخ زکریاؒ کو اللہ

تعالیٰ نے سارے علوم پر دسترس عطا فرمائی تھی لیکن خاص طور پر علم حدیث کے ساتھ آپ کا تعلق اور اشتغال اس درجہ تھا کہ "شیخ الحدیث" آپ کے اسم گرامی کا جزء بلکہ اس کا قائم مقام بن گیا علمی ودینی حلقوں میں "حضرت شیخ الحدیث صاحب" کا لفظ مطلقاً بولا جائے تو آپ کے سوا کسی اور کی طرف ذہن جاتا ہی نہ تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں اس لقب کا کوئی حقیقی مستحق تھا تو وہ آپ ہی کی ذات تھی سالہا سال حدیث کا درس آپ کا جزو زندگی تھا۔ (علمی صدا شیخ زکریا نمبر اگست ۲۰۰٦ء)

اور حضرت الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب متالا فرماتے ہیں کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ (متوفی ۱۴۰۲) کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں "شیخ الحدیث" کا لفظ آپ کی ذات کے ساتھ ایسا چسپاں ہوا کہ اس دنیا فانی سے آپ کو رخصت ہوئے ۲۸ر سال گزر چکے ہیں لیکن آج بھی "شیخ الحدیث" کا لفظ سنتے ہی آپ کی جانب ذہن منتقل ہوجاتا ہے۔ (مقدمہ سراج القاری ۱/۳)

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ "شیخ الحدیث" صاحب کو دنیا سے کوچ کئے ہوئے چھتیس (۳٦) سال ہوچکے ہیں آج بھی شیخ الحدیث صاحب کے لقب سے شیخ زکریاؒ ہی مراد ہوتے ہیں اور امید ہے کہ قیامت تک یہ لقب اسی طرح مرادِ زکریاؒ۔ بن کر علماء کی زبانوں پر گشت کرتا رہے گا۔

شیخ صاحب کی مراد

جس طریقہ پر قطب الاقطاب کے ساتھ اشتغال حدیث رسولﷺ کی وجہ سے "شیخ الحدیث" کا لقب چسپاں ہوگیا تھا اسی طرح ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری کے ساتھ "شیخ صاحب" کا لفظ وابستہ ہو چکا چنانچہ اس وقت مطلقاً

"شیخ صاحب" بولنے سے ذہن استاذ گرامی ومحدث عصر امیر المومنین فی الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس کا شاہد عدل ہے۔ (واللہ اعلم)

دارِ جدید کے شیخ اول

جس طرح قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کو مظاہر علوم کے باقاعدہ اولین شیخ بننے کا شرف حاصل ہے ٹھیک اسی طرح آپ کے شاگرد خاص حضرت العلام مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ کو بھی آپ کی توجہ خاص اور فضل خداوندی کے سبب دارِ جدید کے شیخ اول بننے کا شرف حاصل ہے کیونکہ پہلے سے تو بخاری شریف کا درس دار الطلبہ قدیم میں ہوا کرتا تھا اور دار الطلبہ دار جدید کی دار الحدیث کا افتتاح حضرت شیخ زکریاؒ نے ۲۵ رشوال بروز بدھ ۱۳۸۸ھ کو فرمایا اور اسی روز بخاری شریف کے سبق کا آغاز فرمایا اور تبھی سے حضرت استاذی ومولائی مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث بخاری شریف پڑھا رہے ہیں جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے تو گویا شیخ زکریاؒ نے اپنی زندگی ہی میں نئی دار الحدیث کے لئے نئے شیخ الحدیث کی تعیین فرما کر پرسوز دعا کے ساتھ مدرسہ کے لئے اپنے خلیفہ ونائب کا انتظام فرما دیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی سنت خیر البشر، شافع محشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی کہ آپ علیہ السلام نے بھی اپنی زندگی میں یار غار سفر وحضر کے ساتھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ ونائب بنا کر نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا اور پھر ایک روز صبح کو فجر کی نماز میں اس کی نگرانی بھی فرمائی حجرہ شریفہ کا پردہ ہٹا کر دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں تو خوش ہوئے یہ واقعہ پیر کے روز کا ہے شراح حدیث نے خوش ہونیکی وجہ بیان کی کہ

آپ علیہ السلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اسلئے خوش ہوئے کہ چلو میرا خلیفہ تیار ہو چکا اگر میں دنیا سے چلا جاؤں تو بھی کوئی بات نہیں۔ (واللہ اعلم)

تائید

قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے آپ بیتی میں اسکا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا دار الطلبہ جدید کی دار الحدیث جناب الحاج حکیم محمد ایوب صاحب نے اپنے اہتمام سے بہت ہی ذوق وشوق سے بنوائی تھی ان کا اصرار تھا کہ زکریا اس کا افتتاح کرے اس لئے ۲۵ر شوال چہار شنبہ کی صبح کو مولوی یونس صاحب سے اول ''الحدیث المسلسل بالاولیۃ'' پڑھوائی پھر زکریا نے بخاری شریف کی پہلی حدیث حفظ پڑھی کیونکہ آنکھوں میں نزولِ آب تھا اور پڑھ کر یہ کہا کہ بھائی تقریر تو اس کی بہت لمبی چوڑی ہے وہ تو مولانا یونس صاحب کریں گے تبرکاً ''بسم اللہ'' میں نے کرادی اس کے بعد مولانا انعام الحسن صاحب نے عزیزان زبیر شاہد کا نکاح ہر ایک کا دوسرے کی بہن سے مہر فاطمی پر پڑھایا اور آدھ گھنٹے تک خوب دعائیں کرائیں اور نکاح میں بجائے چھواروں کے پنڈ کھجوریں تقسیم ہوئیں۔ (آپ بیتی ۴/۱۶۱)

درس بخاری شریف کی جھلکیاں

حضرت مولانا محمد ایوب صاحب مدیر مجلس دعوت الحق تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت الاستاذ (شیخ یونس صاحبؒ) کے درس حدیث میں ہم نے وہ پایا جو اور جگہوں پر نظر نہیں آیا۔ بخاری شریف کا درس کیا ہوتا ہے ایک بحر ناپیدا کنار محدثین و متکلمین، مفسرین وشراح کرام اور ائمہ جرح وتعدیل کے ناموں کی فہرست ذہن نارسا میں نقش ہوتی جاتی ہے رواۃ پر سیر حاصل کلام اور کوئی قول بغیر حوالہ کے نہیں اور کوئی حوالہ نقل

درنقل نہیں بلکہ اصل تک پہنچنے کی کامیاب کوشش ہوتی تھی، شرح حدیث، اقوال ائمہ، دلائل طرفین اوران میں موازنہ وجہ ترجیح وغیرہ سب کچھ ہی بیان ہوتا، گویا فتح الباری وعینی، قسطلانی وکرمانی، سب ہی کا خلاصہ اورلب لباب ہمارے سامنے ہوتا اس تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ درس بخاری شریف کیسا محققانہ ومدققانہ، مفسرانہ ومدبرانہ معدلانہ اورمحدثانہ ہوا کرتا تھا؟

درس حدیث کی تیاری

بغیر مطالعہ کبھی سبق نہ پڑھاتے ہمیشہ عمیق مطالعہ فرما کر درس میں تشریف لے جاتے احقر کے دورہ کے سال میں حضرت کی طبیعت بہت بگڑ گئی تھی جادو کی کثرت کی وجہ سے ہاتھ، پاؤں پر ورم آگیا تھا اُٹھانے بٹھانے میں ذرا سا بھی حضرت کے ہاتھ پاؤں پر کچھ مس ہوتا تو حضرت کی جان نکل جاتی تھی مگر سبق میں حاضری کی انتہائی کوشش کرتے اور مطالعہ بھی فرماتے حالانکہ اس وقت بھی حضرت کو بخاری شریف پڑھاتے ہوئے تقریباً بیالیس سال ہو چکے تھے اور گھنٹہ لگنے سے تقریباً پندرہ منٹ پہلے آپ مطالعہ موقوف فرماتے اور سبق میں جانیکی تیاری فرمانے لگتے استاذی حضرت الحاج مولانا مفتی محمد صالح صاحب مفتی مظاہر علوم اور مولانا مفتی قاری انیس صاحب (جو دونوں حضرت کی مجاز بھی ہیں) حضرت کو تیار کرتے چپل جوتے وغیرہ پاؤں میں پہنا دیتے دست مبارک میں عصیٰ دیدیتے اور ہاتھ میں گھڑی اور کبھی کبھی خاص عباء وجبہ بھی زیب تن فرماتے پھر عطر لگا کر آپ کو وھیل چیئر پر بٹھا دیتے پھر نیچے سے ہم طلباء دورہ حدیث آتے اور حضرت کو نیچے دار الحدیث میں لے آتے بس پھر کیا ہوتا کہ علوم کی بارش اقوال شراح ومحدثین کی لڑی سے عبارت بخاری شریف مزین کرتے جاتے اور آخر میں مسئلہ مختلف فیہا میں اپنی بھی رائے مدلل پیش فرماتے۔

شوق

ایک موقع پر تو خود ارشاد فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ مجھے سبق میں جانے کا شوق ہوتا تھا اور میں انتظار کرتا رہتا تھا کہ کب میرا گھنٹہ لگے اور میں سبق میں جاؤں اور اب تو میں بوڑھا ہو گیا ہوں بدن میں ہمت نہیں رہی ہڈیاں کمزور ہو گئیں، سبق میں جا کر بھی تعب ہوتا ہے اسلئے بچوں جوانی میں کام کرو۔

حاصل مطالعہ

ایک موقع پر فرمایا کہ اب اساتذہ حاصل مطالعہ نہیں لکھتے اور نہ بچوں کو بتلاتے ہمارے اساتذہ حاصل مطالعہ لکھتے تھے اور ہمیں بتلاتے بھی تھے۔

ختم بخاری شریف

حضرت الحاج مولانا محمد سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نے شیخ یونس علیہ الرحمہ کے پہلے سال کی تدریس بخاری و مسلسلات کا ذکر خیر اپنی نامور البیلی کتاب ”آپ بیتی“ میں بھی کیا ہے۔ حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ کی تدریس بخاری کا سلسلہ الحمد للہ بہت جلد علماء وخواص میں مقبول ہوتا چلا گیا جب بخاری شریف کی تکمیل کا موقع ہوتا تو عوام وخواص کی حالت دیدنی ہوتی تھی، خود حضرت والا کو اگر معلوم ہو جاتا کہ حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنیؒ کی آمد ان دنوں میں متوقع ہے تو بخاری شریف کی ایک دو حدیث روک لیتے تاکہ حضرت شیخ الحدیث کاندھلویؒ سے ختم بخاری کرایا جائے چنانچہ خود حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی ایک جگہ اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں۔ سہارنپور واپسی پر معلوم ہوا کہ مولانا یونس صاحب نے بخاری کا ختم روک رکھا ہے اسلئے حسب سابق دوشنبہ کی صبح کو

ساڑھے نو بجے زکریا اور ناظم صاحب بھی پہنچ گئے معلوم ہوا کہ ایک حدیث روک رکھی ہے عبارت تو خود مولانا نے پڑھی، دعا کے بعد زکریا اور ناظم صاحب تو واپس آ گئے اس کے بعد مولوی یونس صاحب نے سبق ختم کرایا دعا مولوی وقار صاحب نے کرائی اور اس کے بعد ناظم صاحب نے طلباء کو کچھ نصیحتیں فرمائیں (آپ بیتی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ) معلوم ہوا کہ ختم بخاری کا یہ شاندار اور جاندار سلسلہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم زمانہ سے ہے اور دیرینہ روایت ہے، چنانچہ ایک اور موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۲/ اگست ۷۵ء ۳/ شعبان ۹۵ھ بخاری شریف کا ختم ہوا اور ”مسلسل بالاولیۃ“ حدیث پڑھی گئی اس کے بعد مولوی یونس نے بخاری کی آخری حدیث پڑھی، متن دونوں کا زکریا نے پڑھا اس کے بعد کھانا کھایا (آپ بیتی)

اجازت حدیث

حدیث کی دنیا میں اجازتِ حدیثِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک بڑے شرف و برکت کی بات ہے اس کو وہی حضرات جانتے ہیں جن کو علم حدیث اور اس کی تدریس سے واسطہ پڑا ہو۔ حضرت شیخ یونس صاحبؒ کو جیسے اپنے شیخ و مرشد قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ سے اجازت حدیث حاصل تھی اسی طرح اور بھی بہت سے اکابر امت اور اساطین امت سے اجازت حدیث رکھتے تھے جس پر تفصیلی کلام تو مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی (اسلامک سینٹر آکسفورڈ یونیورسٹی لندن) کی کتاب ”الفرائد فی عوالی الاسانید وغوالی الفوائد“ (جو ایک گراں قدر تعارف ہے) اس میں ملے گا اتنا عرض ہے کہ ہمارے علاقہ کے معروف و مشہور علماء حدیث میں سے ام المدارس دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث گوناگوں صفات کے حامل حضرت الحاج

مولانا سید فخر الدین صاحبؒ سے بھی اجازت حاصل تھی جسکا چشم دید واقعہ مولانا محمد فیروز عالم قاسمی بھاگل پوری نے روزنامہ انقلاب میں تحریر فرمایا ہے آپ بھی ان کے الفاظ میں سماعت فرماتے چلیں ۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے کہ مغرب کے بعد حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب شیخ الحدیث اپنے حجرۂ شریفہ میں تھے اور بندہ بھی اندر ہی موجود تھا کہ اچانک دروازہ کی زنجیر کی آواز آئی۔ حضرت شیخ نے میرا نام لیکر فرمایا کہ دیکھو باہر کون ہے اسے اندر بلا کر لاؤ میں فوراً باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک صاحب سفید لباس میں ملبوس دروازہ پر کھڑے ہیں میں نے کہا حضرت اندر تشریف لایئے حضرت مولانا نے حجرہ کے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ کی چارپائی کے پائتانہ میں کھڑے ہوگئے حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا ''محمد یونس'' حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے سمجھا کہ کوئی طالب علم ہے کچھ پوچھنا چاہتا ہے اس وقت کمرہ کا بلب بھی کم اور ڈیم لائٹ پر تھا حضرت شیخ نے فرمایا کچھ دریافت کرنا ہے؟ نووارد عالم نے جواب دیا کہ میں آپ سے حدیث پڑھانے کی اجازت لینے کیلئے حاضر ہوا ہوں'' حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے جواب دیا'' کہ میں سہارنپور سے حاضر ہوا ہوں'' اتنا سننے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ چند منٹ کے لئے خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگے مولانا بھی خاموش اور راقم الحروف تو غور سے سوال و جواب سن رہا تھا حضرت شیخ نے فرمایا کہ تشریف رکھئے حضرت مولانا'' حضرت شیخ کی چارپائی کے پائتانہ میں بیٹھ گئے حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہمارے اکابر و اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ جب کسی کو حدیث پڑھانے کی اجازت دیتے تو اس

سے پہلے کچھ سن لیا کرتے تھے اور میں بھی اپنے اکابر واسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں لہٰذا آپ بھی کچھ سنایئے اسکے بعد نو وارد مولانا صاحب نے بخاری شریف کی آخری حدیث **كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم** راویوں کی اسناد کے ساتھ پڑھ کر سنائی حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے مجھ سے فرمایا کہ حجرہ سے باہر چبوترہ پر بیٹھو، اور حجرہ کے اندر کوئی نہ آوے جب تک میں اجازت نہ دوں ''دروازہ باہر سے بھیڑ دو'' میں باہر آکر اس چبوترہ پر بیٹھ گیا یہ وہ چبوترہ تھا جس پر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ ذکر واذکار اور یاد خدا میں مصروف رہا کرتے تھے یہ چبوترہ صفہ کے نام سے مشہور تھا اس زمانہ میں جو دروازہ سے متصل ہی تھا چند منٹ کے بعد حضرت مولانا یونس صاحب باہر تشریف لاکر سہارنپور کیلئے روانہ ہوگئے۔

مفکر اسلام سے اجازت حدیث

جس طرح آپ کو سید المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب سے اجازت حدیث حاصل تھی اسی طرح مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی سے بھی اجازت حدیث حاصل تھی جس کا تذکرہ معمارِ نسل نو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی زبانی سماعت فرمایئے دار العلوم ندوۃ العلماء سے بھی مولانا محمد یونس صاحب کو بہت تعلق خاطر رہا ہے وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے نیاز مندانہ تعلق رکھتے تھے اس کی خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مولانا یونسؒ کا تعلق جونپور سے تھا اور جونپور اور اسکے اطراف میں مولانا کے خانوادہ کے ایک بزرگ مولانا محمد امین نصیر آبادی اور خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء الحق حسنی علیہ

الرحمہ کی دعوتی کوششوں کا زبردست اثر رہا ہے، گویا مولانا یونس صاحب دل میں اس کی قدر سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ پوری عقیدت واحترام کے ساتھ باوجود اپنے علمی وزن کے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے حدیث کی سند لینے کیلئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سفر کیا اور باقاعدہ اس کی اجازت حاصل کی، یہ چیز ندوہ کے اساتذہ وطلبہ میں ان سے عقیدت بڑھنے کا سبب بنی اور یہاں کے اساتذہ وطلباء کا وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں استفادہ کیلئے جانے کا آخر تک سلسلہ رہا راقم سطور عرض کرتا ہے کہ ندوۃ العلماء کے موقر ومحترم استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری (جو بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں) اور ایک دوسرے استاذ جن کا نام غالباً عبدالرب یا عبدالسلام ہے۔

ندوۃ العلماء کا احترام

حضرت العلام شیخ یونس صاحبؒ بھی ندوہ والوں کا احترام کرتے تھے اسی لئے ایک موقع پر جب حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کی وفات کے بعد ندوہ گئے تو بھی مسند کے آگے دوزانو ہی بیٹھے اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے واپس ہوگئے حالانکہ اس وقت مفکر اسلام مسند عالی پر موجود بھی نہیں تھے مگر پھر بھی دوزانو بیٹھے اور پرانی یاد تازہ کرکے رخصت ہوئے۔

علماء عرب سے اجازت

(۱) حضرت العلام شیخ یونس صاحبؒ کو جس طرح ہندی علماء عظام سے اجازت حدیث حاصل تھی اسی طرح عرب کے علماء سے بھی آپ اجازت رکھتے تھے چنانچہ ایک موقع پر فرمایا: ''عبدالرحمٰن کتانی سے ملاقات کی چھ سات سال پہلے وہ ۹۳ رسال کے تھے قطر جاتے ہیں، میں بھی اجازت لینے کیلئے گیا تھا (۲) اسی طرح ''سید عبدالحی

صاحب بہت بڑے عالم تھے میری عمر ۸۷ تھی سب بڑے علماء سے اجازت تھی ان کو، اجازت بھی بڑی خوبی ہے متواضع بہت تھے (۳) اسی طرح ''عبداللہ بن احمد نابلی یمانی، میں نے اجازت لی تو ۱۱۵ سال کے تھے (۴) اسی طرح احمد بن ابی طالب حجاز سے بھی اجازت حدیث حاصل تھی فرمایا ''احمد بن ابی طالب حجاز امّی تھے مگر ان سے اجازت ہے، ان کا نام زندہ ہے یہ اللّٰہی علم ہے''

شیخ یونس صاحب کی زبانی قطب الاقطاب کی مہربانی

جیسا کہ ماقبل میں لکھا جاچکا ہے کہ شیخ یونس صاحب کو ان کے استاذ گرامی شیخ الحدیث قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نے اسی طرح تیار کیا تھا جس طرح ان کو انکے شیخ ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری نے تیار کیا تھا اس لئے حضرت شیخ یونس ؒ کی زبانی ہی قطب الاقطاب کی مہربانیاں سماعت کیجئے۔

حضرت کی پہلی زیارت

حضرت (قطب الاقطاب شیخ زکریا صاحب) نوراللہ مرقدہٗ کا نام نامی تو مدرسہ ضیاء العلوم میں اپنے اساتذہ اور خاص طور سے استاذی حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحب مدظلہٗ سے سنا، پھر جب سہارنپور بغرض تکمیل حاضر ہوئے تو حضرت نوراللہ مرقدہٗ کی زیارت ہوئی۔

سب سے پہلے زیارت کی شکل یہ ہوئی کہ میں کسی ضرورت سے مدرسہ کے دفتر میں گیا تو حضرت نوراللہ مرقدہٗ کو دیکھا ایک سادہ سا کرتا پہنے ہوئے تھے جس کا رنگ زرد تھا غالباً ڈوریا کا ہوگا لیکن بات چیت نہیں ہوئی، بات چیت تو بیماری کے وقت ہوئی، اس کی ابتداء میں تردد ہے کہ پہلے وہ واقعہ پیش آیا جو اولاً لکھا گیا یا دوسرا واقعہ جو لکھ رہا ہوں۔

وہ تو بہت پکا تھا تو تو بہت کچا ہے

ہمیں جذبہ پیدا ہوا کہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے دعاء کروانی چاہیے حضرت مغرب کے بعد طویل نوافل پڑھتے تھے ہم بیٹھ گئے ایک صاحب نے غالباً بیعت کی درخواست دے رکھی تھی حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے سلام پھیرا اور فارغ ہو کر فرمایا ”آ بھائی“

ہم نے سمجھا کہ شاید ہمیں بلا رہے ہیں، ہم آگے بڑھ گئے حضرت نے فرمایا ”تو نہیں“ ہم بلبلا کر رو پڑے۔

بہر حال حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ان صاحب کی ضرورت پوری کی اسکے بعد احقر کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لیکر کچے گھر چلے اور حال پوچھتے رہے اور بیماری کا تذکرہ کرتے رہے حضرت نے پوچھا کہ ”تو کہاں سے پڑھ کر آیا؟“ میں نے عرض کیا ”مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں“ سے حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا ”کس سے پڑھا؟“ عرض کیا ”حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب سے“ فرمایا ”وہ تو بہت پکا تھا تو تو بہت کچا ہے“

اس کے بعد حضرت نے برف کا ٹھنڈا پانی جس میں عرق کیوڑہ ملا ہوا تھا نوش فرمایا اور کچھ بندہ کیلئے بچا دیا مگر زیادہ آنا جانا نہیں رہا۔

دسترخوان پر اکرام

اصل جان پہچان اس وقت ہوئی جب بندہ کا قیام دفتر میں ہو گیا رمضان شریف میں میں اپنی سحری الگ کھا لیتا تھا ایک رات خواب دیکھا کہ مولانا اکرام الحسن صاحب مرحوم والد ماجد حضرت مولانا انعام الحسن صاحب امیر جماعت تبلیغ نظام الدین دہلی بندہ کی طرف متوجہ ہیں اور کچھ بات کر رہے ہیں اسی رات سحری میں حضرت نے بلوایا اور جب کوئی اکرام کی صورت ہونے والی ہوتی تو مولانا اکرام صاحب کو دیکھا کرتے

تھے بہرحال حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے بلوا کر فرمایا کہ:

”مجھے معلوم ہوا کہ تنہا ہی سحری کھالیتا ہے، دیکھ! سحری ہمارے ساتھ کھالیا کر اور اپنی سحری مولوی نصیر کو دیدیا کر“ اور پھر فرمایا ”سحری کھالی؟“

میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا اور کھائیگا؟ عرض کیا میں کھاچکا ہوں، فرمایا: ”اور کھانے پر بھی تو کھایا جاوے“ ہم بیٹھ گئے اس کے بعد روزانہ حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے دسترخوان پر سحری میں حاضر ہوجاتے اس زمانہ میں حضرت کے یہاں سحری میں پلاؤ کے ساتھ گھی لگی ہوئی روٹیوں کا دستور تھا، حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے ایک مرتبہ پوچھا ”گھی چپڑی روٹی مل گئی؟“ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضرت نے پوچھا ”کتنی آئی؟“ میں نے عرض کیا ایک، حضرت نے دوسری سرکادی، اس کے بعد سے ہمارے لئے دو کا دستور ہوگیا۔

دلچسپ بحث

ایک مرتبہ دیر سے پہنچا اور حضرت نوراللہ مرقدہٗ سے ایک گستاخانہ بحث بھی کی جس کا افسوس اب تک ہے۔

حضرت نے پہنچتے ہی فرمایا کہ ”خالی جگہ نہیں بیٹھ جا“ میں نے کہا بیٹھ کر کیا کروں گا؟ فرمایا ”قل ہو اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کر“ میں نے پوچھا کسے؟ فرمایا ”مجھ کو“ عرض کیا زندوں کو؟ فرمایا تو نے مشکوٰۃ شریف نہیں پڑھی؟ عرض کیا پڑھی تو ہے فرمایا ”مسجد عشار والی روایت نہیں پڑھی؟ عرض کیا پڑھی تو ہے، پوچھا کہ ”کہاں ہے“ میں نے عرض کیا مشکوٰۃ کتاب الفتن میں، (یہ روایت مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم کی فصل ثانی میں ہے) حضرت نوراللہ مرقدہٗ بہت خوش ہوئے اور فرمایا مولانا سید سلیمان ندوی اس حدیث پر میرے معتقد ہوگئے، فرمایا ”ایک مرتبہ سید صاحب تشریف لائے

انہوں نے یہ حدیث معلوم کی، میں نے کہا ابوداؤد میں ہے، سید صاحب نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ میں نے کہا کتاب الملاحم میں اور پھر کتاب منگوا کر دکھا بھی دی۔

تزکیہ کی طرف عدم التفات

ابتداء بالکل بچپن میں تو طبیعت کا رجحان تھا لیکن بعد میں بعض وجوہات سے یہ خیال نکل گیا اور یہی نہیں بلکہ کچھ اس کی اہمیت ہی نہیں رہی حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مرحوم نے بعض خطوط میں ناراضگی کا اظہار بھی کیا اور لکھا ”تزکیہ ضروری ہے“

لیکن اس وقت کتابوں کی طرف غیر معمولی رجحان تھا ادھر بالکل التفات ہی نہیں ہوا بلکہ ایک مرتبہ جب حضرت نوراللہ مرقدہٗ اپنے دارالتصنیف میں تشریف فرما تھے اور میں حسب معمول حاضر ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد سوال کیا کیا بیعت ہونا ضروری ہے؟ حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا ”بالکل نہیں“ پھر ایک زمانہ گزر گیا بہت سے لوگ بیعت کی طرف توجہ دلاتے تھے جیسے مولانا منور حسین، مولانا عبدالجبار صاحب اور بعض اصرار کرتے تھے جیسے صوفی انعام اللہ صاحب مگر کچھ التفات ہی نہ تھا۔

بیعت میں انقیاد ضروری

اچانک رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ کے عشرۂ اخیر میں خیال پیدا ہوا اور بہت زور سے حضرت نوراللہ مرقدہٗ سے عرض کیا حضرت نے فرمایا ”بیعت میں انقیاد ضروری اور عدم تنقید ضروری ہے، استخارہ کر لے“ میں نے عرض کیا حضرت! میں نے دعا کی ہے اس زمانہ میں اپنی دعا پر بڑا اعتقاد تھا مگر حضرت نے فرمایا کہ استخارہ کم از کم تین مرتبہ، اور رات گزارنا اور سونا ضروری نہیں ہے۔

منامی بشارت

تیسرے استخارہ میں خواب دیکھا مولانا اکرام صاحب فرما رہے ہیں کہ ”مدرسہ قدیم آجاؤ آباد ہو جاؤ گے“ ہمارا قیام اس زمانہ میں دار الطلبہ قدیم میں ہو چکا تھا، حضرت نے سن کر فرمایا ”یہ خواب امید افزا ہے“

خصوصی بیعت

۲۹/۱۹ یا ۳۰ کو ظہر کے بعد اپنے خلوت خانہ میں طلب فرما کر بیعت فرمایا میں نے اس سے پہلے عرض کیا تھا کہ حضرت جب عمومی بیعت ہوتی ہے میں بھی سب کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا مگر حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے انکار فرمایا ایک بات یہ بھی لکھ دوں کہ اس وقت بعض ایسے مشائخ کبار حیات تھے جن سے بندہ کو بہت عقیدت تھی لیکن بیعت میں حضرت نور اللہ مرقدہٗ ہی کی طرف طبعی رجحان تھا اور عقلی بھی رجحان تھا، نیز یہ بھی کہ حضرت استاذ تھے اور پھر قریب بھی تھے۔

قیمتی نصائح

ہر وقت پاس رہنا تھا اس لئے خط و کتابت تو ہوتی نہیں تھی بعض اوقات یونہی بعض پرچے مدینہ طیبہ سے بھجوائے ان میں بعض نصائح لکھیں اور بعض اوقات زبانی نصائح کیں۔

(۱) ایک گرامی نامہ میں لکھا ”جہاں تک ہو سکے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنا اور ظاہر سے زیادہ باطن میں“

(۲) تیسرے سال بلڈ پریشر کی تکلیف پر تحریر فرمایا ”ایک بات کا خیال رکھیو کہ اگر بیماری میں زبانی معمولات نہ ہو سکیں تو قلب کو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیو،

اور زبانی معمولات میں درود شریف کو مقدم رکھیو، میں نے درود شریف کے بہت فوائد دیکھے ہیں“

(۳) اور یہ تو کئی مرتبہ نصیحت کی ”کبر سے پورا اجتناب کرنا، اور اپنی نا اہلی پیش نظر رہے اگر کوئی کہے تو اس پر طبعی اثر غیر اختیاری چیز ہے لیکن برا نہ ماننا چاہئے“

(۴) اسکا مطلب یہ ہے کہ عقلاً یہ خیال ہو کہ ہم تو بہت گندے ہیں نہ معلوم کتنے عیوب ہیں اس لئے عقلاً برا نہ مانے۔ (واللہ اعلم)

(۵) ایک خط میں لکھا تھا کہ ایک طالب علم بہت اصرار کرتا ہے کہ بیعت کرلو، حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے تحریر فرمایا ”ضرور کرلو، سلسلہ چلانے کیلئے بیعت تو ضرور کرنا مگر اپنی نا اہلیت کا استحضار رہنا چاہئے اگر نہ کروگے تو یہ سلسلہ بند ہو جائیگا جو سلسلہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا آرہا ہے“ (یہ خط اسٹینگر جنوبی افریقہ سے لکھوایا تھا)

(۶) ایک خط میں لکھوایا تھا ”مدرسہ کے مال میں بہت احتیاط کرنا“

(۷) مرکز نظام الدین دہلی میں جب حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے ملاقات ہوئی تو بالکل خلاف توقع معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ ”اخلاص سے کام کرنا“

(۸) آخری خط جو ۱۲/اپریل ۱۹۸۲ء کا تحریر کردہ ہے اس میں میرے ایک خط کے جواب میں لکھا، جس میں میں نے اپنے امراض کی شدت اور خواب میں اموات ومقابر دیکھنے کا تذکرہ کیا تھا لکھا ”اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھے اور تم کو دونوں کو حسن خاتمہ کی دولت سے مالا مال کرے ہر وقت اپنے عمل سے ڈرتے رہنا چاہئے اگرچہ مالک کا کرم بڑا ہے اس کے کرم ہی کا سہارا ہے پھر بھی استغفار کثرت سے کرتے رہنا چاہئے۔

مقرباں را بیش بود حیرانی

بھائی ہم تو حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے سب سے نالائق شاگرد اور ناکارہ وکم فہم مرید تھے اور پھر مدرسہ کے متعلق معاملات پڑتے تھے اس میں کثرت سے ڈانٹ پڑتی تھی اور پھر حضرت نور اللہ مرقدہٗ ویسے ہی ہو جاتے تھے جیسے پہلے تھے ہاں ایک آدھ مرتبہ بعض حضرات نے حضرت کو بہت ہی مکدر کر دیا لیکن معاملہ کسی اور ذات کے حوالہ تھا اللہ تعالیٰ نے پھر صفائی کرادی۔

اور ہمارا مزاج یہ تھا کہ فضول ہم کسی کام میں پڑتے نہیں اسلئے جب اپنا کام بن جاتا تو پیچھے نہیں پڑتے تھے۔

ایک عجیب قصہ مجمل لکھتا ہوں لکھنے کیلئے نہیں بعض حضرات نے شکایت کر کے حضرت کو مکدر کر دیا، حضرت ایک رمضان رنجیدہ رہے، رمضان تو گزر گیا اس کے بعد ہم نے ایک پرچہ لکھا جس میں معافی مانگی اور یہ لکھ دیا کہ اگر کوئی کام ہو تو میرے حجرہ میں بھجوا دیا جائے مجھے سردی بہت لگتی ہے“

حضرت بہت خوش ہوئے اور کئی بار دعوت کی اور رمضان شریف میں جن بعض حضرات نے فقرے کسے اور ستایا وہ آئے اور شرمندہ ہوئے ہم نے اپنے دل میں کہا کہ ہم تو حضرت کے شاگرد و خادم ہیں آپ حضرات کو ان قصوں میں نہ پڑنا چاہئے اس کے بعد سے وہ صاحب تو ہمیشہ کیلئے بحمد اللہ خاموش ہو گئے۔

عطایا کی بارش

بارہا حضرت نے روپے دئے ۸۴ھ کے حج میں جاتے ہوئے پچاس روپے دئے تھے اس کی نصب الرایہ خرید لی“ حج سے آ کر پوچھا کہ میں نے چلتے ہوئے تجھے

روپے دئے تھے کچھ تیرے کام آئے؟" میں نے عرض کیا کہ میں نے نصب الرایہ خرید لی، تو فرمایا "اس کیلئے تو عمر پڑی تھی"

مقصد یہ تھا کہ دوسری ضروریات میں خرچ کرتے لامع الدراری کے ختم پر تین سو روپے دیئے جس کی ہم نے مرقاۃ المفاتیح منگوائی، اور متفرق اوقات میں دیتے رہے کبھی تیس، کبھی پچاس اکثر پچاس اور گزشتہ سفر میں دوسو اور اس سفر میں سو دئے اور **بذل المجهود مکمل، لامع الدراری مکمل، اوجز المسالک مکمل، جزء حجة الوداع والعمرات** اور مختلف رسائل دئے اور جب بندہ کی حاضری مدینہ طیبہ میں ہوئی تو فرمایا کہ "میری کتابوں میں جو پسند ہو لے جا" وہاں اس وقت اُردو کتابیں تھیں ایک کتاب "**اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیه الشیخان**" تھی وہ ہم نے لے لی، حضرت نے اس کے بعد ایک کتاب بھجوائی "**ابو هریره فی ضوء مرویاته**" تالیفات ضیاء الرحمٰن الاعظمی، اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسو روایتیں جمع کر کے اس کے طرق وغیرہ پر کلام کیا گیا ہے اور مستشرقین نے جو ابو ہریرہؓ کی کثرتِ روایات پر شکوک وشبہات کئے ہیں ان کی تردید کی ہے اور تصوف سے متعلق حضرت کی جتنی تالیفات ہیں یا صوفی اقبال نے لکھیں تقریباً سبھی عطا فرمائیں اور بعض تو بار بار بھجوائی۔

ذکر کی تجویز میں توارد

حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت تو ہو گیا لیکن ذکر پوچھنے کی ہمت ہی نہ ہوئی اپنے امراض کی وجہ سے یہ سمجھتا رہا کہ میرے بس سے باہر ہے اور نہ حضرت نے بیعت کے وقت کچھ فرمایا ایک مرتبہ رمضان میں از خود اپنے لئے ایک نصاب مقرر کر لیا

یعنی تین تسبیح لاالہ الااللہ کی اور پانچ تسبیحات اللہ اللہ کی اس کے بعد جب پندرہ روز بعد غالباً عشاء کے بعد حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا ”ذکر کیا کرو“ اور مذکورہ بالا نصاب بتایا، بس میں تو سمجھتا ہوں کہ اعتکاف میں حضرت کے ساتھ تھا حضرت کے مبارک قلب کا اثر پڑا جو خود بخود ایک نصاب مقرر کرلیا اور حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے وہی بتلایا پھر معلوم ہوا کہ حضرت مشغول حضرات کو یہی نصاب بتاتے تھے۔

معمولات میں اضافہ

کچھ دنوں کے بعد حضرت کے بعض ارشادات کی بناپر تھوڑا تھوڑا اسم ذات کا اضافہ شروع کیا، اور سترہ سو تک پہنچادیا، لیکن حضرت نے کم کرنے کو فرمایا اور فرمایا کہ ”اسم ذات ایک ہزار رکھو“ یہی اب تک معمول ہے پاس انفاس کا حکم بار بار دیا اور مراقبہ دعائیہ بھی بتایا، بس جیسے ہم ہیں ویسا ہی ہمارا ذکر حضرت کے زمانہ میں اور اب بھی نفی واثبات واسم ذات کا تو معمول ہے الا یہ کہ مرض یا کوئی شدید مانع ہو باقی اور چیزیں کبھی ہوگئیں کبھی نہیں ایک مرتبہ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا جب کہ میں بہت بیمار ہوگیا تھا کہ ”دل سے ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے“

یہ بھی لکھ دوں کہ زیادہ مجاہدہ میرے بس کا نہیں تھا اور نہ ہے ایک مرتبہ رمضان شریف میں حضرت سے عرض کیا ”یہ رات بھر کی بیداری میرے بس کی نہیں“ تو فرمایا ”سب کو اس کی ضرورت نہیں“

ایک مرتبہ اعتکاف میں خواب دیکھا کہ حضرت لوگوں کو کچھ تقسیم فرما رہے ہیں میں اگلے روز حاضر ہوا خواب عرض کیا اور عرض کیا ”حضرت اگر بیداری کرنیوالوں کو ملے گا تو ہم محروم ہوجائیں گے“ حضرت نے فرمایا ”نہیں انشاء اللہ“ ایک مرتبہ

اعتکاف میں بہت بیمار ہوگیا اس زمانہ میں کچھ ذکر وغیرہ نہیں کرتا تھا حضرت نے غالباً بھائی ابوالحسن صاحب یا کسی اور سے کہلوایا کہ اگر اختیاری مجاہدہ نہیں کرتے تو اضطراری کرایا جاتا ہے“ مگر ہم نے اپنی نالائقی سے کوئی اثر نہیں لیا۔

ناظم صاحبؒ کی طرف سے خلافت

حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحبؒ سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر علوم نور اللہ مرقدہٗ نے بروز پنجشنبہ (جمعرات) ۵؍محرم الحرام ۱۳۹۶ھ میں ظہر کے بعد اجازت مرحمت فرمائی جس کا از خود شہرہ ہوگیا چونکہ احقر کا بیعت کا تعلق حضرت قطب العالم شیخ الحدیث کاندھلوی ثم المہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے تھا اسلئے حضرت ناظم صاحب کی اجازت کے بعد بھی اپنے حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے ہی تربیت کا تعلق رہا اور بحمد اللہ بالکل کبھی اجازت کا کوئی خیال بھی نہیں آتا تھا گو اہل اللہ کے ارشاد کی دل میں قدر تھی اور ہے۔

حضرت کی طرف سے اجازت

پھر جب حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ رمضان شریف کے لئے مدینہ منورہ سے سہارنپور تشریف لائے تو حسب معمول اعتکاف کیا اور رمضان کے بعد شوال میں مجلس شریف میں حسب معمول حاضری ہوتی رہی، غالباً ۵؍ذی قعدہ تھی بروز پنجشنبہ (جمعرات) صبح کی مجلس ذکر میں حاضر ہوا تو حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ذکر سے فراغت کے بعد بلوایا کہ ”تو جمعہ کے دن حاجی شاہ جاتا ہے؟“ (حاجی شاہ سہارنپور کا مشہور قبرستان ہے اور اب اسی میں شیخ یونس صاحبؒ مدفون و آرام فرما ہیں) عرض کیا حضرت مجھ کو سردی بہت لگتی ہے حضرت نے فرمایا کہ ”یہاں آ“ اور چارپائی پر بیٹھنے کیلئے فرمایا اور فرمایا

کہ ''میرا ارادہ تین چار سال سے تجھے اجازت دینے کا ہے لیکن تیرے اندر تکبر ہے'' میں خاموش رہا اور الحمد للہ حضرت کے کہنے پر طبیعت پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت والا کو حضرت ناظم صاحب کی اجازت کا علم ہوگیا ہوگا؟ فرمایا کہ ''ہاں'' میں نے عرض کیا حضرت میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا کہ حضرت ناظم صاحب نے کیوں اجازت دی؟ حضرت نے اس پر کیا ارشاد فرمایا یاد نہیں رہا، پھر فرمایا کہ ''تجھے میری طرف سے اجازت ہے''

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ دن پیشتر ایک عجیب حالت طاری ہوئی تھی جیسے میں اللہ تعالی کے سامنے ہوں اور نماز سے فراغت پر نقص ہی نقص نظر آتا تھا اور اسی وقت نماز کے بعد استغفار پڑھنے کی حقیقت سمجھ میں آئی اور ایسا ہوگیا تھا کہ اگر کوئی مجھے چارپائی کے سرہانے بیٹھنے کو کہتا تو آنکھوں میں آنسو آجاتے اور ایک مرتبہ ایک جگہ لوگوں نے امامت کیلئے کہہ دیا تو آنسو آگئے لیکن نادانی سے ایک جملہ کہنے پر ساری حالت جاتی رہی میں نے کہہ دیا کہ جب آدمی ذکر پر مداومت کرتا ہے تو اس کو ہمہ وقت ایک معیت حاصل ہوجاتی ہے اور اپنی نااہلی کا ہر وقت استحضار ہوجاتا ہے'' اس میں عجیب نفس شامل تھا بس ساری حالت کافور ہوگئی۔

حضرتؒ نے فرمایا: ''انشاء اللہ پھر حاصل ہوجائیگی'' اب تو حاصل نہیں ہوئی لیکن حضرت کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالی اس ناکارہ روسیاہ پر نظر کرم فرمادیں اور دوام حضوری عطا فرمائیں اس کے بعد حضرت کے یہاں کچھ مہمان آگئے حضرت نے فرمایا ''ان کیساتھ بیٹھ جا'' ناشتہ سے فراغت کے بعد واپس ہوئے تو مدرسہ قدیم کے دروازہ پر پہنچ کر ایسا معلوم ہوا جیسے سینہ میں کوئی چیز داخل ہوگئی اس کی تعبیر الفاظ میں

نہیں ہو سکتی اور دل میں ذکر کا ایک شدید شوق پیدا ہو گیا اس کے بعد

خواب میں حضرت مدنی کی زیارت

ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ حضرت معتکف میں ہیں اور حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ بھی تشریف فرما ہیں، حضرت مدنی کا مصلیٰ بچھا ہوا ہے میں اس پر آ کر کھڑا ہو گیا، حضرت سے اگلے سال عرض کیا تو ایک مصلیٰ عنایت فرمایا میں تو ہمیشہ سہارن پور ہی رہتا تھا، ہاں جب پاکستان حاضری ہوئی تو فرمایا "اپنی جگہ کام کرنا چاہئے تھا"

علوم ومعرفت کا سرچشمہ

اس طرح سے جب آپ کو ظاہری وباطنی تمام علوم حاصل ہو گئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے دین کا وہ عظیم کام لیا جس کے لئے دنیا آج مثال پیش کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم ومعرفت کا ایسا سرچشمہ بنایا جس سے لکھوکھا افراد وآحاد نے کسب فیض کیا اور علم حدیث کا خصوصاً اور دیگر علوم کا عموماً نمایاں کام لیا زمانہ جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

علوم کی دنیا میں

حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی (رئیس المعہد الاسلامی مانک مئو) فرماتے ہیں کہ یوں تو حضرت العلام شیخ یونس صاحب کو جملہ علوم وفنون پر گرفت تھی وہ ہر طرح کی کتابیں پڑھتے تھے تاریخ، سیرت، جغرافیہ، سماجی علوم، نحو وصرف، عروض وبلاغت، معانی وبدیع، فقہ واصول فقہ، منطق وفلسفہ، کلام وعقائد، ادب ونقد، تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والی تحریکوں وتنظیموں کا آپ کا معتد بہ مطالعہ تھا جب بھی کسی فن یا تحریک پر آپ بحث فرماتے تو سامعین حیران رہ جاتے اور دنیا میں

اُٹھنے والے فتنوں پر بھی آپ کی بڑی گہری نظر رہتی تھی اور پوری بصیرت کے ساتھ اس کا حل ارشاد فرماتے تھے، بڑے بڑے تصوف کے ائمہ حضرات پر نقد و تبصرہ کرتے اور ان کے ملحدانہ نظریات کو واشگاف کرتے، حتی کہ ابن عربی و رومی کے بہت سے نظریات کو بھی آپ نے رد فرمایا ہے دنیا کے ممالک اور انکا جغرافیائی نقشہ وہاں کی بود و باش، رہن سہن، عقائد و افکار اور ان کے طرز زندگی سے بھی واقفیت رکھتے تھے لیکن قرآن و حدیث کو آپ نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا حق تعالی شانہ نے آپ کو فہم قرآن سے نوازا تھا اور علم حدیث پر تو آپ اپنے زمانہ میں کسوٹی کی حیثیت رکھتے تھے، متقدمین اور ان کے کتب خانوں کو تو آپ نے کنگھال ڈالا تھا، اور متاخرین کا تمام ذخیرہ بھی آپ کے پیش نظر تھا آپ کے کمرہ میں حدیث کی امہاتِ کتب موجود تھیں جن کا آپ کا معتد بہ مطالعہ تھا حدیث کے کسی مسلہ پر آپ بحث فرماتے تو تمام طبقات محدثین کے نام اور ان کی کتابوں کے حوالے اس طرح دیتے تھے کہ سامعین ان محدثین کے نام اور ان کتابوں سے بھی واقف نہ ہوتے اسماء الرجال کا فن جو ملت اسلامیہ کا سب سے عظیم الشان کارنامہ ہے، جس کے ذریعہ لکھوکھا افراد کی سیرت و تاریخ جمع ہو گئی ہے اس فن پر بھی آپ کی مکمل گرفت تھی اور بڑی مجتہدانہ شان کے ساتھ حدیث کے متن و سند پر مدلل گفتگو فرماتے، اسی لئے کبار محدثین بھی آپ سے رجوع فرماتے اور آپ کے سلسلہ حدیث میں داخل ہونے کو فخر سمجھتے تھے برصغیر مشرق وسطیٰ بلکہ پورے عالم اسلام کے علم حدیث سے اشتغال رکھنے والے آپ سے حدیث کی سند لینے کیلئے حاضر خدمت ہوتے آپ نے پچاس سال دیگر علوم و فنون کی تدریس کے علاوہ بخاری شریف و مسلم شریف کا درس دیا اور جامعہ مظاہر علوم کی مسند حدیث کو زینت بخشی۔

نمایاں ترین شخصیت

اسی طرح ملک کے عظیم فقیہ وعالم دین حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی مدظلہ حضرت العلام شیخ یونس صاحبؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: برصغیر کے دینی مدارس کے حلقہ میں ایک نمایاں ترین شخصیت حضرت مولانا محمد یونس صاحب (شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور انڈیا) کی ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی اسلامی علوم خصوصاً علم حدیث کے لئے وقف کردی، علمی انہماک اور فنائیت نے انہیں امام نوویؒ اور حافظ ابن تیمیہؒ کی طرح ازدواجی زندگی گزارنے کی بھی اجازت نہیں دی، ان کے استاذ وشیخ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ نے بھی ان کے علمی وعملی کمالات کو دیکھ کر نوجوانی ہی میں انہیں اپنی جگہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز کیا تھا، موصوف نے عمر عزیز کا تمام تر حصہ اسلامی علوم خصوصاً حدیث کی تدریس میں گزارا۔ (نوادالفقہ ۱/۲۳)

محدثانہ شان

علم حدیث میں آپ کی محدثانہ شان پر لب کشائی کرتے ہوئے آپ کے عظیم شاگرد بہت سی مقبول کتابوں کے مصنف ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی نوادر الحدیث میں تحریر فرماتے ہیں کہ استاذی ومخدومی، شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری (شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور) اللہ تعالی کے ان خوش نصیب بندوں میں سے ہیں جن کی پوری زندگی اشتغال بالحدیث اور فن حدیث شریف کی خدمت میں گزری آپ کی علمی تبحر اور فن حدیث سے حقیقی مناسبت اور گہری واقفیت پر کبار علماء ومشائخ اور اساتذہ حدیث کو پورا اعتماد

تھا، چنانچہ کسی حدیث کے متن یا سند اور راوی کے متعلق کوئی اشکال پیش آتا یا کسی حدیث کی تحقیق پیش نظر ہوتی یا اصول حدیث کے کسی مسئلہ میں کوئی پیچیدگی سامنے آتی، تو کبار علماء مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا عبید اللہ صاحبؒ مرکز نظام الدین، مولانا عمر صاحب پالنپوری، مولانا عبد الجبار صاحب اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد جیسی اہم شخصیات بھی آپ ہی کی طرف رجوع فرماتی آپ کے استاذ و شیخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کو آپ کی فن حدیث شریف سے گہری مناسبت اور واقفیت کا اس درجہ اعتماد تھا کہ بکثرت روایات اور سند کی بابت تحقیق و جستجو کا امر فرماتے تھے، اور خود آپ کے پاس فن حدیث کے سلسلہ میں جو خطوط آتے انہیں حضرت شیخ کے حوالہ فرمادیتے تھے۔ (نوادر الحدیث ص ۲۹)

حضرت شیخ الحدیث صاحب کی نظر میں

شیخ یونس صاحبؒ کو اپنے اساتذہ کی نظر میں ایک بڑا مقام اور بڑی اہمیت و وقعت حاصل تھی اور آپ کے علم پر خصوصاً علم حدیث پر تو بڑا ہی اعتماد تھا اسی لئے قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث نے جوانی میں ہی جب کہ آپ کی عمر ۳۳ / سال کی تھی اپنی مسند عالی کا وارث بنادیا تھا جبکہ اس وقت آپ کے بعض اساتذہ بھی موجود تھے اور حضرت شیخ زکریاؒ نے فرمایا کہ جس حدیث کے بارے میں مولوی یونس کہہ دیں کہ بخاری میں یا صحاح ستہ میں ہے تو ہے اور نہ کہہ دیں تو نہیں ہے اس قدر اعتماد تھا حضرت شیخ الحدیث صاحب کو اپنے اس شاگرد خاص پر اور اس اعتماد کی اور حضرت کی بالغ نظری اور فراست ایمانی کی تائید و توثیق شیخ صفوان مکی کے جواب سے ہوگئی ہے کہ آقاء نامدار فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ حضرت مولانا محمد یونس صاحب

جونپوری) امیر المؤمنین فی الحدیث کے منصب پر فائز ہیں جس سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنی کی فراست ایمانی اور قوت وجدانی جو محسوس ومشاہد کر رہی تھی وہاں تک کسی کی نظر نہیں پہنچ رہی تھی اور زبان حال سے کہہ رہی تھی انی اعلم من اللہ مالا تعلمون.

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کو مولانا محمد یونس صاحب کی صلاحیتوں کا خوب اندازہ تھا جسکا اندازہ حضرت شیخ زکریاؒ کی اس تحریر انیق سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے اپنے شاگرد رشید کی قوت یزدانی اور آثار فیروز مندی اور خدمت حدیث کی طویل زمانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقم فرمایا تھا۔ یہ تاریخی دستاویز اور یادگار تحریر شیخ یونس صاحبؒ کے نام ۲۳؍رجب المرجب ۱۳۸۷ھ میں ارقام فرمائی لکھتے ہیں

ابھی کم سن ہیں وہ کیا عشق کی باتیں جانیں
عرض حالِ دلِ بیتاب کو شکوہ سمجھے

ابھی تدریس دورہ کا پہلا سال ہے اور اس سیہ کار کو تدریس دورہ کا اکتالیسواں سال ہے اور تدریس حدیث کا سینتالیسواں سال ہے اللہ تعالی تمہاری عمر میں برکت دے اور مبارک مشغلوں میں تادیر رکھے جب سینتالیس پر پہنچ جاؤ گے تو انشاء اللہ مجھ سے آگے ہو گے۔ فقط

نوٹ:- اس پرچہ کو نہایت احتیاط سے کسی کتاب میں رکھیں چالیس سال کے بعد پڑھیں۔ (زکریا کاندھلوی)

کسی نے سچ ہی کہا ہے "قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید" شیخ صاحبؒ نے ازراہِ دعا وتمنا

مولانا محمد یونس صاحب کے آئندہ پچاس سالہ تدریسی سفر کا جو عندیہ تھا اظہار فرمایا تھا جو بعد میں حرف بحرف ثابت ہوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

ایک مرتبہ عصر کے بعد کی مجلس لگی ہوئی تھی کہ ایک گجراتی عالم آئے اور آکر عرض کیا کہ جی نیٹ پر ایک خواب پڑا ہوا ہے آپ کے تعلق سے بندہ راقم سطور اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے اور پھر آنیوالے عالم نے عرض کیا کہ جی شیخ صفوان مکی نے ایک خواب دیکھا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو شیخ صفوان نے پوچھا کہ آقا اس وقت علم حدیث میں کس کو بڑا مانیں، اور کس کو امیر المومنین فی الحدیث سمجھیں، تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’مولوی یونس مظاہر میں‘‘ حضرت نے خواب سماعت فرمایا اور اسی ہیئت وکیفیت پر سر جھکائے بیٹھے رہے ہاں اگر ہم ہوتے تو مارے فخر وتکبر کے پھول ہوکر کُپّہ سے ہوجاتے اور پھر بار بار اپنے ہم نشینوں اور اپنی ہر محفل میں بیان کرتے پھرتے، مگر حضرت شیخ یونس صاحب دامت برکاتہم تو انتہائی تواضع وسادگی کے ساتھ سر جھکائے بیٹھے رہے اور بعد میں بھی کسی کے سامنے اس کا تذکرہ نہیں فرمایا یہ تھی انتہائی تواضع وعاجزی، عبدیت اور چھوٹا پن، اب لمبا واقعہ ہے کہ یہ شیخ صفوان تو مکہ میں تھے اور شیخ یونس صاحب مرحوم مظاہر علوم میں کہاں مظاہر کہاں مکہ وجدہ یہ حضرت کی تلاش وجستجو میں پڑ گئے کسی مجلس میں تذکرہ سنا کہ وہ حج وعمرہ کرنے آتے ہیں انتظار میں رہے پھر جب حضرت ایام حج میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو یہ شیخ صفوان ملاقات کے لئے آئے اور پھر اپنا خواب خود سنایا اور آپ سے کسب فیض کی درخواست کی اور بخاری شریف پڑھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا شیخ

صاحب مرحوم اہل عرب کا بڑا احترام فرماتے تھے اس لئے اجازت عطا فرمادی تو انہوں نے پڑھنا شروع کیا اور جب تک حضرت کا قیام وہاں رہا وہاں پڑھا اور پھر جب حضرت ہندوستان مظاہر علوم سہارنپور آگئے تو وہ بھی یہاں آگئے اور پھر بقیہ اسباق یہاں پر پورے کرکے صحاح ستہ کی سند لیکر گئے تقریباً ۳/۲ ماہ یہاں رہے اہل مدرسہ خصوصاً جامعہ مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب اطال اللہ ظلال فیوضہ اور جامعہ کے امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب دامت برکاتہم (نواسہ شیخ الحدیث شیخ زکریاؒ) نے پورے احترام وعقیدت کے ساتھ حق مہمان نوازی ادا کرتے ہوئے رخصت کیا بندہ نے بھی ان کو دیکھا اور ان کے ساتھ کچھ اور حضرات بھی تھے ان کی زیارت کی۔ للہ الحمد ثم للہ الحمد

احقر کا حضرت العلام شیخ یونس صاحبؒ سے رشتہ وتعلق

بندہ کی ابتدائی تعلیم حفظ قرآن سے لیکر عربی چہارم تک مادر علمی جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور میں ہوئی اس سے پہلے ایک سال تک دھولا پڑہ کے مدرسہ میں قاری محمد اکرام صاحب اور ایک دوسرے استاذ گرامی قاری محمد مستقیم صاحب سے کچھ پارے حفظ کئے اور باقی تعلیم گاؤں بھلسوہ عیسیٰ پور کے مدرسہ سراج العلوم میں مختلف اساتذہ کے پاس حاصل کی اور جس وقت میں کاشف العلوم میں پہنچا اس وقت ۱۰/ پارے حفظ تھے پارہ ۱۱، یعتذرون سے شعبۂ حفظ میں جناب قاری مسعود الٰہی قاسمی صاحب مدرس جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور سے پورے ۲۰/ پارے حفظ کرکے وہیں یاد کئے تیسرے سال میں جماعت فارسی چوتھے میں میزان، پانچوے میں جماعت شرح جامی میں تعلیم حاصل کرکے شوال ۱۴۲۵ھ و۲۰۰۴ء میں مادر علمی جامعہ مظاہر علوم

سہارنپور میں داخلہ لیا پھر ۲۶ھ میں جماعت مختصر اور ۲۷ھ میں جلالین شریف کی جماعت اور ۲۸ھ میں جماعت مشکوٰۃ شریف اور ۱۴۲۹ھ میں دورہ حدیث شریف اور ۱۴۳۰ھ میں افتاء کیا متوسطات میں تو حضرت سے اتنا تعلق نہیں تھا لیکن ایک مرتبہ جب حضرت شیخ صاحب کی طبیعت بہت علیل ہوگئی اور حضرت کو بذریعہ ایمبولینس ہاسپٹل لے جانے لگے تو اس وقت سے کچھ الفت و محبت پیدا ہوئی پھر اس محبت و تعلق میں الحمد للہ اضافہ ہوتا گیا اور کبھی کبھی حضرت کی مجلس میں جاتا تھا اور کبھی ذکر کی مجلس کی میں، میں حاضر ہوتا الغرض حضرت شیخ سے دورہ حدیث میں بخاری شریف پڑھنے کی جو دلی تمنا تھی جس کے لئے ہمہ وقت اضطرابی رہتی تھی کہ نہ جانے حضرت سے بخاری شریف پڑھنی نصیب ہوگی بھی یا نہیں مگر اللہ تعالی کا فضل کہ بیچ کا سفر مکمل ہوگیا اور دعاء کرتے کرتے دورہ تک پہنچے۔

دارالحدیث میں سیٹ

بھائی ہمیں اتنی سمجھ تو تھی نہیں طلبہ دورہ نے اپنی اپنی سیٹیں، اگلی اگلی تپائیوں پر متعین کر کے ان پر اپنے اپنے نام کی پرچی لگادی میں تو بعد میں پہنچا تو دروازہ کے قریب بالکل پیچھے جگہ ملی جہاں کبھی کبھی صاف آواز بھی حضرت شیخ کی نہیں پہنچ پاتی تھی اسباق شروع ہوگئے عبارت خوانی کے نمبرات بھی مرتب و متعین ہوگئے جن میں بھائی محمد اسرار، (جواب مفتی محمد اسرار صاحب مدرس مظاہر علوم جدید ہیں) بھائی احمد الہاشمی (مدرس قرأت جامعہ مظاہر علوم جدید) نجیب الرحمان بستوی، سرفہرست تھے احقر کی سیٹ تو پیچھے ہی تھی جہاں صرف سماعت درس کا کام چلتا تھا زیارت استاذ بھی ہوتی مگر پوری طرح دل کو تسلی نہیں ہوتی تھی مگر کر بھی کیا سکتا تھا ہر اعتبار سے کمزور تھا دو ایک دن

کے بعد جناب بھائی محمد فضیل یہ حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم اعلیٰ مظاہر علوم جدید کے یہاں خدمت کیلئے جاتے تھے بندہ بھی کبھی کبھار جاتا تھا توان سے میں نے درخواست کی کہ اپنی سیٹ پر مجھے بیٹھنے کی اجازت دیدو میں بھی شیخ صاحب کے یہاں عبارت پڑھنا چاہتا ہوں توان کا احسان کہ مجھے اجازت دیدی، پھر بھائی محمد اسرار صاحب جو جماعت میں اس وقت سینئر سمجھے جاتے تھے عبارت خوانی کی ایک وقت اور ایک گھنٹہ کے لئے اجازت طلب کی احسان کہ انہوں نے بھی کرم فرمادیا۔

شیخ صاحب کے یہاں عبارت خوانی۔

جب دونوں جگہ سے اجازت مل گئی تو حضرت العلام کے یہاں مسلم شریف کے گھنٹہ میں عبارت پڑھی وہ وقت ایسا چل رہا تھا کہ حضرت کی ڈانٹ عبارت پڑھنے والے کو پڑتی ہی تھی بجز دوایک ساتھی کے مگر الحمدللہ عبارت تو ٹھیک ہی پڑھی گئی اور ڈانٹ بھی نہیں پڑی، دوصفحے قریب عبارت مسلم پڑھنی پڑی، پھر ایک روز شام کے وقت میں دونوں حضرات سے اجازت لیکر بخاری شریف کی عبارت پڑھی الحمدللہ دونوں جگہ ڈانٹ سے جان بچی ہی رہی پھر بھائی فضیل احمد نے مجھے اپنی سیٹ کا ایثار کردیا اور میں بھی اگلی تپائیوں کے قریب تیسری یا دوسری تپائی پر بیٹھنے لگا پھر ۲/۳/دن کے بعد دوبارہ مسلم شریف کی عبارت کا نمبر آیا تو اب کچھ تو ہمت سی بڑھ گئی تھی چونکہ احقر کو اب تک ڈانٹ نہیں پڑی تھی مگر اس بار کچھ ہلکی پھلکی ڈانٹ پڑی، خیر اور ہمت سی بڑھ گئی۔

غیبی اسباب

پھر ایک روز بھائی سعید الرحمٰن ایم پی کا نمبر تھا عبارت خوانی کا، تو انہوں نے مسلم شریف کے گھنٹہ میں عبارت پڑھنی شروع کی مگر کچھ غلطی ہونیکی وجہ سے حضرت شیخ

انتہائی برہم ہوگئے اور فرمایا کوئی اور پڑھو! جماعت میں چونکہ سینئر بھائی محمد اسرار ہی تھے توانہوں نے عبارت پڑھنی شروع کی مگر تیاری نہ ہونیکی وجہ سے شیخ انتہائی غضبناک ہوگئے اور فرمایا "بغیر مطالعہ عبارت پڑھتے ہو؟" اور پھر فرمایا "کوئی اور پڑھو" اب کون عبارت پڑھ سکتا تھا جب کہ بڑے بڑے شیر چت ہو چکے تھے اچھی خاصی صلاحیت کے مالک بھی مارے ہیبت وخوف اور عدم تیاری کے عبارت پڑھنے کی سکت نہیں پارہے تھے تقریباً آدھا ایک منٹ چھوٹا مائک عبارت پڑھنے کے لئے بھائی اسرار ہی کے سامنے رکھا رہا پھر چونکہ میں بھی آگے ہی بیٹھا تھا اور اب تک احقر کو حضرت شیخ کی ڈانٹ بھی نہیں پڑی تھی اسلئے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا، مگر مجھے اپنی حقیقت معلوم تھی اور یہ بھی کہ تیاری کرنیوالے بھی اور اپنی خاصی صلاحیت کے مالک بھی عبارت نہیں پڑھ پارہے ہیں تو میں تو کیا ہوں؟ اور پھر میری بساط ہی کیا تھی، کہ میں عبارت شروع کردیتا اتنے میں شیخ صاحب نے دوبارہ فرمایا "کوئی اور پڑھو" یا فرمایا پڑھو" ادھر مائک بھی ایک ساتھی نے میری کتاب پر رکھ دیا تھا اب عبارت نہ پڑھنے پر یہ بھی خوف تھا کہ شیخ صاحب ناراض ہوکر چلے جائیں گے اور پھر ایک بڑا ہنگامہ ہوجائے گا اور شیخ صاحب کو منا کر دوبارہ درس میں لانا تو طلباء کے لئے پہاڑ کو اپنا جگہ سے ہٹانے سے بھی زیادہ مشکل امر تھا اسلئے احقر نے بسم اللہ پڑھ کر عبارت پڑھنی شروع کی دوچار لائن ہی پڑھی ہوں گی کہ غلطی ہوگئی اور حضرت شیخ شروع ہوگئے اور بہت سخت سست کہا جو اس وقت یاد بھی نہیں رہا، بھائی احمد الہاشمی، کے ایم پی تھری میں یہ ڈانٹ محفوظ ہے جس کو سنکر اب رشک بھی آتا ہے اور ہنسی بھی کہ حضرت نے کتنا ڈانٹا احقر سنتا رہا، اور خاموش رہا، جب حضرت ٹھہر گئے تو پھر عبارت شروع کردی، اسلئے

کہ حضرت نے وہ جملہ ارشاد نہیں فرمایا تھا جو اول الذکر دونوں ساتھیوں کو فرمایا تھا یعنی کوئی دوسرا پڑھو" مگر اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ دل میں جو حضرات شیخ کی ہیبت تھی وہ سب کافور ہوگئی اور عبارت پڑھنی شروع کی، غلطی تو پھر بھی آئی مگر حضرت نے کرم فرمایا اور اصلاح فرمادی، بس اس کے بعد سے مسلم شریف کی عبارت میرے نام الاٹ ہوگئی اب میں ہی عبارت پڑھتا تھا اور ساتھ میں کبھی ایک دوسرے ساتھی بھی اور آخر سال میں جب عبارت زیادہ ہونے لگی تو دو ساتھی عبارت پڑھنے لگے جن میں ایک احقر ہی ہوتا تھا۔

بخاری شریف کا گھنٹہ

حضرت شیخ صاحب کے دو گھنٹے ہوتے تھے، صبح میں آخری گھنٹہ مسلم شریف کا اور شام میں آخری گھنٹہ بخاری شریف کا، بخاری شریف میں بھی احقر نے اجازت لیکر عبارت پڑھی، ایک دو مرتبہ کے بعد بھائی اسرار عبارت پڑھ رہے تھے کہ حضرت خفا ہوگئے اور فرمایا "کوئی اور پڑھو" اب کون پڑھتا احقر کا خوف تو چلا ہی گیا تھا اسلئے بے خوف پڑھنی شروع کی اور الحمدللہ اس کے بعد احقر ہی نے آخری حدیث تک پڑھی بیچ میں ہمارے بڑے ہی محسن و خیر خواہ ساتھی تھے بھائی "احمد الہاشمی" (جو اس وقت مظاہر علوم جدید ہی میں شعبہ تجوید کے ایک اچھے مدرس ہیں اور قاری احمد کے نام سے مشہور ہیں) پڑھتے تھے اور اگر کسی کتاب وغیرہ کی ضرورت درکار ہوتی تو چونکہ "بھائی احمد" کا گھرانہ علمی گھرانہ تھا اسلئے بآسانی کتاب دستیاب ہوجاتی اور اسلئے بھی کہ ان کے والد گرامی بھی حضرت الحاج مولانا محمد صاحب دامت برکاتہم بھی مظاہر علوم میں عُلیاء کے مدرس ہیں اور ہدایہ وغیرہ اہم کتابیں پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑی وجہ علمی سرمایہ حاصل ہونے کی یہ تھی کہ استاذ گرامی، محدث بے نظیر، فقیہ بے مثال حضرت الحاج

مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر المدرسین اور موجودہ شیخ الحدیث مظاہر علوم اور استاذی حضرت الحاج مولانا سید محمد شاہد صاحب الحسنی سے بھی بھائی احمد الہاشمی کا گہرا تعلق تھا اسلئے ان حضرات کے یہاں سے ضرورت پوری کرنے کیلئے کتاب حاصل کر لیتے اور احقر ان کے کمرہ میں جا کر مطالعہ کر لیتا اللہ تعالی ان حضرات علماء ربانیین کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور انکا سایہ عاطفت تادیر قائم ودائم فرمائے۔ (آمین)

حضرت کے حجرۂ شریفہ میں آمدورفت

اب جب کہ بفضلہ تعالی دونوں کتابوں کی عبارت خوانی کی سعادت احقر کے حصہ میں آگئی تو اب حضرت شیخ صاحب کے حجرہ شریفہ میں آمدورفت بھی شروع ہوگئی اور حضرت کی کتاب لاتا، لے جاتا پھر ہمت کر کے حضرت کی وہیل چیئر بھی اٹھانے لگا، اس طرح سے تعلق شیخ میں دن بدن الحمدللہ اضافہ ہوتا چلا گیا اور حضرت کی توجہات بھی بڑھتی گئیں۔

خدمتِ شیخ

اس وقت حضرت کی خدمت بھائی مولوی محمد آفتاب کرتے تھے، جو رمضان شریف میں حضرت شیخ کے یہاں ہی رہتے تھے اور عید کے بعد چلے جاتے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہا ”کہ تم حضرت کی خدمت کر لینا، اور میں گھر چلا جاؤں گا“ دوسری بات یہ کہ حضرت شیخ کسی کا حرج ونقصان اور کسی پر بار نہیں بننا چاہتے تھے طبیعت میں انتہائی خودداری تھی اسلئے آپ بار بار مولوی محمد آفتاب صاحب سے فرماتے رہتے کہ ”تو کب جائیگا؟“ تو احقر بھی حضرت کی مجلس میں موجود تھا حضرت نے پھر وہی جملہ ارشاد فرمایا ”تو کب جائیگا؟“ انہوں نے کیا عرض کیا اس وقت مجھے یاد نہیں رہا، غالبًا

حضرت نے دریافت کیا کہ "تمہارے بعد کون کام کریگا؟" مولوی محمد آفتاب نے عرض کیا کہ "جی آصف" حضرت نے دریافت کیا کہ تم نے ان سے (احقر آصف سے) پوچھ لیا یہ تیار ہیں؟ مولوی آفتاب نے عرض کیا کہ "جی ہاں" اب یہ خدمت شیخ کی سعادت احقر کے حصہ میں آگئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست —— تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اتنی بڑی سعادت احقر کے حصہ میں آجائیگی جب کہ احقر تو ہر اعتبار سے کمزور تھا مگر اللہ کریم کی کرم فرمائی اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حوصلہ افزائی اور سابقہ اساتذہ کی دعاء و نیک تمنائی۔

حالات دیدہ

پھر اس کے بعد احقر حضرت شیخ کی خدمت میں تقریباً دو سال رہا اور دو سالوں میں حضرت کے جو حالات، واقعات پیش آئے اور جو ملفوظات آپ نے ارشاد فرمائے یا کچھ نصائح عالیہ عنایت کیں انہیں پیش کرنیکی کوشش کر رہا ہوں، اور رب کریم سے مدد طلب کرتے ہوئے عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اللہ تعالی صحیح لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شیخ صاحب کی ہدایت

احقر آثم کو رات خواب میں حضرت شیخ العلام مولانا محمد یونس صاحب رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا "پورے احتیاط سے لکھنا" اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت صحیح صحیح لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جیسا ملا ویسا کھالیا

اب اگلے روز مولوی آفتاب تو مجھے دوائی وغیرہ کا ٹائم ٹیبل اور کچھ ضروری اسباب کے بارے میں بتلا کر رخصت ہوگئے اور مجھے اپنا فون نمبر دے گئے کہ کچھ معلوم کرنا ہو تو فون سے معلوم کر لینا چنانچہ کچھ ضرورت ہوئی تو معلوم بھی کیا سب سے پہلا مرحلہ جو آیا تو وہ دوپہر کے وقت چھٹی کے بعد کھانا بنانے کا تھا حضرت کے درس سے چھٹی کے بعد حجرہ میں آگئے تو حضرت نے فرمایا کہ ”آلو انڈا بنالو“ احقر حضرت کے مطبخ اور رسوئی میں گیا اور انڈا اُبال کر کھرے گھی میں بھون لیا اور تل لیا، اور سالن میں شوربا بنانے کا نمبر آیا مگر پہلی مرتبہ کی بات تھی اس سے پہلے کبھی کھانا بنایا نہیں تھا، اسلئے ایک مرتبہ گھی میں مسالہ ڈالا تو وہ کالا ہوگیا، جل گیا پھر دوبارہ گھی گرم کیا اور مسالہ ڈالا مگر شوربا بنانا معلوم نہیں تھا پھر وہ مسالہ کالا ہوگیا پھر گرادیا اور حضرت شیخ سبق سے تھکے ہوئے بیچارے حجرہ میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے ادھر یہ سب تاخیر ہورہی تھی پھر مجھے یاد آیا کہ بھائی اسعد اللہ (جو بہار میں کسی جگہ کے تھے اور استاذ گرامی حضرت مولانا احمد مرتضیٰ صاحب خلیفہ حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا بناتے تھے) ان کو بلا کر لایا اور سالن میں شوربا بنوایا مگر سالن کا نہ رنگ اچھا تھا اور نہ کچھ ذائقہ اور ایک روٹی بنوائی اور لے جا کر دستر خوان پر ہاتھ دھلا کر حضرت شیخ کے سامنے پیش کر دیا، حضرت نے کھانا شروع کر دیا میں پانی لینے کے واسطے چلا گیا پانی لا کر دستر خوان پر رکھ دیا، اتنا ادھر جو آدھا گلاس چاول اُبل رہے تھے تیار ہوگئے ان کو بھی لا کر حضرت کو پیش کر دیا بہت انتظار کے بعد ایسا نامناسب کھانا ملا، حضرت کو اور مجھے یاد ہے کہ اس سالن میں تلخ پن اور جلنے کا اثر تھا مگر حضرت نے اطمینان سے تناول فرمالیا ایک مرتبہ

بھی یہ نہیں کہا کہ کیسا بنایا؟ بلکہ فرماتے تھے کہ بھائی ہم تو چھوٹے آدمی ہیں گھر میں جیسا بنا ویسا کھا لیتے، اچھا نہ لگتا تو چھوڑ دیتے یہی سنت بھی ہے کہ کھانے میں عیب نہ نکالو جیسا ملے ویسا کھالو، پسند نہ ہو تو کم کھالو، قربان جایئے حضرت کی شان پر کہ اتنے بڑے محدث مگر جیسا ملا ویسا کھالیا۔

پیر صاحب کے یہاں سے کھانا

قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی کے جانشین بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب سرپرست مظاہر علوم جو معروف ہیں پیر صاحب کے ساتھ اللہ تعالی حضرت کے سایہ کو تادیر قائم فرمائے آمین ان کے یہاں سے بھی کھانا آتا تھا اس لئے وہ بھی آگیا، حضرت نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر آپ آرام فرمانے لگے۔

حضرات اساتذہ کے یہاں سے کھانا

دیگر حضرات اساتذہ مظاہر علوم کے یہاں سے بھی وقتاً فوقتاً کھانا آتا رہتا تھا جن میں ناظم اعلی حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب، مولانا محمد صاحب، مولانا عبدالعظیم صاحب وغیرہ خصوصاً قابل ذکر ہیں اور دیگر حضرات عموماً۔

حضرت کی نگرانی

حضرت ہر چیز کی نگرانی فرماتے تھے چنانچہ جمعرات کی شام کا واقعہ ہے کہ حضرت کے مجاز جناب قاری محمد ایوب صاحب کے یہاں سے کھانا آیا، اور اسی طرح حضرت کے تعلق والے جناب مولانا محمد اشرف ٹیلر صاحب کے یہاں سے بھی کھانا آیا ہوا تھا اول الذکر کا کھانا اندر حضرت کے حجرہ میں رکھا ہوا تھا اور مولانا اشرف کا کھانا مہمانوں

کے واسطے باہر بجھوادیا، چھوٹے کمرہ میں مہمانوں کو بٹھا کر کھانا پیش کر دیا گیا، اور احقر حضرت کو کھانا کھلانے لگا اور دستر خوان بچھادیا حضرت بھی کھانا تناول فرمانے لگے ادھر چھوٹے کمرہ میں مہمانوں کی نگرانی کرنے کے واسطے اسعد اللہ بھائی کو کہہ دیا تھا تھوڑی دیر کے بعد اسعد اللہ بھائی نے اطلاع دی کہ مہمانوں کے پاس کھانا کم ہے اور سالن نہیں ہے، احقر اندر گیا حضرت کے پاس اور کھانا اٹھانے لگا حضرت کو اطلاع کر کے "کہ جی مہمانوں کے پاس سالن نہیں ہے" حضرت نے مولوی اشرف کو بلایا، اور فرمایا "دیکھ کر آؤ چھوٹے حجرہ میں مہمانوں کے پاس سالن ہے یا نہیں؟ انہوں نے واپس آکر اطلاع دی کہ جی کھانا تو ہے اور سالن بھی ہے اور ٹفن دان کے ایک ڈبہ میں سالن ہے بس اب تو حضرت خفا ہو گئے اور بہت سخت سست کہا اور فرمایا "نکل جاؤ" بس احقر نے تو حجرہ سے باہر نکلنے ہی کو غنیمت سمجھا، حضرت کی یہ پہلی ڈانٹ تھی حجرہ میں اور ابھی اتنا تجربہ نہیں تھا چند ایام تو حضرت کے ساتھ گزرے ہی تھے نیچے اپنے کمرہ میں (جو مدرسہ والوں کی طرف سے ملا ہوا تھا) اس میں آکر لیٹ گیا اور شیطانی خیالات دل میں گشت کرنے لگے اور ڈانٹ کی وجہ بھی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کیونکہ احقر تو یہ سمجھ رہا تھا کہ اسعد اللہ کے کہنے پر ہی تو احقر نے اندر سے کھانا اٹھانے کی اجازت طلب کی تھی۔

اللہ تعالی کا فضل

مگر اللہ تعالی کو حضرت کی معیت میں کچھ فیض اٹھانیکا موقع دینا تھا اسلئے پھر باہر گیا اور "ڈیری" سے حضرت کا دودھ لاکر رسوئی میں گرم کرالیا، اور ادھر حضرت کے آرام کے واسطے بستر بچھایا جا رہا تھا احقر جیسے ہی حجرہ میں گھسا تو حضرت پھر شروع ہو گئے اور استغنائیت بھرے جملے ارشاد فرمانے لگے۔

حضرت کی استغنائیت

فرمایا ''جاؤ بس میں اکیلا ہی آیا تھا، اکیلا ہی چلا جاؤ نگا'' احقر نے عرض کیا کہ حضرت میری کیا غلطی؟ اسعد اللہ نے ہی بتلایا تھا کہ سالن کم ہے فرمایا ''کہ تمہیں نگرانی کرنی چاہئے تھی تم کو دیکھ کر بتلانا چاہئے تھا'' مجھے اچھی طرح یاد ہے احقر نے عرض کیا حضرت غلطی ہوگئی فرمایا ''اچھا آجاؤ'' بس یہ پہلی ڈانٹ اس کے بعد حضرت نے کبھی یہ جملہ نہیں فرمایا کہ ''نکل جاؤ'' تھوڑے دنوں کے بعد اسعد اللہ بھائی نکل گئے اور خدمت میں آنا بند ہوگیا، احقر پھر دو سال تک حضرت ہی کے یہاں رہا، وہیں کھانا وہیں، حضرت کے قدموں میں سونا، اور ٹوٹی پھوٹی خدمت کرنا اتنی سمجھ تو تھی نہیں کہ خدمت کا حق ادا کرتے، البتہ بدن ہلکا پھلکا ہونے کی وجہ سے کام ذرا جلدی پورا کرکے حضرت کے پاس آجاتے تھے حضرت علیہ الرحمہ اس کو بہت پسند کرتے تھے اور فرماتے کہ ہمارا آصف بھاگا پھرتا ہے کام بہت جلد کرلیتا ہے آج یہ جملہ لکھتے ہوئے آنکھیں اشک بار ہورہی ہیں دل تڑپ رہا ہے کہ اب کون حوصلہ افزائی کریگا؟ کون اصلاح کرے گا؟ کون ہماری بیماری کا علاج کریگا اللہ تعالی حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے احسانات کا لاتعد ولاتحصی اجر عطا فرمائے۔ آمین

مگر حضرت کی نگرانی ایسی تھی کہ آپ نے احقر کو دودھ گرم کرتے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا جب کہ اس وقت آپ حجرہ میں پیچھے بیٹھتے تھے جہاں سے برآمدہ میں آنے جانے والے کا صحیح علم نہیں ہو پاتا تھا چنانچہ بعد میں کئی ایک مرتبہ اس کا تذکرہ بھی فرمایا ''کہ ہم نے تو آصف کو ڈانٹا اور یہ سوچا کہ وہ چلا گیا ہوگا ناراض ہوکر مگر یہ تو دودھ لینے گیا تھا'' اور میری اصلاح کے لئے مولوی اشرف کو کھانے کی نگرانی کیلئے بھیجا تھا ورنہ بظاہر آپ کو پہلے ہی معلوم تھا کہ کھانا کتنا ہے کم ہوگا یا نہیں اسی لئے آپ نے کھانا نہیں بھجوایا بلکہ

صاحب دعوت کو بھیج کر نگرانی کرائی اور پھر اتمامِ حجت کے بعد اصلاح فرمائی۔ فجزاہ الله احسن الجزاء

معمولات جمعہ

اگلے روز جمعہ کا برکتی دن تھا آپ اسکا بڑا اہتمام فرماتے تھے روزآنہ کے معمول سے کچھ پہلے بیدار ہوتے اور ضروریات سے فارغ ہوکر فجر کی سنتیں پڑھتے پھر نماز فجر غلس میں ہی ادا فرماتے ویسے تو آپ کا معمول تمام نمازیں ہی اول وقت پڑھنے کا تھا الا یہ کہ کوئی عذر ہو، آپ سنتوں کے بڑے عاشق تھے اور فجرِ جمعہ میں الٓمٓ سجدہ اور سورہ دھر مسنون ہے۔

قرأت مسنونہ

اسلئے نماز فجر میں بلاناغہ سورہ الٓمٓ سجدہ اور سورہ دھر کی تلاوت کرواتے چنانچہ پہلی مرتبہ جب احقر نے جمعہ کے روز نماز فجر پڑھائی تو سورہ فاتحہ کے بعد حضرت خود ہی بول پڑے الٓمٓ تنزیل الکتاب احقر سمجھ گیا کہ سورہ الٓمٓ سجدہ کی طرف اشارہ ہے پڑھنی شروع کی تو بیچ میں حضرت نے لقمہ بھی دیا، اور آیت نمبر ۲۰ میں احقر نے عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ میں اَلَّذِیْ کے بجائے اَلَّتِیْ پڑھتے ہوئے عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ پڑھ دیا تو حضرت نے فوراً لقمہ دیا عَذَابَ النَّارِ الَّذِی اس سے اندازہ ہوا کہ حضرت کا حافظہ بڑا غضب کا تھا جس کی وضاحت انشاء اللہ العزیز آگے کی جائے گی۔

مجلس ذکر

حسب معمول فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ذکر اللہ میں

لگ جاتے اور مریدین بھی آنے لگتے جمعہ کے دن روز آنہ کے اعتبار سے ذاکرین کی کثرت ہوتی چونکہ علماء کا طبقہ آپ سے زیادہ جڑا ہوا تھا اور جمعہ مدرسہ کی چھٹی کا دن ہے اسلئے سہارن پور کے آس پاس کے علماء اس دن زیادہ ہوتے۔

شہد کا استعمال

آپ خالی پیٹ شہد کا استعمال فرماتے اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے اور فراتے (فیہ شفاءٌ للناس) اس میں شفا ہے اور پھر کچھ دیر بعد خمیرہ گاؤں زباں عنبری (حکیم ارشد والا) اور خمیرہ آبریشم ۱۰ ارگرام تک لیتے اور احقر کو فرمایا کرتے کہ یہ دماغ کیلئے بہترین چیز ہے اس کو تم بھی خرید لینا پڑھانے کے زمانہ میں کئی ایک مرتبہ یہی جملہ ارشاد فرمایا احقر نے اس پر عمل کیا تو بہت فائدہ محسوس کیا۔

ناشتہ

ذکر اللہ اور اشراق سے فراغت کے بعد، حضرت مغزیات کا اور پھر ایک روٹی اور ایک انڈے پر مشتمل ناشتہ فرماتے اور اس میں سے تین پاؤ روٹی تناول فرماتے ایک پاؤ روٹی خادم کیلئے بچا دیتے اور فرماتے کہ خادم کا بھی حصہ ہے۔

سنتوں کی پابندی

حضرت حد درجہ سنتوں کی پابندی فرماتے تھے اسی لئے جمعہ کے دن کچھ پہلے بیدار ہوتے اور مسنون قرأت کا حکم فرماتے اور کھانے میں خادم کا بھی حصہ رکھتے اور حدیث سناتے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خادم نے اور کھانا بنانیوالے نے دھواں کھایا ہے لہٰذا کھانے میں اس کا بھی حصہ ہے اسلئے آپ ایک روٹی میں سے بھی ضرور بچاتے۔

مہمانوں کا اکرام

جو حضرات بھی آخر میں ذکر سے فارغ ہو کر بغرض ملاقات ٹھہر جاتے تو آپ سب کو ناشتہ کرواتے اور ہمارے رفیق صالح حضرت الحاج مولانا محمد انعام اللہ صاحب قاسمی کھچڑی بنوا کر لاتے اور دیگر حضرات بھی پکوڑی وغیرہ لاتے تو حضرت بہت معمولی تناول فرماتے اور فرماتے ''مہمانوں کو کھلا دو'' انہی کی برکت سے آتا ہے بلکہ پہلے آپ مہمانوں کو دسترخوان پر بٹھانے کا امر فرماتے اور پھر ناشتہ دان میں سے تھوڑا بہتا منگواتے یا لیتے۔

نصائح

ناشتہ سے فراغت پر ایک، ایک دو، دو کر کے سبھی اندر آ جاتے تب حضرت کچھ نصائح عالیہ فرماتے اپنے بچپن کے واقعات سناتے اللہ کا شکر ادا کرتے کہ ہم اس لائق کہاں تھے یہ تو اللہ کریم کا فضل ہے کہ اس نے یہاں لا کر بٹھا دیا یا فرماتے ''کام میں لگا لیا'' واقعات اکابر سناتے کوئی سوال کرتا تو اس کا برجستہ جواب عنایت فرماتے۔ اور حوالہ بھی دیتے اور ایک نہیں کئی کئی حوالہ دیتے چلے جاتے ایسا لگتا کہ شاید ابھی مطالعہ کر کے آئے ہیں حالانکہ برسوں پہلے دیکھی ہوئی بات ہوتی۔

عام ملاقات کا دن

جمعہ کے دن حضرت شیخ عام ملاقات فرماتے اور جو بھی آنا چاہتا اسے آنے کی اجازت ہوتی دوسرے دنوں میں تو حضرت ہمہ وقت مطالعہ میں مشغول رہتے ملاقات کم ہی ہوتی بلکہ بسا اوقات ڈانٹ بھی پڑ جاتی اس لئے کبھی دارالعلوم دیوبند کے بڑے اساتذہ آ رہے ہیں تو کبھی مظاہر علوم کے دیوبند سے حضرت جناب مولانا قاری

شفیق الرحمٰن صاحب (جو بہت ہی عمدہ قاری ہیں اور ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے دیرینہ رفیق ہیں آتے تو حضرت بعض کتابوں کی جلدان کے واسطہ سے بندھواتے بڑے مخلص آدمی ہیں دارالعلوم زکریا سے حضرت مولانا مفتی شریف خاں صاحب اور مولانا محمد نورعالم صاحب (غالبًا) بکثرت حاضر ہوتے اور آخر میں ہمارے بھائی مفتی محمد اخلد صاحب بھی (جو فرزند ہیں محترم جناب قاری محمد جمشید صاحب صدر القراء دارالعلوم دیوبند کے) اور جامعہ ناشر العلوم پانڈولی سے محسن وکرم فرماں حضرت الحاج مولانا حسین احمد صاحب (خلیفہ حضرت اقدس مفتی محمود صاحب) اور بعض ہمارے رفقاء بھی جیسے مولانا عبد القیوم صاحب، مولانا عبدالرحیم صاحب وغیرہ مدرس جامعہ ناشر العلوم پانڈولی اور رائے پور سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طاہر صاحب حضرت مولانا محمد ریاض (جو دونوں حضرت کے مجاز بھی ہیں) اور نہ جانے کتنے حضرات ذمہ داران، مدرسین و منتظمین جن کے ناموں سے احقر واقف نہیں ہے اور عوام الناس بھی اور کچھ نہ کچھ حضرت کیلئے گھر سے بنوا کر لاتے غرض یہ کہ اہل تعلق میں سے خصوصاً اور غیر اہل تعلق سے عموماً کوئی نہ کوئی آتا رہتا۔

جمعہ کی نماز کی تیاری

ملاقات کرتے کرتے قریب ۱۰ ربج جاتے تو حضرت فرماتے، قینچی لاؤ، ناخن کٹر لاؤ، پھر حضرت اپنی مونچھوں کا حلق کرتے اور ناخن تراشتے اور ڈاڑھی کے بال جو ایک مشت سے زائد بڑھتے ان کو صحیح کرتے اور فرماتے کہ "اگر نبی کی سنتیں نہ ہوتیں تو انسان کا حلیہ بگڑ جاتا اور ہیئت خراب ہو جاتی شکل بگڑ جاتی"

تھوڑا آرام

قریب آدھا گھنٹہ پھر آپ آرام فرماتے اور لوگوں کو فرماتے بھائی جاؤ اب ہم

تھوڑا آرام کریں گے پھر اللہ نے چاہا تو غسل کرکے کپڑے پہنیں گے دروازہ بند کرا دیتے خادم اتنے میں حمام وغیرہ صاف کرلیتا کپڑے وغیرہ تیار کرلیتا۔

غسل جمعہ

قریب گیارہ یا سوا گیارہ بجے تک آپ غسل خانہ میں غسل کرنے کیلئے اندر داخل ہوجاتے ادھر خادم حضرت کی چادر بدل دیتا بستر صحیح کرتا اور تکیوں کے کور وغیرہ سب بدل ڈالتا حضرت غسل کرکے باہر آجاتے اور سر وغیرہ اچھی طرح صاف کراتے اور بدن خشک کراتے۔

نیا لباس

پھر آپ دوسرے کپڑے بدلتے نیا لباس ہوتا تو وہ ورنہ دھلا ہوا لباس زیب تن فرماتے ڈاڑھی میں کنگھا کرتے اور سر میں بغیر مانگ نکالے اوپر کی طرف کنگھی کرکے خوشبو لگاتے اور گھڑی دائیں ہاتھ میں پہن کر قریب بارہ یا سوا بارہ بجے تک مسجد کیلئے روانہ ہوجاتے اور وہاں پہنچ کر آپ خطبہ تک نوافل میں مشغول رہتے۔

جلد مسجد جانا

چونکہ حدیث میں جمعہ کی نماز کیلئے جلد سے جلد مسجد جانے کی ترغیب ہے کہ اس میں بڑا ثواب ہے جیسا کہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے جمعہ کی نماز کیلئے سب سے پہلے جانیوالے کو اللہ کی راہ میں ایک اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے، پھر گائے کے برابر، پھر بکری کے برابر، پھر مرغی کے برابر، پھر انڈے کے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے پھر درجہ بدرجہ (مشکوٰۃ ۱/۱۲۲)

اسلئے حضرت شیخ بہت جلد مسجد چلے جاتے ایک مرتبہ طبیعت بہت خراب ہورہی

تھی غسل بھی نہیں کیا گیا البتہ کپڑے بدلے تھے مسجد جانے میں قدرے دیر ہوگئی اور جمعہ کی پہلی اذان کی آواز جو آدھا گھنٹہ پہلے ہوتی ہے آگئی تو فرمایا "جا، آصف آج تو سب کچھ ہی چلا گیا" گویا پہلی اذان سے بھی پہلے مسجد میں جانے کو ضروری سمجھتے تھے اور ہم تو دوسری اذان کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہائے افسوس! کس قدر فرق ہے اللہ توفیق عطا فرمائے اول وقت مسجد جانے کی (آمین)

پیر صاحب سے ملاقات

جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد حجۃ الخلف بقیۃ السلف، حضرت اقدس الحاج مولانا محمد طلحہ صاحب سے مسجد ہی میں ملاقات کرتے اور دونوں حضرات آپس میں کچھ بے تکلف بھی بات فرمالیتے جسکا کچھ مزہ سامعین بھی محسوس کرتے۔

عجیب سماں

جب حضرت شیخ یونس صاحب اور پیر صاحب آپس میں ایک دوسرے کی خیر خیریت اور حالات پوچھتے تو عجیب سماں ہوتا دیکھنے اور سننے والوں کو بڑا لطف آتا اور ساتھ ہی بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ اہم اور بزرگ ترین دو شخصیتوں کی ایک ساتھ زیارت ہوتی رہتی جسکا اندازہ موجودین ہی لگا سکتے تھے پھر حضرت شیخ جب رخصت ہوتے تو فرماتے "اچھا بھائی طلحہ السلام علیکم بھابھی سے سلام کہنا"

نکاح کی محفل

بہت سے حضرات برکت کے طور پر حضرت شیخ العلام سے نکاح بھی پڑھواتے تو آپ جمعہ کی نماز کے بعد نکاح بھی پڑھادیتے دوسرے دنوں میں تو حجرہ ہی میں نکاح پڑھاتے ایک مرتبہ یاد ہے کہ حکیم خاندان کے کسی آدمی کا نکاح تھا یہ خاندان چونکہ

معزز خاندان ہے اور حضرت شیخ الحدیث کا خاندان ہے اس نسبت سے آپ حجرہ سے نیچے مسجد میں غیر جمعہ میں نکاح پڑھانے کیلئے تشریف لائے اور نکاح پڑھا کر واپس حجرہ میں آگئے ورنہ جمعہ کے دن تو مسجد ہی میں نکاح پڑھاتے دیگر ایام میں تو اعذار کی بنا پر کمرہ میں ہی نکاح پڑھاتے۔

احقر کا نکاح

احقر کا نکاح بھی حضرت ہی نے پڑھایا اور جمعہ کی نماز کے بعد سنن ونوافل سے فراغت پر فرمایا آصف کہاں ہے؟ بلاؤ احقر تو حاضر خدمت ہو گیا مگر بعض ساتھی اِدھر اُدھر بیٹھے ہوئے تھے گاؤں کے آدمی تھے حضرت کے مزاج سے ناآشنا تھے اسلئے حضرت کو کچھ انتظار بھی کرنا پڑا سب گھبرا رہے تھے کہ حضرت شیخ اٹھ کر حجرہ میں نہ چل پڑیں مگر ازراہِ شفقت آپ نے خلاف عادت انتظار فرمایا اسی دن حضرت شیخ الحدیث قطب عالم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کی صاحبزادی صفیہ مرحومہ جو حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر المدرسین کے نکاح میں تھیں ان کے انتقال کی خبر تھی اس وجہ سے ڈر سا لگ رہا تھا کہ حضرت نکاح پڑھانے سے انکار نہ فرما دیں مگر حضرت نے فرمایا: ’’آؤ‘‘ دنیا میں خوشی اور غم ساتھ ساتھ ہیں اور پھر نکاح پڑھایا۔ (یہ واقعہ یوم جمعہ ۲۷/ اپریل ۲۰۱۲ء میں پیش آیا)

اندازِ نکاح

اولاً حضرت شیخ العلام نے معلوم کیا کہ گواہ، وکیل سب آگئے‘‘ بتلایا گیا جی سب آگئے پھر آپ نے خطبہ نکاح پڑھا بعدہ آپ نے چار حدیثیں پڑھیں (۱) عن **عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول للہ صلی اللہ**

علیہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاءٌ (متفق علیہ) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلعم تنکح المرء ة لاربع لما لھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفرت بذات الدین تربت یداک۔ (متفق علیہ)

(۳) وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (رواہ ابوداؤد) مشکوٰۃ ۱/ ۲۶۷)

(۴) اور سب سے پہلے النکاح من سنتی مشہور حدیث تلاوت فرمائی بعدہٗ بعد والیں پھر آپ نے مختصر اور جامع الفاظ میں نکاح کے مقاصد بیان فرمائے۔

نکاح کے تین مقاصد

فرمایا کہ ان احادیث میں نکاح کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے نکاح کے تین مقاصد ہیں (۱) اتباعِ سنت (۲) تکثیرِ امت (۳) حصولِ عفت انہی مقاصد کے لئے نکاح کیا جاتا ہے لہٰذا تم بھی یہی نیت کرو" پھر مہر کی طرف توجہ دلائی"۔

زیادتی مہر کی نفی

فرمایا کہ مہر زیادہ مت باندھو، اور استشہاد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان پیش کیا کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مہر کوئی فخر کی چیز نہیں اسے زیادہ مت باندھو اگر مہر فخر کی چیز ہوتی تو ازواج مطہرات کا اتنا معمولی سا مہر نہ باندھا جاتا اور حضور علیہ السلام اتنے معمولی مہر پر نکاح نہ فرماتے پھر فرمایا کہ میں دس ہزار مہر پر نکاح پڑھاتا ہوں میں نے عرض کیا جی ٹھیک ہے پھر آپ نے ایجاب وقبول کرایا اور بعد میں پرسوز

دعا فرمائی جس سے سامعین پر بھی گریہ طاری ہو گیا تھا۔

ملاقات و بیعت

نکاح وغیرہ سے فراغت پر آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے آتے حضرت کے کمرہ میں آتے ہی بہت اژدہام ہو جاتا، ملاقات فرماتے اور کسی کو بیعت کرنا ہوتا تو بیعت فرما لیتے ورنہ حجرہ میں آنے کے بعد اپنی گھڑی اور پائجامہ اتروا کر آرام سے بیٹھ کر فرماتے مہمانوں کو کھانا کھلاؤ ''جو یہاں کے مہمان ہیں ان کو کھانا کھلاؤ اور مجھے بھی'' چلو بھائی، بس آپ اتنا ہی فرماتے باقی کام خادم کر دیتا کبھی دروازہ بھی بند کرنے کا حکم فرما دیتے۔

کھانا

مہمانوں سے ملاقات فرما کر حکم دیتے دسترخوان بچھاؤ اور مہمانوں کو باہر بٹھاؤ کھانا کھلاؤ جو بھی یہاں کا مہمان ہے اس کو کھانا کھلاؤ اور فرماتے کہ میں ہر ایک کو کھانا نہیں کھلاتا جو میرا مہمان ہوتا ہے اسی کو کھانا کھلاتا ہوں اور انہیں کیلئے کھانا آتا ہے اسلئے بھی میں کھانا کھلانے میں احتیاط کرتا ہوں۔

مہمان کی تعریف

فرماتے کہ ہر کوئی مہمان تھوڑا ہی ہوتا ہے اور وہ تو ایک بچہ نے کہا تھا کہ یہاں کوئی ہوٹل تھوڑا ہی کھلا ہوا ہے کہ ہر ایک کو کھانا کھلایا جائے بلکہ آپ مہمان کی تعریف فرماتے کہ مہمان وہ ہے جو تیری ہی ملاقات کے لئے آیا ہو مَنْ جَاءَ لِزِیَارَتِکَ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کر دی کہ وہ ہے مہمان جو تیری زیارت کے لئے آیا اور تیرے ہی قصد و ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہو ٹورسٹ لوگوں کو اور ادھر ادھر گھومنے والے لوگوں کو میں کھانا نہیں کھلاتا اس لئے کہ وہ اس تعریف کے اعتبار سے مہمان بھی

نہیں ہیں پھر جو کھانا حضرت مولانا ریاض صاحب استاذ حدیث فیض ہدایت رحیمی رائے پور کے یہاں سے آیا ہوا ہوتا اس میں سے کچھ تناول فرماتے اور مہمانوں کو کھلواتے جمعہ کو ہمیشہ مولانا ریاض صاحب کے یہاں سے ہی کھانا آتا تھا دیگر کوئی آدمی لاتا تو وہ الگ بات ہوتی ورنہ اصلاً انہی کے یہاں متعین تھا۔

قیلولہ

حدیث پاک میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کنا نقیل ونتغدی بعد الجمعة کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غدا (کھانا) اور قیلولہ جمعہ کی نماز کے بعد کرتے تھے (الدر المنضود ۲/۴۲۶)

اسی وجہ سے اتباع سنت کے پیش نظر حضرت شیخ العلام کھانا بھی جمعہ کے بعد تناول فرماتے اور پھر قیلولہ فرماتے۔

دونوں صورتوں پر عمل

قیلولہ چونکہ زوال سے پہلے آرام کرنے کو کہتے ہیں اور حدیث پاک میں بعد الجمعہ کی صراحت ہے اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت شیخ دونوں صورتوں پر عمل کرنے کیلئے زوال سے پہلے بھی کچھ آرام اور قیلولہ کرتے اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی قیلولہ فرمالیتے تاکہ قیلولہ بھی ہو جائے اور عمل بالحدیث بھی ہو جائے ”آم کے آم گٹھلیوں کے دام“

درود شریف کا اہتمام

پھر آپ اول وقت عصر کی نماز ادا فرما کر مغرب تک درود شریف پڑھتے رہتے اور معمول کے مطابق مجلس میں جو لوگ حاضر ہوتے ان کو بھی خاص طور سے جمعہ کے دن عصر کے بعد درود پڑھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ”درود شریف پڑھو بھائی“

نمازِ مغرب کی تیاری

مغرب کی اذان سے تقریباً بیس منٹ پہلے مجلس برخواست ہو جاتی اور فرماتے "جاؤ بھائی نماز کی تیاری کرو" کسی کو کوئی بات کہنی ہوتی تو وہ کہہ دیتا کوئی دعا کی درخواست کرتا تو فرماتے "ضرور بھائی" اور کبھی فرماتے کہ "ہم تو یہی کر سکتے ہیں" یعنی دعا ہی کر سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں یا فرماتے "میں تو اسی کام کا ہوں" اندازہ کیجئے کہ حضرت کے ان جملوں سے کتنی تواضع ٹپکتی ہے اور پھر خود بھی وضو وغیرہ فرماتے اور تقریباً ۵ رمنٹ پہلے مصلے پر قبلہ رُو بیٹھ کر شام کے اذکار پورے فرماتے دعائیں نبوی پڑھتے حتی کہ مغرب کی اذان ہو جاتی پھر نماز مغرب ادا فرماتے بعدہٗ اوابین کی نفلیں پڑھتے۔

مطالعہ

نوافل اوابین سے فارغ ہو کر مطالعہ میں لگ جاتے اور مطالعہ میں اس قدر استغراق رہتا کہ اندر آنے جانے والے کا بھی علم نہ ہوتا کوئی بات معلوم کرنی ہوتی تو احقر کو کافی دیر تک کھڑا رہنا پڑھتا، کوئی ضرورت پڑتی تو احقر کو بھی جواب عنایت فرما دیتے ورنہ احقر انتظار میں رہتا مطالعہ کرتے ہوئے کبھی آپ کو نیند نہیں آتی بلکہ خود دیکھا ہے کہ اگر آپ مطالعہ میں لگ گئے تو نیند کافور ہو جاتی اس قدر بیدار دلی کے ساتھ مطالعہ و کتب بینی کرتے عشاء کی نماز تک کتب حدیث کا گہرائی و گیرائی کے ساتھ بغور مطالعہ فرماتے رہتے۔

عِشاء و عَشاء

پھر اول وقت عشاء کی نماز ادا کر کے عَشاء (شام کا کھانا) تناول فرماتے اور کبھی کبھی عشاء میں فرماتے کہ آج صاحبین کے قول پر ہی عمل کر لو، طبیعت میں کچھ تقاضا ہو رہا ہے یا طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور کبھی مزاحاً احقر سے فرماتے کہ "تو کٹر حنفی ہے" آج صاحبین کے

قول کے مطابق ہی نماز پڑھادے اگر چہ امام صاحب کے اعتبار سے ابھی وقت نہیں ہوا۔

تیمارداری

چونکہ آپ ہمیشہ بیمار رہتے تھے اس لئے کھانے سے فراغت پر دوائی صفوف وغیرہ استعمال فرماتے، روغن بادام اور قبض کی وجہ سے امرود کا زیادہ تر استعمال فرماتے اور بھی بعض دوائیں جو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی شیخ الحدیث جامعہ فلاح دارین ترکیسر گجرات، بابو بھائی، یا جناب قاری محمد ایوب صاحب سہارنپوری یا دیگر کوئی اہل تعلق کسی مرض کے لئے مفید تجویز کر کے بھیجتے اسے کھالیتے۔

جلدی سونے کی فکر

حدیث پاک میں چونکہ جلد سونے کی ترغیب دی گئی ہے اس لئے آپ جلد ہی سونے کی فکر کرتے ہاں اگر مہمان ہوتے تو ان سے کچھ دیر باتیں فرماتے اور پھر خراٹیں سے لینے لگتے حضرت کو سوتا ہوا سمجھ کر سب باہر آجاتے بعض کوئی خاص ہی تعلق والا ہوتا جس میں حضرت کو آرام پہنچانے کا جذبہ ہوتا یا حضرت کو کسی کی نگرانی شب مقصود ہوتی تو اسے اندر حضرت کے حجرہ میں آرام کرنیکی اجازت ہوتی ورنہ صرف ایک یا دو خادم اندر آرام کرتے احقر تو حضرت کے قدموں میں دروازہ سے متصل لیٹتا تھا تاکہ حضرت کو رات میں آواز لگانے میں دقت نہ ہو۔

رات میں بار بار اُٹھنا

حضرت کو چونکہ رات میں کئی مرتبہ پیشاب کرنیکی ضرورت ہوتی اور آپ اکیلئے پیشاب کرنے کیلئے جا نہیں سکتے تھے اسلئے خادم کو ہلکے سے آواز دیتے احقر کو بھی پکارتے ”آصف“ یا فرماتے ”پیشاب کراؤ“ یا فرماتے ”بچو“ گلو گیر آواز میں مگر حضرت

کی آواز میں ایسی تاثیر تھی کہ مجھ جیسے کثیر النوم کی بھی فوراً آنکھ کھل جاتی پھر حضرت کو پیشاب کراتا اور تھوڑی دیر اور کبھی دیر تک پنکھا کرتا رہتا کبھی حضرت ہلکی سی نیند لیکر آدھے ایک گھنٹے میں دوبارہ اُٹھ جاتے اور احقر کو پنکھا کرتے دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور فرماتے جا بس آرام کرلے۔

منت کشی

حضرت شیخ العلام رات میں اس بار بار اٹھنے کا اور کچھ ہلکی پھلکی سی خدمت کا بڑا احسان مانتے اور صبح کو سبق میں تذکرہ فرماتے کہ "ہمارا آصف" رات میں کئی بار اُٹھتا ہے مجھے ان جملوں پر بڑا رشک آتا اور دل بہت خوش ہوتا اور کبھی فرماتے کہ "بیچارہ دن بھر کام کرتا ہے اور رات میں جاگتا ہے اسلئے تھک جاتا ہے" مگر حضرت کی توجہ خاص کی برکت تھی کہ مجھے کبھی تھکان نہیں ہوتا اور نا ہی الحمدللہ سبق میں نیند آتی بلکہ ہر گھنٹہ بیدار مغزی کے ساتھ پڑھتا اور ہر ایک گھنٹہ میں عبارت پڑھنے کی اور برکت حدیث حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

معمولات یومیہ

حضرت شیخ العلام صبح میں آخر عمر میں جب احقر حضرت کے پاس رہتا تھا ان دنوں میں رات میں کسی وقت بھی تہجد کے نوافل پڑھ کر سوئے رہتے صبح میں اذان فجر کے بعد بیدار ہوجاتے دعائیں پڑھتے پھر حمام جاتے ضرورت سے فارغ ہوکر وضوء کرکے باہر تشریف لاتے پھر کپڑے یعنی قمیص رومال وغیرہ پہنتے اور مصلیٰ پر دو رکعت سنت ادا کرتے احقر بھی سنت پڑھ لیتا پھر مہمان ہوتے تو وہ بھی حاضر ہوکر حضرت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرتے نہیں تو کسی طالب علم کو بلاتا تاکہ جماعت بن جائے پھر فجر کی نماز ادا کرلیتے۔

مجلس ذکر

حسب معمول فجر کی نماز کے بعد مجلس ذکر لگتی اور ذکر جہری وسری چلتا رہتا حضرت ان دنوں میں ذکر سری فرماتے رہتے بالآخر اشراق کی نماز ادا فرما کر حضرت ہلکا پھلکا ناشتہ کرتے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔

سبق کی تیاری

ناشتہ سے فراغت پر آپ مطالعہ میں لگ جاتے اور کسی سے گفتگو وغیرہ ہرگز نہ فرماتے بلکہ پوری لگن سے جم کر مطالعہ کرتے اور ایک عظیم مواد جمع کر کے مطالعہ بند فرماتے اور چوتھے گھنٹہ کا انتظار کرنے لگتے۔

سبق میں جانے کی تیاری

حضرت اساتذہ مظاہر علوم جدید کو آپ کے گھنٹہ کا وقت معلوم تھا اسلئے اس وقت سے کچھ پہلے حاضر خدمت ہوتے اور حضرت سے کچھ باتیں کرتے اور حضرت کو جبہ، عطر، گھڑی وغیرہ جو سبق میں حضرت پہن کر جاتے ان چیزوں کو پہنا دیتے اور حضرت کو سبق کیلئے پوری طرح تیار فرما دیتے خاص طور سے اس وقت میں حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب اور مفتی انیس صاحب، مفتی محمد رضوان صاحب سابق استاذ مظاہر علوم، مولانا عبد العظیم صاحب، اور مولانا محمد احمد صاحب بہٹ والے موجود ہوتے اور کبھی کبھی بعض دوسرے حضرات میں سے بھی کوئی استاذ ہوتے اب گھنٹہ لگتے ہی حضرت کی وہیل چیئر چالو ہو جاتی اتنے میں نیچے سے طلبہ دورہ پہنچ جاتے اور حضرت کو نیچے درس میں لے آتے۔

علم کی بارش

درس میں آتے ہی علم کی بارش ہونے لگتی بہت ہی آسان اور سہل انداز میں بالترتیب کلام فرماتے اقوال اکابر عسقلانی، عینی، قسطلانی، کرمانی، بیہقی وغیرہ نہ جانے کتنے علماء کے اقوال بیان کرتے اور آخر میں وجہ ترجیح بیان کرتے ہوئے اپنی رائے بھی مدلل ارشاد فرماتے۔

فتح الباری اور حافظ ابن حجر سے تعلق

حافظ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح بخاری کا بار بار حوالہ دیتے کیونکہ آپ نے سو مرتبہ عمدۃ القاری اور پوری فتح الباری کا مطالعہ فرمایا، اور بہت سے مقامات پر حاشیہ بھی لکھا جو احقر نے ازخود دیکھا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن بطال، علامہ کرمانی، علامہ عینی وغیرہ کا ذکر بڑے احترام وعقیدت سے کرتے اور کبھی تو بے تکلفی میں فرماتے کہ ہمارے چچا نے فرمایا پھر خود ہی سوال قائم کرتے کہ چچا کون؟ حافظ ابن حجر، ابن تیمیہ، گویا علم کے اعتبار سے اس حد تک تعلق ہو گیا تھا جیسے نسبی چچا سے تعلق ہوتا ہے۔

اور فتح الباری کے تعلق سے ایک موقع پر فرمایا جب حدیث شریف آئی **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ** (کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے یعنی اب ہجرت کی فرضیت اور اس کا وجوب منسوخ ہو چکا ہے حدیث پاک کا مطلب تو یہی ہے) حضرت شیخ العلام نے پھر فرمایا کہ **لاهجرة بعد الفتح** کا میں ایک معنی بیان کرتا ہوں کہ **لاهجرة بعد الفتح** کہ فتح الباری کے بعد کسی اور شرح کی طرف رجوع اور ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس سے فتح الباری کی جامعیت ومانعیت کی طرف اشارہ فرماتے مگر اس کے باوجود

ایک مرتبہ بہت ہی انشراح اور تسلی بھرے لہجہ میں فرمایا کہ بڑے میاں حافظ ابن حجر سے فتح الباری میں چند مقامات پر زہول ہوا ہے غالباً یہی وہ مقامات تھے جہاں حضرت شیخ العلام نے اپنی فتح الباری پر حاشیہ لگا رکھا تھا ایک مرتبہ ان مقامات کی شرح کرنیکا ارادہ کیا اور کام شروع کیا کچھ ہی کام ہوا تھا کہ بڑے میاں اور چچا حافظ ابن حجر عسقلانی خواب میں آگئے اور فرمانے لگے "کیا کررہے ہو؟" بس اسی روز سے کام بند کردیا اس سے حضرت کی شخصیت علمی تفوق و برتری اور قوت اجتہاد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور حافظ ابن حجر اور ان کی معرکۃ الآراء کتاب "فتح الباری شرح بخاری" سے تعلق کا کہ کتاب کے اوہام یا مصنف کے زہول کی نشان دہی وہی کرسکتا ہے جسے کتاب اور صاحب کتاب سے گہرا تعلق ہو۔

کھانا، قیلولہ

سبق سے تشریف لاکر آپ کھانا کھاتے پھر دوائی وغیرہ لیکر کے قیلولہ و آرام فرماتے۔

نماز ظہر کے بعد

قیلولہ کی سنت زندہ کرنے کے بعد ظہر کے وقت بیدار ہوکر نماز ظہر ادا کرکے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔

پرکیف منظر

جب حضرت شیخ العلام قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو قدرے آواز سے تلاوت فرماتے جس سے فضاء حجرہ معطر و پرکیف ہوجاتی، آپ حافظ تو تھے نہیں مگر تجوید اور صحت لفظی کے ساتھ قدرے آواز سے روانگی کے ساتھ تلاوت فرماتے پھر آدھا کپ چائے نوش فرماکر مطالعہ اور شام کے سبق کی تیاری میں لگ جاتے دوسرے گھنٹہ سے تقریباً پندرہ منٹ پہلے سبق میں جانیکی تیاری فرمانے لگتے گھنٹہ لگتے ہی سبق کیلیئے حجرہ سے

نکلنے کی فکر کرتے تاکہ طلبہ کی حق تلفی نہ ہوئے عصر کی اذان کے بعد تک پڑھاتے پھر سبق پورا کرتے ہی حجرہ میں آکر عصر کی نماز ادا فرماتے۔

قصہ دلچسپ

عصر کی نماز ہی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ احقر حضرت کو نماز پڑھا رہا تھا کہ آپ نے قرأت خلف الامام شروع کردی اور سورہ ضحیٰ پڑھنے لگے احقر کو بھی آواز آگئی تو احقر نے مختصر سی سورة پڑھ کر رکوع کردیا حالانکہ حضرت نے پوری کیا آدھی بھی نہیں پڑھتی تھی حضرت کو بھی متابعت امام کی وجہ سے ختم سورة سے پہلے ہی رکوع کرنا پڑا۔

مجلس ذکر

نماز عصر کے بعد حضرت اور اہل مجلس اپنی اپنی تسبیحات پوری کرتے حضرت شیخ پھر کچھ نصیحتیں فرماتے جو اہل مجلس میں سے کسی نہ کسی کے دل کی بات ہوتی اور کبھی عصر کے بعد بھی کسی مسئلہ کی تحقیق وتفتیش کے لئے کتابوں کی چھان بین کرتے رہتے اور کتابیں تلاش کراتے رہتے جب تک مسئلہ بالکل واضح نہ ہو جاتا آپ کی طبیعت کو چین نہ آتا برابر کام میں لگے رہتے ملاقات وغیرہ بھی روانہ فرماتے۔

اساتذہ دارالعلوم کی آمد

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ عصر کے بعد بھی کسی مسئلہ کی تحقیق میں لگے ہوئے کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر سے کتابیں طلب کر رہے تھے کہ اچانک بحرالعلوم حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی (دونوں بڑی ہستیاں ہیں دارالعلوم دیوبند بلکہ عالم اسلام کی) دونوں حضرات تشریف لائے حضرت بدستور مسئلہ کی تفتیش کرتے رہے قریب پانچ منٹ کے بعد حضرت شیخ العلام اہل مجلس کی

طرف متوجہ ہوئے اور برجستہ فرمایا کہ ”یہ دونوں حضرات یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے مصافحہ اور ملاقات بھی نہیں کی جائے گی۔ ہم تو بیمار اور معذور ہیں ان سے کہہ دو کہ میں جو کام کر رہا ہوں وہ مصافحہ سے اہم ہے“ یہ حضرات چپکے سے خاموش بیٹھے رہے اس لئے کہ آپ کو بھی بڑا مانتے تھے پھر حضرت احقر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”آصف! یہ مہمان ہیں ان کو چھوٹے کمرہ میں لے جاکر ناشتہ کراؤ“ احقر نے حکم کی تعمیل میں ناشتہ کرایا پھر یہ دونوں حضرات اندر آگئے ادھر مجلس بھی ختم ہوگئی پھر حضرت نے مصلے پر رو بقبلہ بیٹھے بیٹھے کافی بات چیت کی، بعض باتیں احقر نے بھی سنیں مثلاً حضرت نے مولانا عبدالخالق مدراسی سے دریافت کیا کہ تم نے شادی کیوں نہیں کی؟ ادھر سے انہوں نے بھی یہی دریافت کرلیا کہ حضرت آپ نے کیوں نہیں کی؟

حضرت شیخ العلام کے شادی نہ کرنے کی وجہ

فرمایا کہ میں تو بہت بیمار رہتا تھا اس لئے شادی کی ہمت نہیں ہوئی مگر تم تو ماشاء اللہ صحت مند تھے تم نے کیوں شادی نہیں کی؟ اس پر حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی نے اپنے بارے میں کیا جواب دیا احقر کو معلوم نہیں ہو سکا آواز بھی نہیں آئی اذان مغرب تک باتیں ہوتی رہیں بعد نماز مغرب یہ حضرات چلے گئے۔ اس مجلس میں تو شادی نہ کرنے کے تعلق سے اتنا ہی سنا دوسری کسی مجلس میں قدرے تفصیل سے سنا کہ میں تو انتہائی بیمار رہتا تھا اور یہ سوچتا تھا کہ اب مرجاؤں گا تب مرجاؤں گا بھائی طلحہ (یعنی پیر صاحب صاحبزادہ حضرت شیخ زکریا) نے بہت کوشش بھی کی شادی کرانے کی مگر میری طبیعت تیار ہی نہیں ہوئی حتی کہ میں نے کتابوں سے اور بخاری شریف سے شادی کرلی اور ہوا بھی ایسا ہی کہ ہمہ وقت کتابوں میں ہی لگے رہتے تھے۔

اور خود نوشت تحریر میں فرمایا ''امراض کے تسلسل کی وجہ سے شادی کی ہمت ہی نہ ہوئی اور اب بڑھاپا شروع ہو چکا حدود خمسین کے آخری سالوں میں چل رہا ہے اب اپنی بیماری کی وجہ سے ضرورت محسوس ہوتی ہے مگر ہوتا کیا ہے وقت گزر گیا۔

نماز مغرب کے بعد

مہمان ہوتے تو کچھ دیر گفتگو فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے بچو جاؤ اب ہم مطالعہ کریں گے ادھر خادم کھانا تیار کرتا عشاء کا وقت آجاتا نماز عشاء پڑھ کر کھانا، دوائی اور کچھ دیر گفتگو فرماتے طلبہ وخادم کو کچھ دیر پاؤں وغیرہ دبانے کا موقع مل جاتا پھر آپ سو جاتے یہی آپ کے معمولات رہتے۔

بڑوں کی بڑی باتیں

ایک روز مغرب بعد کی بات ہے کہ نواسۂ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب امین عام جامعہ مظاہر علوم اوپر تشریف لائے احقر رسوئی اور مطبخ میں تھا باہر جیسے ہی کسی حاجت کیلئے نکلا تو دیکھا کہ امین عام ہیں مجھے دیکھ کر فرمایا ''کہ حضرت سے کہہ دو محمد شاہد آیا ہے'' احقر نے اندر جا کر حضرت شیخ العلام سے جا کر بتایا کہ مولانا شاہد صاحب' آئے ہیں، شیخ صاحب نے فرمایا ''تم باہر چلے جاؤ انہیں اندر بھیج دو'' حکم کی تعمیل میں ایسا ہی کیا، پھر امین عام بسم اللہ پڑھ کر جیسے مسجد میں داخل ہوتے ہیں ایسے ہی اندر تشریف لے گئے اور کچھ مخصوص باتیں کیں، واپسی کے وقت غالباً حضرت شیخ نے ہدیہ میں کچھ کھجوریں بھی پیش کی تھیں، یہ تھی بڑوں کی بڑی باتیں کہ داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کی حالانکہ آپ بلا اجازت بھی اندر داخل ہو سکتے تھے کیونکہ آپ کے پاس بہت بڑی نسبت ہے جس کا شیخ بھی خیال فرماتے تھے، ساتھ ہی بسم اللہ

پڑھ کر سلام کرتے ہوئے داخل ہونا پھر حضرت کا احقر کو باہر بھیجنا سب ہی اہم اور بڑی باتیں تھیں۔

ایک مرتبہ بندہ ملاقات کے لئے گیا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا مولوی شاہد تم نے اپنے ذمہ سو سو کام لے رکھے ہیں لیکن مولوی صالح کو پڑھائی کے علاوہ کوئی اور کام مت سونپنا۔

بیعت کی طرف التفات

جب احقر کو حضرت کے یہاں کئی روز ہوگئے تو حضرت شیخ العلام نے دریافت فرمایا ارے تو کسی سے بیعت ہے؟ احقر نے نفی میں جواب دیا، فرمایا بیعت ہو جاؤ، میں نے عرض کیا جی ٹھیک ہے اگلے روز میں نے بیعت ہونے کی درخواست کی فرمایا مغرب کے ٹائم ہونا، مغرب کے وقت احقر حاضر ہوا تو توجہ نہیں دی، اگلے روز پھر مغرب کے بعد مصلےٰ پر بیٹھے ہوئے فرمایا "آؤ" اور میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ پکڑ کر فرمایا جو میں کہوں وہ کہتے رہو، میں نے بھی دوسرا ہاتھ حضرت کے دائیں ہاتھ پر رکھ لیا پھر حضرت نے کرم فرمایا، ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنا احقر کی خصوصیت رہی اس کے بعد بھی بہت سے لوگوں کو بیعت کرتے دیکھا وسنا مگر کسی کے ہاتھ میں اپنا دستِ مبارک نہیں دیا بلکہ اتنا ہی فرماتے جو میں کہوں وہ کہتے رہو"

طریقۂ بیعت

فرمایا کہو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے بندہ اور رسول ہیں، ایمان لایا میں اللہ پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اچھی بری تقدیر پر بھلا

ہو یا برا سب اللہ کی طرف سے ہے اور توبہ کی میں نے کفر سے، شرک سے، غیبت سے، بہتان سے، جھوٹ بولنے سے، نماز چھوڑنے سے اور ہر گناہ سے چھوٹا ہو یا بڑا اور عہد کیا میں نے کوئی گناہ نہیں کروں گا یا اللہ میری توبہ قبول فرما، مجھے اپنے سچے بندوں میں شامل فرمایا اور مجھے توفیق عطا فرما، اپنی رضامندی کی اور اپنے رسول کی تابعداری کی، بیعت کی میں نے یونس کے ہاتھ پر اس کے مشائخ سے دعا کرو" اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں سلسلہ کی برکات سے مالامال فرمائے اور اپنے اپنے وقت پر خاتمہ بالخیر عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

معمولات

دیکھو بیعت میں جو عہد کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں ساتھ ہی یہ کام شروع کردیتے ہیں (۱) ایک پارہ روز حافظ ہو تو نفلوں میں، ناظرہ ہو تو دیکھ کر (۲) پہلا کلمہ سو بار، بیچ بیچ میں ۱۰/۱۵/ مرتبہ کے بعد پورا کلمہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) استغفار کوئی سا بھی ہو ۱۰۰/۱۰۰۰/ بار مثلاً رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین (۳) درود شریف ۱۰۰/ بار کوئی سا بھی ہو مثلاً اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیماً (۴) تیسرا کلمہ سو بار سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الا اللہ واللہ اکبر یہی چار تسبیح صبح کو پڑھیں اور یہی شام کو (۵) نوافل (تہجد، اشراق، چاشت، اوابین) کا اہتمام ایک ایک کی عادت ڈالیں سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔

مریدین کی اصلاح

حضرت شیخ العلام مریدین کی اصلاح وتربیت کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے ہر عمل

پر کڑی نگاہ رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ رات میں تقریباً ڈھائی، تین بجے کی بات ہے کہ آپ نے فرمایا ”آصف پانی پلاؤ“ گرمی کا زمانہ تھا بتی بھی گل تھی اور حضرت برآمدہ میں اپنے پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے احقر جیسے ہی پانی کا گلاس لیکر اندر جالی کے دروازے میں گھسنے لگا تو سنت کے مطابق چپل تو بائیں پاؤں سے ہی نکالا مگر وہی اندر رکھ دیا حضرت حالانکہ بیٹھے ہوئے اونگھ رہے تھے اور جھپکی لے رہے تھے مگر جیسے ہی حضرت کے قریب پہنچا تو فرمایا ”اتنا بھی نہیں سیکھا کہ اندر کونسا پاؤں پہلے داخل کرنا چاہئے تھا؟“ ہر عمل پر اتنی کڑی نگاہ رکھتے تھے اسی طرح ایک مرتبہ مولانا شفیق صاحب بہار سے تشریف لائے اور رات میں حضرت کے یہاں اندر لیٹے، تو صبح میں فرمایا کہ تم نے رات میں تہجد نہیں پڑھی پوری رات سوتے ہی رہے“ اور بہت خفا ہوئے حتی کہ آپ اندر بیٹھے ہوئے یہ بھی نگرانی فرمالیتے کہ کس نے کھانا کھایا اور کس نے نہیں کھایا اور پھر ہر بات پر تنبیہ فرماتے۔

سنتوں کا اتباع

حضرت سنتوں کی بڑی پابندی فرماتے کبھی سنت کے خلاف نہ کھاتے نہ پیتے نہ سوتے نہ جاگتے حتی کہ چپل یا موزے پہنانے یا نکالنے میں خادم سے چوک ہوجاتی تو بہت ڈانٹتے فرماتے اتنا بھی نہیں سیکھا؟“

اکابر کا تذکرہ

حضرت اپنے اساتذہ اور اکابرین کا بہت تذکرہ فرماتے قطب عالم حضرت اقدس شیخ زکریا نور اللہ مرقدہٗ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب اور حضرت مولانا ضیاء الحق (جو آپ کے استاذ تھے) حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحب مرحوم، حضرت مولانا اطہر

حسین صاحب مرحوم والد گرامی، حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب متولی مظاہر علوم وقف ناظم صاحب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے بہت سے حالات وواقعات سناتے جس سے بہت روشنی ملتی فرمایا کہ حضرت مرشدی استاذی، مربی حضرت ناظم صاحب (حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب) کے مہینہ میں ۱۲؍ دن کھانا بنتا تھا۔

حضرت ناظم صاحب کے یہاں دعوت

حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم نے ایک مرتبہ حضرت شیخ العلام کی دعوت کی اس کے تعلق سے شیخ صاحب نے سنایا کہ ناظم صاحب نے مجھ سے کہا” کہ تیری دعوت ہے بقرعید کے دن“ اور تل کے تیل کی روٹی کھلائی، حضرت ناظم صاحب ۱۵؍ دن دال روٹی، ۱۵؍ دن چٹنی روٹی کھاتے مگر تقدس اتنا تھا حضرت ناظم صاحب کا کہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کیا ہے ایک استاذ صاحب کا قصہ سنایا کہ میں مولانا کے یہاں تین سال رہا ہوں ایک مرتبہ تھوڑی سی دال اور ایک مرتبہ ہڈی پر کا گوشت اور بس واللہ اعلم

حضرت مدنی اور حضرت رائے پوری کی برکت

فرمایا حضرت (اقدس مولانا حسین احمد) مدنی اور حضرت (شاہ عبدالقادر صاحب) رائے پوری میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت رکھی تھی یہ چیز خاص تھی حضرت اقدس مدنی اور حضرت اقدس رائے پوری میں اس آخری زمانہ میں بس ان دو بزرگوں پر اختتام ہو جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ ان میں نفس نہیں تھا اس کی پہچان یہ ہے کہ ان حضرات کے یہاں یہ نہیں تھا کہ سلمان آیا تو رعایت کردی، عفان آیا تو رعایت کردی دوسرا گیا تو نہیں کی یہ انہی دو بزرگوں کی خصوصیت تھی، خاندان واندان کی رعایت کچھ نہیں جو سچی اور صحیح بات تھی وہ کہہ دی۔

حضرت مدنی کی برکتیں بھی عجیب تھیں میں گجرات کے ایک گاؤں سے گزرا وہاں کے آدھے لوگ حضرت سے بیعت ہو گئے تھے سب سنی ہیں اور دوسرے آدھے مرید نہیں ہوئے سب بدعتی رہے یہ تھی حضرت کی آخری زندگی حضرت مولانا عبدالحی بھی آخر میں پورے سنی ہو گئے تھے۔

حضرت مدنی میں حد سے زیادہ اخلاص تھا جس کی وجہ سے دنیا ان کو مانتی تھی کسی سکھ کی طرف سے کان پور میں ایک شکایت ہوئی مولانا مدنی کی، کہ یہ نماز فجر کی قنوت میں والسک والمشرکین کہتے ہیں تو کلکٹر نے کہہ دیا وہ فوق القانون ہیں مطلب یہ کہ سب ڈرتے تھے ان سے وہاں کسی کی چلتی ہی نہیں تھی، کیونکہ معلوم تھا کہ انگریز فوج کے سامنے اسٹیج پر شیروانی کا گریبان کھول کر کون چڑھا تھا؟

ان کی قوت باطنہ بہت زیادہ تھی کوئی سر نہیں اُٹھاتا تھا انوار کریم کہتے تھے کہ حضرت کی گاڑی میرٹھ میں فسادیوں نے گھیر لی حضرت مراقب تھے کسی نے کہا حضرت گاڑی گھِر گئی ہے فرمایا ”آئیں“ پھر کسی نے کہا حضرت! لوگوں نے گاڑی کا گھیراؤ کرلیا ہے، تو انوار کے الفاظ ہیں حضرت نے دروازہ کھولا اور فرمایا: میں ہو حسین احمد آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ یہ کہنا تھا کہ سب بھاگ گئے“

حضرت شیخ الحدیث پر نبی علیہ السلام کا سلام

ایک مرتبہ سنایا کہ یہاں سہارن پور میں ایک سید صاحب رہتے تھے ان کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”زکریا سے جا کر میرا سلام کہنا“ جمعہ کو مجھ پر بڑے دل سے درود بھیجتا ہے“

حضرت شاہ وصی اللہ صاحب کی برکت

فرمایا حضرت شیخ العلام نے کہ حاجی ادریس صاحب نے سنایا کہ سنیما کا ایک ایکٹر تھا حضرت شاہ صاحب نے اس پر ایک نظر ڈالی پھر دوسری نظر ڈالی، پھر تیسری نظر ڈالی، تو تیسری نظر پر کہنے لگا کہ اب میں ایکٹری نہیں کرونگا یہ حضرت والا کی ذات کی برکت تھی اور فرمایا کہ حضرت کی مجلس میں خاموشی رہتی تھی اور خاموشی میں ہی اصلاح ہوتی رہتی احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت العلام کی مجلس میں بھی خاموشی ہی رہتی تھی مگر الحمدللہ مقصد کا حصول ہوتا رہتا تھا۔

حضرت مولانا اطہر حسین صاحب

حضرت شیخ العلام حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحب اور معبر وقت حضرت مولانا اطہر حسین صاحب کا بھی ذکر خیر عقیدت سے فرماتے، فرمایا: کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پینٹ پتلون پہن رکھی ہے میں نے اس کا تذکرہ اطہر حسین سے کیا تو فوراً فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی سید غلط اور خلاف شرع کام کر رہا ہے" حضرت اقدس مولانا اطہر حسین صاحب بہت اچھی تعبیر دینے والے معبر تھے"

درود شریف کی برکت

حضرت شیخ صاحب نے سنایا کہ میں نے ایک صاحب سے کہا درود شریف پڑھ لو یہ زخم صحیح ہو جائیگا اس نے کہا" میں اس کیلئے دورد پڑھوں؟ صبح کو میرے پاس آئے تو زخم ختم ہو چکا تھا یہ تھے" مولانا اطہر حسین صاحب"

حضرت کے اوصاف وکمالات

حلیۂ شیخ

لحیم شحیم، جسم وجثہ، خوبصورت ونورانی چہرہ پر بڑی بڑی آنکھیں چوڑا سینہ، ابھرے ہوئے گال، قدرے موٹے لب، دراز قد، بارعب شخصیت کے سانچہ میں جس کو ڈھالا گیا تھا، اس ذاتِ والاصفات کا نام نامی واسم گرامی تھا ''شیخ یونس''

خلاق عالم نے آپ کو بارعب جاذب نظر و پر کشش ایک ایسی ملکوتی شخصیت کا حامل بنایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا، تو دیکھتا ہی رہ جاتا اپنے تو کیا بیگانے بھی شناسا تو کیا انجانے بھی نگاہ نہ ہٹاتے تھے اور زبان حال سے گویا ہوتے ؎

نظریں رخ جاناں سے ہٹائے نہیں ہٹتیں
دیوانہ ہوں دیوانہ ادب یاد نہیں ہے

حافظۂ مثالی

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا، علم حدیث کے تو کہنے ہی کیا تھے یہ تو آپ کی خصوصیت ہی تھی اس کے علاوہ ادنیٰ ادنیٰ سی بات بھی آپ کے قلب وجگر کے نہاں خانوں میں محفوظ رہتی تھی ایک موقع پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید رابع الحسنی ندوی دامت برکاتہم تشریف لائے تو حضرت شیخ نے ان کے استقبال میں ایک بہت لمبا قصیدہ پڑھا (جو ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ تو تھا مگر اس وقت نہ مل سکا) ایک بار جو بات دیکھ لی بس یاد ہو جاتی ملکوں، شہروں، قبیلوں، اور اقوام عالم کی خبروں پر بھی گہری نظر رہتی چنانچہ حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی

رئیس المعہد الاسلامی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سری لنکا کے شیخ الحدیث، حدیث کی سند لینے کی غرض سے حاضر ہوئے آپ نے ایک حدیث کی تلاوت فرما کر سند عطا فرمائی اور پھر وہاں کی شخصیات وہاں کے حالات قوموں کا مزاج، رہن وسہن، بود و باش پر بھرپور تبصرہ فرمایا۔

ملیشیا کے ایک محدث بھی حاضر خدمت ہوئے ان کو بھی سند عطا فرما کر وہاں کی تحریکات، مزاق ومعیار، شخصیات، جغرافیائی کیفیات اور وہاں کے حالات کا اس طرح تجزیہ کیا جیسے وہ نگاہ کے سامنے ہوں، مجلس میں بیٹھنے والے بھی متحیر تھے کہ ایک گوشہ نشین پوری دنیا کے حالات پر کس طرح نظر رکھتا ہے حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ کے انتقال پر آپ بہت مضطرب تھے فرمانے لگے کہ آج عربی، فارسی، اُردو کے تعزیت کے اشعار بھی یاد آرہے ہیں آپ نے بہت اشعار پڑھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معمولی معمولی چیزیں بھی آپ کے قلب وذہن کے نہاں خانے میں کس طرح محفوظ تھیں۔ ایک روز عشاء کے بعد حضرت نے فرمایا: کہ اب تو میں بوڑھا ہوگیا ہوں ورنہ مجھے یہ بھی یاد تھا کہ مصنف کتاب نے نقطہ کہاں لگایا ہے‘‘ اللہ اکبر کبیرا کتنا غضب کا مثالی حافظہ تھا احقر عرض کرتا ہے کہ بڑھاپے کا بھی یہ عالم تھا کہ کوئی کتاب طلب فرماتے تو وہیں سے فرماتے کہ فلاں الماری کے فلاں خانے میں بیچ میں یا کنارے میں ہوگی جو حضرت کے حجرہ شریفہ میں گئے ہوں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت کے یہاں کتنا بڑا کتب خانہ ہے۔

مطالعہ استغراقی

حضرت کا مطالعہ سرسری نہیں ہوتا تھا بلکہ ڈوب کر گہرائی کے ساتھ مغز نکالنے کی

کوشش کرتے اور سرسری مطالعہ سے منع فرماتے کہ اس سے طبیعت میں سہولت پسندی آجاتی ہے اس کے باوجود ایک ایک کتاب کا کئی کئی مرتبہ مطالعہ فرماتے بخاری شریف اور فتح الباری کا بارہا مطالعہ فرماتے، فرمایا: کہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں بندہ نے چاروں مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور امام شافعیؒ کی کتاب ''الام'' کا بھی اور الام کا تو کئی ایک مرتبہ بتلایا تھا کہ مطالعہ کیا، احقر راقم کو یاد نہیں رہا کہ کتنی دفعہ مطالعہ کرنیکی بات کہی تھی''

حدیث دانی

فرمایا آصف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے مجھے حدیث دانی دی ہے حدیث دانی کیا؟ مجھے حدیث کا متن بھی معلوم، سند بھی معلوم، روات کے حالات بھی معلوم، حدیث سے مستنبط ہونیوالا مسئلہ بھی معلوم۔

حضرت شیخ العلام کا مذہب

ایک مرتبہ ایسے ہی دن میں باتیں چل رہی تھیں کئی ایک حضرات موجود تھے تو آپ نے گلوگیر آواز میں فرمایا: بچو ''میرے یہاں جو حدیث راجح ہوتی ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں'' اور مجھے مت دیکھو میں کیا کر رہا ہوں بلکہ اپنے ائمہ کی تابع داری کرو اس لئے کہ مجھے تو اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کل (قیامت میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھ لیا کہ یونس تجھے یہ حدیث پہنچی تھی تو نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟ مجھے تو اس کا ڈر لگتا ہے اسلئے جو حدیث صحیح اور راجح ہوتی ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں'' حضرت شیخ العلام کی اس تقریر دل پزیر سے اندازہ لگالینا چاہئے کہ حضرت کی نظر کہاں تھی؟ اور ہم کہاں؟ اور حضرت مولانا محمد ایوب صاحب سورتی دامت

برکاتہم فرماتے ہیں چونکہ آپ کو امام بخاری اور بخاری شریف سے غایت تعلق اور اسی کو آپ نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا اور امام بخاری بقول شراح اور شیخ زکریا مجتہد مطلق تھے اور اپنا مستقل مسلک و مذہب رکھتے تھے اکثر مسائل میں کسی نہ کسی امام کے قول پر اور کبھی ان سے ہٹ کر کسی صحابی یا تابعی کے قول پر فتوی دیتے اسی طرح آپ (شیخ یونس) پر بھی امام بخاری کا حال وقال طاری ہوا اور آپ بھی مسائل فقہ ومسائل کلامیہ میں امام بخاری کی طرح مستقل اپنی ایک رائے رکھنے لگے اور آخر عمر میں تو دوسرے ائمہ کے قول پر بھی عمل کیا ۔

چو عمرم مدتے باگل گزر کرد
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد

کیفیتِ وجد

حضرت العلام شیخ یونس صاحبؒ مستور الحال اور اپنے کو چھپا کر رکھنا چاہئے تھے اسی لئے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں لوگوں کو اتنا بھگاتا ہوں مگر پھر بھی اللہ پاک کسی نہ کسی کو بھیج دیتے ہیں اور کسی نہ کسی کے دل میں ڈال دیتے ہیں حضرت کے باوجود اپنے کو چھپانے واخفا کرنے کے کبھی کبھی تعلق مع اللہ والرسول ظاہر ہو ہی جاتا تھا ۔

ظرف میں جو ہو چھلکتا ہے وہی ——— آئینہ میں جو ہو چمکتا ہے وہی

چنانچہ ایک مرتبہ کمرہ میں آپ پر کیفیت وجد طاری ہوگئی اور فرمایا "اللہ" ایسا لگ رہا تھا کہ کمرہ میں بھی اضطراب وزلزلہ آگیا اور دار الحدیث میں تو مسلم و بخاری شریف پڑھاتے ہوئے بہت سی مرتبہ آپ کی چیخ اس زور سے نکل جاتی کہ طلبہ درس پر سکتہ چھا ہی جاتا آس پاس کے حضرات بھی متاثر ہوجاتے اور درودیور میں شگاف کا خطرہ

ہو جاتا دیر اور دور تک اس کی اثر انگیزی رہتی کہ آج تو شیخ صاحب کی چیخ نکل گئی تھی کیونکہ ؎

دل سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

نظافت وطہارت

حضرت العلام نہایت ہی پاکباز، پاک طینت، نظافت وطہارت پسند آدمی تھے ذرا سے شک کی بنیاد پر ہی کپڑوں کو چادروں کو بدلوا دیتے پانی کے باب میں بڑی احتیاط کرتے ہمہ وقت آپ صاف ستھرے معطر اور سفید لباس میں ملبوس رہتے اور ظاہری و باطنی دونوں طرح کی نظافت کا بے حد خیال فرماتے اسی لئے دوسروں کے برے اعمال بھی آپ کے صاف شفاف آئینہ دل پر ظاہر ہو جاتے اور صاف فرماتے کہ تم میں سے گناہوں کی ”بو“ آرہی ہے ”توبہ کرو توبہ“

پسندیدہ لباس

آپ سفید پوشاک اور اُجلا لباس پسند فرماتے ایک مرتبہ احقر نے تمباکو کلر کا کُرتا پہن رکھا تھا فرمایا ”البسوا الثیاب البیض و کفنوا فیھا موتاکم“ (سفید کپڑے پہنو اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو) حضرت کے جملہ میں ایسی برکت دیکھی کہ وہ قمیص مجھے بہت عزیز تھا کیونکہ اس کے گلے پر بیل بوٹے تھے مگر اس کے بعد اس قمیص سے عجیب سی نفرت پیدا ہوگئی۔

ورع وتقویٰ

حضرت شیخ العلام میں احتیاط واجتناب ورع وتقویٰ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا

چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے حجرہ میں جو ڈبہ والا فون تھا اس کی گھنٹی بجی، آپ احقر کے ساتھ استنجاء خانہ جارہے تھے آپ نے دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے ہوئے ریسی ور کو اُٹھالیا جیسے ہی کان کو لگایا ویسے ہی زور سے پھینک دیا یہ سمجھے کہ شاید کوئی غیر محرم لڑکی بول رہی ہے اور مجھ سے فرمایا دیکھ کیا کہے؟ میں نے ریسیور کان سے لگایا تو اس میں کمپیوٹر کی آواز آرہی تھی، احقر نے عرض کیا جی کمپیوٹر بول رہا ہے، اندازہ کیجئے کہ غیر لڑکی کی آواز سے بھی اتنی احتیاط فرماتے اسی طرح حضرت مولانا حسین احمد صاحب پانڈولی والوں نے سنایا کہ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی قدس سرہ سے ملاقات کر کے دیوبند سے واپس سہارنپور تشریف لے جارہے تھے تو جس بس میں آپ اور ہم سوار تھے اس میں دوسواری والی سیٹ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی ایک حصہ سیٹ کا خالی تھا، باقی کوئی اور سیٹ خالی تھی نہیں، تو باوجود حضرت کے مزاج کے اتنے نرم ونازک ہونے کے آپ دیوبند سے ناگل تک کھڑے کھڑے تشریف لائے مگر اس سیٹ پر عورت کے برابر میں نہیں بیٹھے اس قدر ورع وتقویٰ تھا۔

صحبت بافیض

حضرت اقدس علامہ شیخ یونس صاحب کی صحبت بافیض کا ایسا اثر ہوتا تھا باوجود آپ کی مجلس کی خاموشی کے دل کی دنیا بدل ہی جاتی تھی اور گناہوں کی گندگی سے طبیعت میں دوری پیدا ہو ہی جاتی ساتھ ہی عمل صالح کا نیک جذبہ ایسا پروان چڑھتا کہ بگڑی ہوئی زندگی میں انقلاب وتغیر آہی جاتا ایک گاؤں کے ایک دیہاتی آئے تو انہوں نے مجھ سے ایک روز بعد میں بوقت ملاقات بتلایا کہ جب تک میں باہر بیٹھا تھا تو کچھ اور بات تھی لیکن جیسے ہی میں دہلیز سے اندر کو ہوا تو میری تو حالت ہی بدل گئی اور

طبیعت میں جو افسردگی وگراوٹ تھی سب ختم ہوگئی ایک زمانہ تک ٹھیک رہے اس کے بعد دوبارہ مجلس میں آتے تو ان کے ساتھ عجیب حادثہ پیش آگیا اور بستر مرگ پر پڑ گئے اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین (یہ تھے بھائی محمد مرسلین بڑے بھائی محمد عرفان کے سالے) کسی عارف نے سچ کہا ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء ——— بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت سیکڑوں سال کی مخلصانہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔

اہمیت وحفاظت کتب

آلات علم، خصوصاً کتابوں کی بڑی حفاظت فرماتے اور کتابوں کی بڑی اہمیت ووقعت تھی آپ کے یہاں آپ کتابوں کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتے ہم جس طرح روپیہ پیسہ کی حفاظت کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ آپ کتابوں کی حفاظت کرتے اور کتابوں کو اہمیت دیتے کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ کتاب کتنی مشقت کے بعد حاصل ہوئی ہے آپ کے یہاں کتابوں کی کیا قدر ومنزلت اور اہمیت ووقعت تھی اس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

واقعہ

ایک مرتبہ آپ ایک مسئلہ کی تفتیش وتحقیق، بحث وتمحیص میں لگے ہوئے تھے کہ دفعۃً آپ نے فرمایا ''الماری'' کھولو (جو آپ کی سیٹ کے پیچھے رکھی تھی) احقر نے کھول دی، پھر فرمایا اندر والی دراز میں ایک کتاب ہے اس کو اٹھاؤ احقر نے اٹھا کر دیدی آپ نے اس کتاب سے استفادہ کرکے فرمایا وہیں اندر رکھ دو اور الماری بند کردو'' اندازہ لگایئے کہ جس جگہ تجوری میں روپیہ پیسہ رکھتے ہیں وہاں حضرت شیخ العلام کتاب رکھتے تھے گویا آپ کے یہاں روپیوں پیسوں سے زیادہ کتابوں کی قدر ومنزلت تھی''

وقت کی قدر

حضرت شیخ العلام، وقت کی بڑی قدر فرماتے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ وقت کتنا قیمتی سرمایہ ہے اور جب چلا جاتا ہے واپس نہیں آتا ساتھ وقت کی قدر کرنیوالے حضرات اکابرین امت اور اساطین امت خصوصاً حضرت اقدس ناظم صاحب اور شیخ الحدیث صاحب جیسے نمونے بھی اچھی طرح دیکھے اور ان سے کسب فیض بھی وافر مقدار میں کیا تھا، اس لئے ادنیٰ سے ادنیٰ وقت کو بھی کام میں لگانے کی کوشش کرتے، حتی کہ حجرہ سے نماز کیلئے نکلتے تو دل و دماغ پر ایک مسئلہ گشت کرتا اور فراغت پر جب حجرہ میں آتے تو ایک دوسرا مسئلہ حل فرما کر مدلل و مرتب فرما لیتے۔

دفتر میں شکایت

فرمایا کہ ایک مرتبہ بعض حضرات نے دفتر میں حضرت اقدس ناظم صاحب (مولانا اسعد اللہ صاحب) کے یہاں میری شکایت کردی، کہ مولوی یونس سلام کا جواب نہیں دیتے حضرت اقدس ناظم صاحب نے طلب فرمالیا اور فرمایا کہ لوگ آپ کی شکایت کرتے ہیں کہ آپ سلام کا جواب نہیں دیتے" میں نے (شیخ صاحب) نے عرض کیا کہ جی مجھے معلوم نہیں ہوتا اور "لوگوں کے سلام کرنے کا مجھے پتہ نہیں چلتا" حضرت اقدس ناظم صاحب سمجھ گئے کہ صحیح کہہ رہے ہیں۔

سلام کا علم نہ ہونے کی وجہ

فرمایا شیخ صاحب نے کہ مجھے لوگوں کے سلام کا اسلئے علم نہیں ہوتا تھا چونکہ میرا دماغ تو مسائل میں ہوتا تھا، میں کمرہ سے نکلتا تو میرے دل میں ایک مسئلہ ہوتا سوچتا چلا جاتا کہ اس کے بارے میں فلاں کی کیا رائے ہے؟ فلاں کیا کہتے ہیں؟ اس پر کیا اعتراض

ہے؟ اس کا کیا جواب ہے اور کونسا قول راجح ہے؟ اور میری سمجھ میں کیا آتا ہے میری کیا رائے ہے وہ صحیح ہے یا غلط دلائل کے سانچہ میں اس کی تحقیق، اسی سوچ وفکر میں مسجد آجاتا، نماز سے فارغ ہوکر نکلتا، پھر اسی مسئلہ کی باقی تفصیل یا دوسرے مسئلہ کی تفتیش شروع کردیتا حتی کہ کمرہ آجاتا اس لئے مجھے پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کون ملا؟ کیا کہا؟ اللہ اکبر کبیرا کتنی قدر کی آپ نے وقت کی اسی لئے تو اللہ تعالی نے بھی آپ کی قدر کرائی اور ساری دنیا میں آپ کی عظمتوں ورفعتوں کا سکہ بٹھادیا کیونکہ خود رب کائنات فرماتا ہے واللہ شکور حلیم کہ اللہ تعالی بڑے ہی قدرداں اور بردبار ہیں اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے وقت کی صحیح معنی میں قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وقت میں برکت

چونکہ حضرت شیخ العلامؒ وقت کی انتہائی قدر فرماتے تھے اسلئے آپ کے وقت میں منجانب اللہ برکت بھی اتنی ہی ہوتی، چنانچہ جو کتابیں آپ کے زیر درس رہتیں وقت سے پہلے ہی پوری ہوجاتیں چنانچہ اس سلسلہ میں بھی ایک مرتبہ دفتر میں شکایت پہنچی کہ سبق وقت سے پہلے بند کردیتے ہیں حضرت اقدس ناظم صاحب نے طلب فرماکر استفسار فرمایا، بندہ نے عرض کیا کہ جی کتابیں پوری ہوجاتی ہیں تو حضرت اقدس سمجھ گئے بڑے آدمی تھے کہ راز ہی کچھ اور ہے جو وقت سے پہلے ہی کتابیں پوری ہوجاتی ہیں اور سبق بند ہوجاتا ہے اور احقر سمجھتا ہے کہ وہ راز بظاہر وقت کی برکت ہی کا تھا۔

ہدایا کے باب میں احتیاط

ہدایا کے باب میں آپ بڑی احتیاط فرماتے ہر کس وناکس کا ہدیہ قبول نہ فرماتے بلکہ تفتیش فرماتے آپ کیا کرتے ہو؟ کبھی فرماتے کہ بھائی میں انجانے آدمی کا ہدیہ قبول

نہیں کرتا طالب علم کے ہدیہ سے بھی اجتناب فرماتے اور بڑے اچھے انداز میں اصلاح فرماتے کہ جب تم کو تنخواہ ملنے لگے گی تب ہدیہ دینا، یا جب تم کمانے لگو تب ہدیہ دینا۔

بیعت کے ساتھ ہدیہ

بیعت کے ساتھ ہدیہ اور ہدیہ کے ساتھ دعاء سے منع فرماتے کہ جب ہدیہ دو تو دعا کی درخواست نہ کرو بظاہر یہ اجرت کی شکل ہے یا رشوت کی، پہلی ملاقات میں بھی ہدیہ لینے سے احتیاط فرماتے۔

سامانِ مدرسہ کے سلسلہ میں احتیاط

حضرت شیخ العلام کی زندگی بڑی ہی احتیاط پر مبنی اور طرز اکابر سے معمور ومزین تھی، ایک مرتبہ فرمایا کہ آصف میرے حجرہ میں صرف یہ اسٹول (جو لال کلر کا تھا اور کتابیں اتارنے و رکھنے کا کام دیتا تھا) مدرسہ کا ہے اس کو بھی دفتر میں جمع کر دینا اور پھر ایک دن فرمایا کہ "دوسرا اسٹول بنوالو" اور یہ اسٹول دفتر میں جمع کرادو، چنانچہ حکم کے مطابق احقر نے جمع کر دیا اس احتیاط کے باوجود فرماتے کہ میں حضرت اقدس قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی جیسی تو احتیاط نہیں کر سکتا انہوں نے تو وہ اینٹ جوان کے سر کے نیچے بطور تکیہ رکھی ہوتی تھی اس کے متعلق بھی (حضرت مولانا) حبیب (صاحب جو حضرت قاری صاحب کی اداؤں کے امین و پاسباں، اور سچے جانشین ہیں) سے فرمادیا تھا کہ "حبیب" یہ مدرسہ کی اینٹ ہے صدیق کی تمہارے ابا کی نہیں مدرسہ کی اینٹوں میں رکھ دو، اللہ اللہ کس قدر احتیاط وتقوی تھا (اللھم ارزقنامنه)

مشغلہ علمی

ہمہ وقت آپ علمی مشغلہ میں رہتے اور عجیب وغریب انہاک علمی تھا جس کے

لئے صرف اتنا ذکر کردینا کافی ہے کہ مظاہر علوم میں داخلہ کے بعد گیارہ سال کے بعد گھر تشریف لے گئے تھے جن میں ۴ رسال تعلیم کے ۷ رسال تدریس کے شامل ہیں، کہیں آنے جانے کو قطعاً پسند نہیں فرماتے بلکہ زبان حال سے گویا ہوتے ۔

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کہ جہاں جلوہ گر ہوکر آپ قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں علمی باتیں، نور نبوت کے چشمے، محدثین کے اقوال، شراح کی توضیحات وتشریحات اور ذہنی کاشت وعلم کسبی ولدنی کی بیش بہا علمی موشگافیاں اور انوار علم کے دریا بہاتے تھے اسی جگہ سے آپکا جنازہ اُٹھا اور اساتذہ نے جس اعتماد کے ساتھ اس جگہ بٹھایا تھا توقع سے بھی زیادہ حق اعتماد ادا کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

تواضع ومعافی

حضرت اقدس عبدیت وتواضع، فنائیت و بے نفسی میں بھی بے مثال تھے چنانچہ ذرا سا کسی کو ڈانٹ دیتے مزاج کی حدت کی وجہ سے تو اس پر پھر معافی بھی مانگتے، حالانکہ آپ کی ڈانٹ بھی بغرض اصلاح ہوتی پھر بھی اسی وقت یا دوسرے وقت میں ضرور معافی چاہتے بسا اوقات تو اخبار میں بھی نکلوایا کہ ”میں نے کسی کو ڈانٹا ہو تو میں اس سے معافی چاہتا ہوں“ خاص خاص وقت میں اپنے مریدین ومستفیدین سے بھی معافی چاہتے رہتے، فرمایا آصف! تجھے بہت ڈانٹا، معاف کرنا، میرے لئے دعا کرنا کبھی کبھی کچھ پیسے دس پانچ روپے میرے لئے صدقہ کرتے رہنا، بعض پرانے شاگرد آتے تو ان

سے بھی معافی طلب کرتے شیخ وسیم صاحب سے بھی (جو آپ کے شاگرد ہیں) رمضان میں معافی مانگی اور نہ جانے کس کس فرد سے معافی طلب کی، سفرِ حج پر سے ایک مرتبہ احقر کے پاس فون کرایا، کہ آصف سے کہہ دو بہت ڈانٹا معاف کرنا۔

مہمان نوازی

حضرت شیخ صاحب کی مہمان نوازی بھی عجیب وغریب ہوتی تھی بہت خیال فرماتے تھے آنیوالوں کا جو بھی آپ کے پاس کھانے پینے کا سامان آتا تو حضرت فرماتے کہ اس کو مہمانوں کو کھلا دو، کبھی فرماتے کہ آصف اگرچہ میں مہمانوں کو ان کے گھر جیسا نہیں کھلاسکتا، مگر اس کے قریب قریب تو کھلا دو اور کبھی فرماتے، آصف مہمان ہی دیتے ہیں انہی کو کھلاتا ہوں، یا فرماتے مہمانوں ہی کے واسطے آتا ہے اور ایک آدھ مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ مسلسلات کے موقع پر مہمانوں کی کثرت ہوتی اور حضرت کو صبح دارالحدیث میں جلد آنا ہوتا تو فرماتے کہ ناشتہ میں بس گرم پانی ہی پلا دو، مہمان حضرات مارے محبت اس کو بھی خوشی سے نوش فرماتے اور اس میں چائے سے بھی زیادہ لذت محسوس کرتے جسکا بہت سے احباب نے تذکرہ بھی کیا ہے احقر سے۔

اخلاص وللّٰہیت

حضرت شیخ صاحب میں اخلاص وللّٰہیت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا: اسی لئے ایک موقع پر فرمایا ”کوئی کام اخلاص کے ساتھ نہیں کیا، ہاں اگر اللہ تعالی قبول کرلیں“ اور فرمایا کہ چند سوالوں کے جوابات لکھے ہیں اگر اللہ تعالی نے قبول کر لئے“ (جو اس وقت الیواقیت الغالیہ فی تحقیق احادیث العالیہ چار جلدوں میں اور نوادر الحدیث اور نوادر الفقہ میں جمع ہیں) حضرت اقدس کے ان جملوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ

آپ میں اخلاص کس طرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا“

ذکر اللہ کی کثرت

حضرت یا تو تحقیق و تفتیش میں عرق ریزی و غواصی کرتے رہتے نہیں تو ذکر و اذکار میں لگے رہتے آپ کے یہاں ذکر اللہ کی اتنی کثرت تھی کہ ہر وقت کی مسنون دعائیں اور اورادو وظائف، معمولات اکابر، کا بڑا اہتمام فرماتے اور اگر آپ خود ذکر نہ کر سکتے تو خاص افراد سے ذکر اللہ میں مشغول رہنے کا حکم فرماتے چنانچہ جب آپ بیت الخلاء میں تشریف لیجاتے تو موجود خادم سے فرماتے، کہ تم آیت الکرسی پڑھو احقر تو یہی سمجھا کہ آپ خود ذکر نہ کر سکے تو خادم کو ذکر و تلاوت میں لگا دیا اور حمام میں بھی ذکر اور اللہ اللہ کرتے رہتے جس کی آواز حمام سے باہر بھی آتی رہتی۔

حکمت وطب

اللہ تعالی نے حضرت کو تمام ہی علوم سے نوازا تھا حتی کہ علم طب و حکمت کی بھی بہت سی تجربہ کی باتیں اور نسخے و دوائی تجویز فرمادیتے ایک مرتبہ احقر نے عرض کیا کہ حضرت چھوٹے بیٹے (احمد) کو بخار ہو رہا ہے تو فرمایا کہ ہمارے بچپن میں عورتیں گٹنین کی گولی کھلا دیا کرتی تھیں اور فرمایا کہ یا نیم کی ہڈی نکال کر اس کا عرق اور فرمایا کہ میں دوائی کھا کھا کر آدھا حکیم ہو گیا اور دماغ کیلئے خمیرہ گاؤں زباں عنبری (جواہر والا خاص حکیم ارشد والا) اور خمیرہ آبریشم بیان فرماتے۔

تعلق مع اللہ

حضرت کے تعلق مع اللہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود رب کریم

کی آپ کو زیارتیں ہوئیں خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا تو آپ نے ایک مرتبہ خود تذکرہ فرمایا حضرت مولانا اسماعیل واری علیہ الرحمہ (جو انگلینڈ میں انتقال کر گئے سلسلہ نقشبندیہ کے حضرت پیر غلام حبیب صاحب کے اجل خلیفہ تھے) سے خود کہا تھا شیخ صاحب نے ”کہ کچھ رب کریم کی زیارت اس عاجز کو بھی ہوئی ہے“ آگے شیخ حنیف صاحب نے فرمایا میرے بھائیو آخر اس سے قرب ہوگا تبھی تو زیارت کا مسئلہ ہوا احقر عرض کرتا ہے کہ حضرت کے اس جملہ سے بھی تعلق مع اللہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ احقر سخت سردی کے دن میں ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو حضرت پورے لپٹے سپٹے، کمبل و چادر اوڑھے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی احقر اندر گھسا تو حضرت نے فرمایا ”بڑے میاں کے آگے بھی کسی کی نہیں چلتی کتنی سردی کر رکھی ہے“ ایسے محبت بھرے جملے تعلق والا ہی بولتا ہے۔

تعلق مع الرسول

حضرت شیخ صاحبؒ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قریبی تعلق تھا کہ بعض حدیثوں کے بارے میں براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں خود کو پاتے، چنانچہ جس سال آپ کی طبیعت مدینۃ المنورہ میں بہت زیادہ خراب ہوئی اور آپ سہارنپور تشریف لائے تو احقر سے سنایا کہ خواب میں ایک آدمی میرے پاس آئے اور مجھ سے ایک روایت کے بارے میں معلوم کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہیں ہیں ان سے پوچھ لو“ پھر فرمایا شیخ صاحبؒ نے کہ مجھے اس پر خوشی ہوئی کہ چلو میرا حضور علیہ السلام سے اتنا تو تعلق ہے کہ بندہ بھی حضور ہی کی مجلس میں ہے۔ **للہ الحمد ثم للہ الحمد**

شفقت و محبت

حضرت بڑوں کا احترام چھوٹوں پر شفقت اور بچوں سے بڑا پیار کرتے بچوں کو قریب کرتے احقر بڑے بیٹے محمد کو لیکر حاضر ہوا جب کہ اس کی عمر ساڑھے تین سال کی تھی، پوچھا کس کے ساتھ آیا اور موجود خادم سے فرمایا ”تیرے پاس کچھ ہو تو آصف کے بیٹے کو دیدے“ احقر سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ پھر آپ نے بدست بھائی مفتی محمد ہاشم صاحب (جو آخری دور میں خدمت کرتے تھے) کے کھجور کے دانے دلوائے اور فرمایا کھالے، گھر کے بھانجے بھتیجے بڑے بھائی (مولانا محمد نعیم صاحب (جو مشکوٰۃ العلوم اشرفیہ پیراگ پور میں ادارہ چلاتے ہیں) کے ساتھ جاتے تو فوراً ان سے مصافحہ کیلئے دست برکت بڑھا دیتے اور خادم کا بھی اکرام فرماتے ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھڑوڑ تشریف لائے تو احقر سے فرمایا کہ حنیف کے لئے بھی ایک روٹی بنا کر لانا، ناشتہ کی بات تھی حکم کے مطابق روٹی بنا کر لے آیا تو فرمایا: ”حنیف دیکھو ہمارے آصف نے تمہارے لئے بھی چنے کی روٹی بنائی ہے“ شیخ حنیف صاحب نے بھی وہ روٹی کھائی اور بعد میں پانچ سو روپے کے ساتھ حوصلہ افزائی کی اللہ تعالیٰ حضرت شیخ حنیف صاحب کو جو ایک صاحب دل دردمند ملت کا فکر و غم رکھنے والے انسان ہیں ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

سفر حج

حضرت اقدس شیخ العلام صاحب سفر وغیرہ کم فرماتے تھے بلکہ رمضان کی تعطیلات بھی مدرسہ میں ہی گزرتی تھیں اور سوائے مطالعہ و کتب بینی کے کوئی شغل نہیں تھا پھر ایک عرصہ کے بعد حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ۱۹۸۷ء میں آپ نے رمضان المبارک کا عمرہ کیا پھر انگلینڈ کا سفر ہوا اور اس وقت زیادہ تر قیام دار العلوم بری

میں تھا اور وہیں سے پورے ملک میں سفر کا نظام بنا تھا اور یہاں سے حج کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لے گئے پھر ایک عرصہ گذر گیا کہ بہت کم سفر ہوا آخری تقریباً تیس سالوں سے پھر اسفار کا سلسلہ شروع ہوا جو آخر تک بحمد للہ تعالی جاری رہا جیسا کہ حضرت مولانا ایوب صاحب نے بھی صراحت کی اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے فرمایا کہ شیخ صاحب کا پہلا حج ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں ہوا پھر اسکے بعد آپ برابر سفر حج کرتے رہے سوائے ۱۹۹۷ء کے جس سال منی میں ہندوستانی خیموں میں آگ لگی تھی اور عمرے تو بیشمار کئے اور آخری حج جیسا کہ ظاہر ہے ۱۴۲۷ھ میں ہوا اس حساب سے حضرت نے کل ۳۶ حج ادا فرمائے۔

روضۂ اقدس پر حاضری کی اجازت

حضرت العلام شیخ صاحب نے سنایا کہ جب میں پہلی مرتبہ حج کیلئے گیا تو حج کرنے کے بعد مدینہ پاک میں حاضری کی سعادت ملی تو میں مسجد نبوی میں ہی ٹھہر گیا، صلوٰۃ وسلام کے لئے روضہ اقدس پر حاضری سے بڑا ڈر لگ رہا تھا کہ مجھ جیسا اتنا بڑا گنہگار حاضر ہوگا اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی (یہ بتلاتے ہوئے حضرت کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوب گئیں) تو خواب میں آئے اور فرمایا ''یونس'' یہاں تو بڑے بڑے گنہگار آتے ہیں'' پھر میں حاضری کیلئے تیار ہوا اور میری ہمت بندھی حاضری کی ورنہ مسجد نبوی ہی سے درود پڑھ دیتا تھا۔

۲۰۰۷ء کا سفر حج

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ تقریباً تیس سالوں سے سفر حج وسفر عمرہ کا برابر معمول سا بن گیا تھا چنانچہ احقر کے دورہ کے سال میں بھی حسب معمول حضرت شیخ کا سفر حج

ہوا اس وقت میں جو باتیں محفوظ و یادداشت میں رہی محبت وافادہ کے پیش نظر عرض کرنیکی سعی کررہا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

بغیر اجازت کے مدرسہ سے نہ نکلنا

چنانچہ حضرت شیخ العلام کے سفرحج کا وقت آیا تو ایک دن قبل احقر سے فرمایا آصف! دفتر میں یہ اطلاع کرکے آؤ کہ میں کل صبح ۹ بجے نکلوں گا احقر حکم کے مطابق دفتر اطلاع کرکے آگیا اگلے دن جب حضرت سفرحج پر نکلے تو احقر ساتھ ہی میں تھا دارجدید کے گیٹ سے نکلنے سے پہلے ہی گاڑی روک کر احقر سے فرمایا کہ جاؤ مولانا سلمان صاحب سے کہہ کرکے آؤ کہ میں جارہا ہوں" احقر پھر کہہ کرکے آیا اجازت کے بعد پھر مدرسہ سے باہر نکلے بغیر اجازت کے مدرسہ (مظاہرعلوم) سے نہ نکلے۔

راستہ میں ملاقات

مظاہرعلوم جدید سے نکلنے کے بعد جب حضرت کی گاڑی وقف کے سامنے پہنچی تو مظاہرعلوم وقف کے بعض اساتذہ آئے اور حضرت شیخ سے ملاقات کی، اور وقف نامہ پر دستخط بھی کروائے تھے" اس کے بعد تھوڑا آگے چل کر احقر سے فرمایا کہ "آصف! تم اتر جاؤ" تعلیم کا نقصان ہے پھر احقر واپس مظاہرعلوم آگیا اور حضرت سفرحج پر تشریف لے گئے۔

سفر سے پہلے ملاقات

چونکہ سفرحج وعمرہ سے قبل جانیوالے کو ملاقات کرکے جانا سنت ہے اور آتے ہوئے احترام حاجی ومعتمر کی وجہ سے لوگوں کو ملاقات کے لئے آنا سنت ہے اسی لئے حضرت شیخ سے بھی باوجود علالت ومرض کے بعض اساتذہ مظاہرعلوم کے گھر جانا

ثابت ہے آپ حضرت اقدس مولانا پیر طلحہ صاحب (اللہ ان کے سایہ کوتا دیر قائم رکھے) سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔

شوق مکہ ومدینہ

جیسے جیسے حضرت شیخ العلام کے سفر مکہ ومدینہ کے ایام قریب آتے جاتے حضرت کے حالات بھی متغیر ہوتے جاتے شوق مکہ وکعبہ ودید مدینہ وروضہ بے حد بڑھتا جاتا جسکا پورا تجربہ آنے جانیوالوں کو ہوتا رہتا کہ آپ ملاقات کرنیوالوں سے بھی بے رخی سی برتتے رہتے زیادہ بات چیت نہ کرتے بس ایک عجیب سی بے خودی پیدا ہوجاتی اور زبان حال سے یوں گویا ہوتے۔

کچھ ایسی بے خودی ہے تیرے انتظار میں
تصویر بن چکا ہوں تیرے غم انتظار میں

اور شوق خانہ خدا اور اشتیاق روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل میں آگ سی بڑھتی جاتی اور قلب وجگر کی مجمر شوق میں عشق وجذب کے شعلہ بھڑکنے لگتے اور انتظار کی گھڑیاں مشکل ترین معلوم ہونے لگتیں

عجیب ہے شوق دید کعبہ ——— دل وجگر میں اتر گیا ہے

جس کی صراحت نواسہ شیخ الحدیث (زکریاؒ) حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب امین عام جامعہ مظاہر علوم نے بھی فرمائی لکھتے ہیں:

کہ مرحوم کے دل کی ہر دھڑکن مظاہر علوم کی تھی ان کا ہر سانس ادارہ کا تحفظ اور تشخص تھا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ جانے کو بے قرار رہتے تھے اور عشق الٰہی میں بیت اللہ کی حاضری کیلئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ تقریباً نصف صدی تک

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والے شیخ مرحوم حافظ حدیث تھے۔

حجرہ سے نکلتے وقت

جب آپ حجرہ سے نکلتے تو خود ہی موجود لوگوں کو سلام کرتے اچھا بھائی السلام علیکم" یہ جملے حضرت کے بار، بار، ہمیشہ یاد آتے رہیں گے اور حضرت کی محبت بھری داستان، شفقت بھری ڈانٹ یاد دلا کر وفات وجدائی کا غم تازہ کرتے رہیں گے بس اب تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ، کروٹ، چین وسکون عطا فرمائے۔ آمین

حج سے واپسی

جب آپ سفر حج سے واپس تشریف لاتے تو طبیعت بڑی تروتازہ ہوتی، وہاں کے حالات سناتے جس سے قلوب کو تازگی ونورانیت اندر کی تاریکی کافور، اور خانہ کعبہ وزیارت مدینہ کا شوق سامعین کے قلوب میں بھی مچلنے لگتے ملاقات کے بعد جانیوالوں کو بقدر ضرورت پانچ دانے، دس دانے پندرہ دانے، بیس دانے کھجور کے دلواتے رہتے حتی کہ کھجوریں ختم ہو جاتیں۔

سفر کے ساتھی

حضرت شیخ العلام جب سہارنپور سے نکلتے تو گجرات سے آپ کے خادم خاص اور شاگرد خاص، قرآن وسنت کے مخلص ترجمان، حضرت مولانا محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڑ، حضرت الحاج مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی شیخ الحدیث فلاح دارین ترکیسر گجرات، بھائی محمد اسماعیل صاحب کفلیتہ، و بابو بھائی صاحب ترکیسر والے حضرت کو سہارنپور سے دہلی ایئرپورٹ تک رخصت کرنے اور خاص دعائیں لینے کیلئے گجرات سے سہارنپور تک صرف اسی غرض کیلئے آتے پھر دہلی

سے آگے تو شیخ حنیف صاحب حضرت کے ہمراہ جاتے ورنہ زیادہ تر حضرت کے محب خاص اور دل وجان سے خدمت کرنیوالے حضرت کے چہیتے شاگرد وخادم حضرت مولانا محمد یونس صاحب راندیری ثم المدنی حفظہ اللہ سفر میں ساتھ رہتے اور خدمت کا پورا پورا حق ادا فرماتے اللہ تعالیٰ تمام ہی محبت کرنیوالوں اور خدمت کرنیوالوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے اور قبولیت سے بھی نوازے (آمین) اور واپسی پر بھی یہ حضرات حضرت شیخ کو سہارنپور تک چھوڑنے کیلئے آتے اور ابھی دو سال قبل جب حضرت کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی تو حضرت کے ساتھ بہت سے حضرات ہمراہ آتے تھے جن میں لندن سے حضرت کے عاشق زار، حضرت مولانا مفتی شبیر صاحب بھی تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کی کھجور

ایک مرتبہ حضرت حج سے تشریف لائے تو فرمایا ''آصف'' یہ مجھے کسی نے کھجوریں دی ہیں اور میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا مگر میرا خیال یہی ہے کہ یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ کی کھجوریں ہیں الحمد للہ حضرت شیخ صاحب کی برکت سے احقر نے بھی ایسی بابرکت کھجوریں کھالیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت کا اثر ہو اور از راہِ محبت آپ نے گھر والوں کے لئے بھی عطا کیں اللہ تعالیٰ حضرت کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

ربیع الاول اور مہمانوں کی آمد

سفر حج سے واپسی پر حسب معمول اسباق جاری فرمادیتے اور مہمانوں کا سلسلہ تو ہمیشہ ہی جاری رہتا مگر ربیع الاول اور ختم بخاری ورمضان المبارک میں مہمانوں کی کثرت ہوتی چونکہ ربیع الاول میں تمام ہی مدارس میں امتحان ششماہی کا دستور ہے

اسلئے گجرات کے مدارس والے بھی امتحان ششماہی کی چھٹی میں حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے سعادت اور باعث خیر و برکت سمجھتے اور بہت سے مدارس والے تشریف لاتے خصوصاً جامعہ قاسمیہ کھروڑ سے حضرت مولانا محمد ایوب صاحب معتمد تعلیمات اور مفتی محمد جابر صاحب جو ہمارے رفیق بھی ہیں مولانا محمد جاوید صاحب مہاراشٹری اور دیگر حضرات اساتذہ جن کے نام سے احقر واقف بھی نہیں ہے اس طرح ماہی پالن پور سے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب (جو بزرگ ہستی ہیں بہت سے طلباء و مستفیدین کے ساتھ حاضر خدمت ہوتے حضرت شیخ صاحب کبھی فرماتے کہ ”عبدالرشید اپنی پارٹی کو اٹھاؤ، چلو بس“ اسی طور سے حضرت مولانا محمد صالح صاحب استاذ تفسیر و حدیث کفلیتہ بہت سے طلباء کے ساتھ تشریف لاتے اور بعض مرتبہ تو مولانا مفتی محمد صالح صاحب مع اہلیہ کے بھی تشریف لاتے اور دونوں مل کر حضرت کی خدمت کا حق ادا فرماتے۔

اسی طرز سے حضرت کے بے تکلف محسن و محب حضرت مولانا نورالدین صاحب مع ہمراہیوں کے اور حاجی صاحب جن کے نام سے احقر واقف نہیں اور ڈاکٹر محمد طلحہ صاحب کے والد ماجد (جو علماء نواز اور علماء کے قدردان ہیں) اور فلاح دارین ترکیسر گجرات سے سادگی و پرکار کے پیکر جمیل حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث صاحب ٹنکاروی اور بابو بھائی اور بھائی مزمل صاحب اور بھائی مولانا محمد اور مولانا محمد بن یامین اور ان کے چھوٹے بھائی اور بھی بہت سے احباب ہوتے جو حضرت کی خدمت بھی فرماتے اور ملاقات بھی ان کے علاوہ اور بھی دیگر مدارس کے ذمہ داران مدرسین و طلباء ہوتے جو حضرت شیخ کو ہر طرح سے آرام پہچانے کی کوشش کرتے اور

خادم پر بھی احسان فرماتے ساتھ دیتے اور کام میں ہاتھ بٹاتے اور سہولت وآرام کی ہر ممکن کوشش کرتے جس سے احقر کو بڑی مدد ملتی اللہ تعالی سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علم وعمل کی ترقی سے ہمکنار فرمائے۔

اہل لندن اور دوبئ

لندن وانگلینڈ کی مشہور ومعروف شخصیت ابتدائی دور کے خادم خاص حضرت مولانا مفتی محمد شبیر صاحب لندنی مع اہلیہ کے تشریف لاتے اور حضرت کے حجرہ کی مکمل صفائی فرمادیتے کتابوں پر نئی پنیاں اور پرانا سامان جو قابل استعمال نہ ہوتا حجرۂ شیخ سے باہر نکال دیتے اور کھانے وغیرہ کی پوری ذمہ داری ہماری خالہ اور مفتی صاحب کی اہلیہ بحسن وخوبی نبھائی احقر کی ان دنوں میں کچھ آزادی رہی، چونکہ اندر حجرہ کے اور مطبخ کے سب ہی کام مفتی صاحب اور آپ کی اہلیہ انجام دیتیں (خالہ صاحبہ) مفتی صاحب کی اہلیہ کو بھائی مفتی محمد خالد ’’کوسنبہ‘‘ اور احقر بھی خالہ کہہ کر پکارتا تھا آپ کھانا وغیرہ بہت عمدہ اور نظم ونسق کی حسن تدبیر رکھنے والی اور وقت کی مدرسۃ البنات لندن کی شیخۃ الحدیث تھیں اپنے پاس میں لیپ ٹاپ بھی رکھتی تھیں حضرت شیخ صاحب کو مشکوٰۃ شریف کی روایت کی تخریج کرکے بھی دی ساتھ میں آپ کے بیٹے بیٹیاں بھی ہوتیں اور حضرت شیخ العلام سے کہلوادیتیں کہ پُرانا سامان ہم باہر نکال دیں گے اور جو آپ کو ضرورت ہو وہ ہم نیا لادیں گے چنانچہ بہت سے برتن نئے منگا کر اور کھانا گرم کرنیکی مشین اور دیگر بہت سی چیزیں نئے سامان کی شکل میں دیکر گئیں اور احقر وآصف سے یہ بھی کہہ کر گئیں ہماری کوئی ضرورت ہو مجھے فون کر کے بتلادینا مفتی صاحب بھی جو بذات خود بہت ہی نیک طبیعت سادہ مزاج ہیں احقر سے بہت شفقت کا معاملہ فرما کر گئے۔

ہمارے رفیق صالح بھائی مولانا مفتی محمد لندنی جو خوبصورت وخوب سیرت اور آخری دور کے کاتب شیخ رہے ہیں وہ بھی آئے اور بھائی محمد سرفراز صاحب جو احقر کے بے تکلف دوست اور نیک آدمی ہیں وہ بھی آتے اور اسی طرح دوبئی سے حاجی صاحب اور نہ جانے دوسری جگہوں سے کتنے حضرات خدمتِ شیخ میں آتے اور اپنی دینی ترقی حاصل کرتے۔

حوصلہ افزائی

جس وقت حضرت مفتی شبیر صاحب لندنی تشریف لائے تو احقر کی طبیعت علیل تھی اور نیچے حجرۂ مدرسہ میں آرام کر رہا تھا تو حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحبؒ نے ایک بچہ سے فرمایا کہ ہمارے آصف کو بلا کر لاؤ عشاء کی نماز وہی پڑھائیگا احقر حکم سن کر سعادت سمجھتے ہوئے اوپر آگیا اور عشاء کی نماز والضحیٰ اور الم نشرح کے ساتھ پڑھائی قرآن پاک قدرے خوبصورت انداز سے پڑھا تو نماز سے فراغت پر نصیحت فرمائی۔

قرآن اللہ کو راضی کرنے کیلئے پڑھا جاتا ہے

حضرت شیخ العلام صاحب نے نماز سے فراغت پر فرمایا ”قرآن اللہ کو راضی کرنے کیلئے پڑھا جاتا ہے“ مہمانوں کو خوش کرنے کیلئے نہیں چونکہ دورانِ نماز خوش الحانی میں قدرے اضافہ ہو گیا تھا اسلئے فوراً اصلاح فرمائی کہ کام کا مقصد خدا کی رضا ہونی چاہئے۔

حضرت کے جلسے

حضرت شیخ العلام صاحب جلسے میں زیادہ شرکت نہیں فرماتے بلکہ درس وتدریس اور کتب بینی میں ہی مشغول رہتے احقر کی معلومات میں صرف دو جگہ کا علم

ہے (۱) سرزمین سہارن پور میں ڈنمارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کشی کے خلاف مقام عیدگاہ میں حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب ندوی رئیس المعہد الاسلامی کی نگرانی میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد ہوئی اس میں حضرت شیخ العلام صاحب بھی تشریف لے گئے احقر ان دنوں مظاہر علوم میں جلالین یا جماعت مشکوٰۃ کا طالب علم تھا طلباء بھی اس تاریخی کانفرنس میں جارہے تھے راستہ میں جیسے ہی حضرت شیخ صاحب کی گاڑی گزری تو اس وقت اہل سہارنپور اور طلباء عزیز نعرہ بازی کرتے جارہے تھے اور کبھی کبھی کانفرنس کے دوران بھی کسی خطیب کے جملوں پر نعرہ بازی کرتے احقر کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب حضرت شیخ صاحب کی گاڑی اسٹیج پر پہنچی تو حضرت نے خطاب شروع کرتے ہوئے بس تین باتیں ارشاد فرمائیں (۱) نعرہ بازی کی تردید کی کہ یہ ”کوئی میدان جہاد تھوڑا ہی ہے؟ کہ آپ نعرہ لگا رہے ہو“ (۲) سابقہ ایک بددعاء کا تذکرہ چنانچہ آپ نے روتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ڈنمارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنانے والے کے حق میں بددعا کی تھی اللہ رب العزت نے قبول فرمائی (۳) اور پھر موجودہ حکومت کے خلاف بددعا فرماتے ہوئے مسلمانوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیا پھر فرمایا ”ناظم یہ تقریر شائع کردینا“ جو بعد میں استاذ تفسیر حضرت مولانا ساجد حسن صاحب نے بعد تصحیح شائع کی اور پھر روتے ہوئے گفتگو اور تقریر بند کردی۔

امین عام کا خطاب

آپ کے بعد نواسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اور جامعہ مظاہر علوم کے امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب الحسنی دامت برکاتہم نے وَتِلْکَ

الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ کی تلاوت فرما کر ایک جامع و پر اثر خطاب فرمایا۔

مفسر قرآن کا بیان

آپ کے بعد استاذ گرامی بے مثال مفسر قرآن حضرت الحاج مولانا محمد ساجد حسن صاحب استاذ تفسیر و حدیث مظاہر علوم جدید نے انا ارسلناک شاهدا ومبشراً ونذیراً لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتعقروه وتسجوه بکرة واصیلاً کی روشنی میں ایک دلپزیر بیان فرمایا۔

مفکر ملت کا وعظ

مادر علمی جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور کے روحِ رواں مفکر ملت حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحب نے بھی ایک دردانگیز اور فکر انگیز وعظ فرمایا۔

دوسرا جلسہ

احقر کے ناقص علم میں دوسرا جلسہ جس میں حضرت نے شرکت فرمائی وہ مدرسہ مظاہر علوم جدید کا انعامی کتب کی تقسیم کا جلسہ تھا اس میں حضرت نے اسٹیج پر بیٹھ کر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا تذکرہ فرمایا اور حضرت مولانا رومؒ کی مثنوی کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید کچھ باتیں ارشاد فرمائیں۔ (واللہ اعلم)

سب سے اچھی تقریر

ایک مرتبہ دار جدید کی مسجد میں سالانہ تقسیم انعامی کتب کا جلسہ ہو رہا تھا اور حضرت اقدس الحاج مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم اعلیٰ مظاہر علوم اس میں تقریر فرما رہے تھے اور احقر حضرت شیخ صاحب کے کمرہ میں حضرت ہی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو شیخ

صاحب نے دریافت فرمایا "تقریر کون کررہا ہے؟" احقر نے عرض کیا جی "مولانا محمد سلمان صاحب" پھر حضرت اقدس شیخ نے معلوم کیا "سب سے اچھی تقریر کس کی ہوتی ہے؟" احقر نے عرض کیا "مولانا سلمان ناظم صاحب کی" پھر معلوم کیا اور میری؟ احقر نے عرض کیا جی آپ کی تو سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے اس پر شیخ ہنس پڑے اور فرمایا کہ میں تو اپنے معیار سے بہت نیچے اُتر کر بات کرتا ہوں۔

حضرت کے ایک جملہ کی برکت

احقر کے گاؤں بھلسوہ عیسیٰ پور ضلع سہارن پور میں مدرسہ کا سالانہ جلسہ تھا احقر بھی جانا چاہتا تھا حضرت سے چھٹی اور جانے کی تمنا ظاہر کی، فرمایا تو کیا کریگا جلسہ میں؟ احقر نے عرض کیا "جی میں بھی تقریر کروں گا" فرمایا "جاؤ" آ گیا اور جلسہ میں تقریر بھی کی اور بخاری شریف میں بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کے غار میں چھپنے اور دعا بواسطہ عمل خالص کی برکت سے نجات عن الغار کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اسکو مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً کی دلیل بناتے ہوئے مختصر تقریر کی اور اختتام جلسہ پر احقر حضرت کے پاس چلا آیا تو حضرت نے دریافت کیا تقریر کی تم نے؟ احقر نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے مختصراً تقریر کا بھی حوالہ اور ذکر کیا اس پر حضرت شیخ صاحبؒ نے فرمایا اسی کو سنانے کیلئے یہ واقعہ نقل کیا گیا فرمایا "یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کسی کسی کو دیتا ہے" میں سمجھتا ہوں کہ احقر جو دو لفظ کہہ لیتا ہے یہ حضرت کے اسی جملہ کی برکت ہے۔

غصہ کرنیکی مصلحت

مشہور تھا کہ حضرت شیخ صاحب بڑا غصہ کرتے تھے احقر سمجھتا ہے کہ آغاز و ابتداء

میں ایسا لگتا تھا ورنہ تعلق ومحبت کے بعد حضرت سے زیادہ شفیق شاید کوئی نظر آتا والدین سے بھی زیادہ شفیق ومہربان تھے جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے باوجودیکہ آپ بہت زیادہ علیل وبیمار تھے اور گھٹنوں کی تکلیف کے سبب از خود کھڑا نہیں ہوسکتے تھے اور خود فرماتے بھی تھے کہ "اب میرے گھٹنے میرا بوجھ برداشت نہیں کرتے" لیکن ایک دن احقر حجرہ میں ہی سویا ہوا تھا کہ اچانک حضرت کو استنجاء کا تقاضا ہو گیا تو آپ گھسٹ گھسٹ کر دیوار کے پاس آئے اور پھر دیوار سے سہارا لیکر استنجاء خانہ تشریف لے جارہے تھے کہ احقر کی آنکھ کھل گئی میں گھبرا کر اٹھا تو حضرت شیشہ والی ونڈو کے پاس چلے گئے تھے احقر حاضر خدمت ہو کر سہارا دینے لگا تو فرمایا میں نے اسلئے نہیں اٹھایا کہ آصف کی ابھی آنکھ لگی ہوگی اور اسے رات میں بھی اٹھنا ہوتا ہے" اللہ اکبر کبیرا کس قدر شفقت تھی حالانکہ خادم اور احقر کے اندر سونے کا مقصد ہی حضرت کو آرام پہنچانا اور وضوء واستنجاء کیلئے لے جانا ہوتا تھا" اور پھر ایک مرتبہ حضرت کے حجرہ مین جناب مولانا مفتی قاری انیس صاحب استاذ مظاہر علوم اور جناب قاری محمد ایوب صاحب ناظم مدرسہ ترتیل القرآن سہارنپور اور ایک دو دوسرے ساتھی بھی تھے کچھ بے تکلفی کی باتیں چل رہی تھیں کہ مفتی انیس صاحب نے عرض کیا کہ جی آپ کے غصہ کے ڈر اور ڈانٹ کی گھبراہٹ سے لوگ آتے ہوئے ڈرتے ہیں فرمایا اگر میں اس طرح نہ ڈانٹوں تو مجھے یہ کام کرنے دیں گے؟ اور بات بھی یہی تھی کہ لوگ بے وقت بھی آ آ کر خادم سے زبردستی اندر جانے کی کوشش کرتے رہتے گویا حضرت تو ہمہ وقت تخریج حدیث، تدقیق حدیث، تفسیر حدیث، تشریح حدیث ہی میں لگنے کو اصل سمجھتے اور زبان حال سے گویا ہوتے ۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں
کیا فردوسئ مرحوم نے ایران کو زندہ
خدا توفیق دے تو میں کروں نبی کے فرمان کو زندہ

اہتمام صدقہ

حضرت بذات خود صدقہ کرنیکا اہتمام فرماتے یومیہ ایک ہزار روپئے صدقہ فرماتے رہتے اور بہت سی مرتبہ خادم سے فرماتے کہ آج کا حساب پورا ہو گیا تو وہ عرض کرتا کہ ہو گیا تو بہت اچھا ورنہ کہیں سے کچھ آتا تو فرماتے لاوان سے پورا کرلو اپنے پاس تو کم ہی رکھتے تھے بلکہ زہد و استغنائیت کی زندگی گزارتے تھے اور احقر کے دورہ حدیث کے سال حضرت کی طبیعت بہت خراب ہوئی تو آپ ایسے ہی غشی کے عالم میں رہتے تھے جیسے آخر عمر مرض الوفات میں مگر جیسے ہی کچھ غشی وغنودگی کم ہوتی تو فوراً فرماتے صدقہ کرو بار بار بھیجتے رہتے حتی کہ فضل خداوندی اور برکت صدقہ کی بنیاد پر طبیعت پھر سے بحال ہو گئی ہمیں تو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آپ صدقہ کرنیکا بار بار حکم اور تاکیدی حکم کیوں فرماتے ہیں مگر جب حضرت کی تخریج کردہ حدیث تَداوَوْا بِالصَّدَقَةِ (اخرجہ الطبرانی) (صدقہ کے ذریعہ بیماری کا علاج کرو) نظر سے گزری تو حضرت کا عمل بالحدیث اور یقین صادق سمجھ میں آگیا۔

زہد و استغنائیت کا انوکھا واقعہ

ایک مرتبہ احقر کمرہ میں ہی موجود تھا کہ ایک صاحب نیلے کلر کی روپیوں سے بھری پولوتھین لائے جو پنی کے باہر سے اچھی طرح نظر آرہے تھے ایک اندازہ کے مطابق لاکھوں روپئے ہونگے” لاکر حضرت کے سامنے رکھ دیئے، حضرت شیخ صاحب

نے دریافت فرمایا کہ کیا ہے؟ بولے کہ یہ پیسے آپ کے لئے ہدیہ ہیں حضرت شیخ صاحب نے فرمایا بھائی ان کو اُٹھا لو میں کیا کروں گا اتنے پیسوں کا؟ وہ صاحب کہنے لگے کہ جی پھر مدرسہ میں دیدیو، فرمایا کہ "نہیں ان کو اٹھالو اور لے جاؤ یہاں سے" احقر کو اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت نے ان کو نگاہ بھر کے نہ دیکھا اور لینا تو درکنار ہاتھ سے چھویا تک نہیں اللہ اکبر دنیا سے کتنی بے رغبتی تھی آپ کی اور کیسا زہد و استغناء تھا آپ میں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت اور مسنون دعائیں

حضرت شیخ صاحب ذکر و اذکار اور مسنون دعاؤں کا بھی بڑا اہتمام فرماتے افادہ کے طور پر جو سنی سپرد قرطاس اور ضبط تحریر کی جاتی ہیں۔

بیدار ہوتے وقت

جب آپ صبح بیدار ہوتے تو اپنی آنکھوں کو مسلتے ہوئے مشہور دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ پھر استنجاء خانہ میں تشریف لے جاتے داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھتے۔

بیت الخلاء سے نکلتے وقت

داخل ہوتے وقت اوپر والی دعا پڑھتے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں باہر نکالتے اور دایاں ہی ہاتھ خادم کے ہاتھ میں بطور سہارا دیتے ہوئے خروج بیت الخلاء کی دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ہاتھ پاؤں وغیرہ صاف کرا کر کپڑے پہن کر نماز کے لئے مصلیٰ پر آتے تو

راستہ میں دعاء

کپڑے پہن کر جب آپ مصلے پر آتے تو راستہ میں یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَسَمْعِیْ نُوْراً وَبَصَرِیْ نُوْراً وَتَحْتِیْ نُوْراً وَخَلْفِیْ نُوْراً وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْراً وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْراً وَاجْعَلْ نُوْراً یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ پھر مصلے پر بیٹھ کر مختصر قرأت کے ساتھ دو رکعت سنت فجر پڑھتے۔

صبح کے اذکار

پھر نماز کے بعد اشراق تک ذکر واذکار میں لگے رہتے اور سورج نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھتے اَصْبَحْنَا بِکَ وَاَصْبَحْنَا الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ بِسْمِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ نَھَارِکَ وَاِدْبَارُ لَیْلِکَ فَاغْفِرْلِیْ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْسَّلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلاً وَنَبِیًّا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الْیَوْمِ وغیرہ.

کھانے کے وقت

آغاز میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ درمیان میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وغیرہ کہتے رہتے بہت معمولی کھانا کھاتے درمیان میں ایک واقعہ یاد آیا اس کو بھی لکھتا ہوں اگرچہ مضمون دوسرا ہے۔

ڈاکٹر منگن کا قول:

آپ چونکہ معمولی کھانا تناول فرماتے جیسا کہ پہلے گزر چکا چنانچہ ایک مرتبہ

زیر علاج تھے تو ڈاکٹر منٹن نے جو انگریزی میں بات کرتا تھا اس نے کچھ کہا تو حضرت نے موجود بچوں اور تیمارداری کرنیوالے خوش بخت حضرات سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ حاضرین نے بتلایا کہ یہ ڈاکٹر صاحب یوں کہہ رہے ہیں کہ یہ آدمی اپنی بوڈی کے حساب سے نہیں کھاتے اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ یہ کھانا بہت معمولی کھاتے ہیں اور بدن کو ضرورت زیادہ کی ہے اور اگر ایسا ہی کرتے رہے تو ان کے ہاتھوں میں راشہ اور کپکپی آجائیگی چنانچہ اخیر عمر میں جب آپ کے ہاتھ میں راشہ آگیا تو اس وقت حضرت نے احقر کو یہ واقعہ سنایا اور فرمایا کہ ڈاکٹر منٹن نے صحیح کہا تھا بڑا تجربہ کار ڈاکٹر تھا پھر آپ نے تھوڑی مقدار طعام زیادہ کی تو راشہ میں بھی تخفیف آگئی۔

کھانے کے بعد

بڑھاپے کی وجہ سے آپ آہستہ آہستہ کھانا تناول فرماتے فراغت پر یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور یہ بھی پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَم وَاَسْقٰی وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجاً اور پڑھتے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلاَقُوَّۃٍ.

دسترخوان اٹھاتے وقت

خادم جب دسترخوان اٹھاتا تو خود حضرت شیخ یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلاَ مُوَدِّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا اور کبھی اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلاَمَکْفُوْرٍ.

پانی اور مشروب کے وقت

جب آپ پانی یا کوئی اور مشروب پیتے تو بسم اللہ ضرور فرماتے بلکہ ہر کام سے

پہلے تسمیہ ضرور کرتے۔

ہر کام سے پہلے بسم اللہ

جو بھی کام آپ شروع کرتے اس سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھتے حتی کہ کتاب ہاتھ میں لیتے وقت بھی کمرہ میں داخل ہوتے نکلتے کمرہ و پنکھا کھولتے و بند کرتے حتی کہ لائٹ کھولتے و بند کرتے بھی۔

لیٹتے وقت

مشہور دعاء اَللّٰھُمَّ بِاِسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی اور داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے پھر بات نہ فرماتے اور اگر بات کر لیتے تو دوبارہ پھر دعا کا اہتمام کرتے۔

وضوء کی دعائیں پڑھتے اور خاص طور پر یہ دعا پڑھتے

بِسْمِ اللّٰہ سے اور کبھی بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُلِلّٰہ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ سے وضو کا آغاز کرتے کلی کرتے ہوئے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ اور ناک میں پانی ڈالتے ہوئے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ اور چہرہ دھلتے ہوئے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَنَسْوَدُّ وُجُوْہٌ اور اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

مخصوص دعائیں

اور زیادہ تر آپ وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اور درمیان میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ

فِیْ رِزْقِیْ اور اَشْھَدُ اَن لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور آخر میں بھی شہادتین پڑھتے۔

قومہ کی دعا

رکوع کے بعد کھڑے ہو کر اس دعا کو پڑھنے کی آواز آتی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ۔

جلسہ کی دعا

جب دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے تو ان کلمات کی آواز آتی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔

نماز سے فراغت پر

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

آیۃ الکرسی

سلام پھیرنے کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اَللّٰہُ اَکْبَر پھر سر پر ہاتھ رکھ کر غالباً یَا قَوِیُّ یَاقَوِیُّ گیارہ دفعہ پھر ”آیة الکرسی“ پڑھتے پھر گیارہ مرتبہ یَانُوْرُ اور دونوں شہادتین پر دم کر کے اپنی آنکھوں میں لگاتے پھر تسبیح فاطمی پڑھتے۔

رخصت کرتے وقت

جب کسی مہمان کو رخصت کرتے تو یہ دعا پڑھتے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ.

شام کے وقت

غروب شمس سے قبل آپ مصلےٰ پر قبلہ رُو بیٹھ کر شام کے اذکار مثلاً (١) اَمْسَيْنَا بِکَ وَاَمْسَيْنَا الْمُلْکُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ غَيْرُکَ (٢) بِسْمِ اللّٰهِ لَايَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْئٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (٣) رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًاوَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّرَسُوْلاً (٤) اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِکَ وَاِدْبَارُنَهَارِکَ فَاغْفِرْلِيْ

عشاء کے نوافل سے فراغت پر

عشاء کی سنن ونوافل سے فراغت پر سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس تین دفعہ پڑھتے اور پہلی دفعہ آہستہ سے دوسری دفعہ کچھ آواز سے اور تیسری دفعہ قدرے کھینچ کر بلند آواز سے جیسا کہ سنت ہے۔

سوتے وقت

جب آپ سونے کیلئے لیٹتے تو پھر مشہور دعا کے ساتھ بِسْمِکَ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِکَ اَرْفَعُ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِيْنَ.

میت کی زیارت کرتے وقت

احقر نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ جی میت کا جب چہرہ دیکھتے ہیں تو کیا دعا پڑھنی چاہیے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (بظاہر اس میں نعمتِ زندگی پر شکر رب ہے اسی لئے یہی دعا ارشاد فرمائی)

تعمیر مسجد کے وقت

احقر نے حضرت سے عرض کیا کہ اینٹ کو ہاتھ میں لیکر کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام جو پڑھتے تھے (رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ)

سنت کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی شخصیت

حضرت اقدس علامہ شیخ یونس صاحبؒ سنت کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ایک شخصیت تھی اسی لئے ہر مقام پر ذکر مسنون اور سنت نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی رعایت فرماتے مثلاً کھانے سے پہلے بسم اللہ اور ہاتھ کا دھلنا، کلی کرنا، پھر ہاتھ صاف نہ کرنا، درمیان میں ذکر اللہ کرنا، خادم کو بھی ایک آدھ لقمہ اپنے ساتھ کھلانا بعد میں ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ہاتھ صاف کرنا آخری دعائیں پڑھ کر دسترخوان اٹھوانا یہ افعال ہر کس وناکس کے نہیں بلکہ سنت نبوی سے مزین شخصیت اور سنت کے قالب میں ڈھالی گئی شخصیت وذات والاصفات ہی کرسکتی ہے۔

نظافت وطہارت کے نمونے

بظاہر حضرت اقدس شیخ العلام کی تخلیق ہی نظافت وطہارت پر تھی اسی لئے وضوء کے بعد الگ تولیہ استعمال کرتے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھل کر دوسرا اور پیشاب کے بعد ہاتھ دھل کر تیسرا تولیہ متعین تھا جو خادم کو معلوم رہتا کہ وضوء کے بعد یہ تولیہ اور کھانے کے بعد یہ اور استنجاء کے بعد یہ ان کی جگہیں بھی متعین تھیں اور کام بھی قدم صاف کرنے کیلئے الگ کپڑا ہوتا ایک ہی کپڑے سے ہر کام نہ لیتے یہ تو ظاہری نظافت وپاکیزگی

تھی اور باطنی صفائی وشفافیت کا حال یہ تھا کہ آنیوالے کے اثرات آپ کے قلب اطہر پراور دل منور کے صاف وشفاف آئینہ میں ظاہر ہو جاتے اور بہت سی مرتبہ اس کا اظہار بھی فرما دیتے کہ ”تم میں سے گناہوں کی بو آرہی ہے“

گناہوں کی بدبو

تدریس کے دوران ایک روز عصر کے بعد احقر حاضر ہوا تو دو تین آدمی حاضر ہوئے جن کے کپڑے صاف ستھرے اور سفید اور بظاہر عود خوشبو کی مہک بھی آرہی تھی دیکھنے سے اپنی ہی لائن کے معلوم ہوتے تھے اور حضرت شیخ صاحب آنکھیں بند کئے حسب معمول بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی آپ نے ان حضرات کی طرف دیکھا تو برجستہ فرمایا تم میں سے گناہوں کی بدبو آرہی ہے یہاں بیٹھ کر مجھے پریشان نہ کرو۔

ساتھی کا واقعہ

احقر آصف کے ایک درسی ساتھی تھے وہ بھی کبھی کبھی حضرت کی گاڑی اٹھا لیتے تو حضرت ان سے منع فرماتے ایک مرتبہ منع کیا دو مرتبہ منع کیا، پھر ایک روز سختی سے منع فرما دیا کہ ”تم نہ میری گاڑی اٹھانا، اور نہ میرے حجرہ میں آنا تم میں سے گناہوں کی بدبو آتی ہے“ ایک روز احقر نے اس ساتھی سے پوچھا کہ تم کو حضرت کیوں منع کرتے اور ڈانٹتے ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے گزشتہ رمضان کے بعض گناہوں کا اقرار کیا بعد میں یہ ساتھی بیعت ہو گئے اور پھر حضرت اقدس شیخ صاحب کے حجرہ میں صبح میں دورہ کے سال میں ہی دیر تک ذکر کرتے رہتے تھے اور کبھی کبھی پھر حضرت ان کو چائے بھی پلواتے اور ذکر جہری بڑے دل سے خوبصورت انداز میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے انہیں بھی اور احقر عاصی کو بھی۔ (آمین)

دو نفوس قدسیہ

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کی بدبو کی وجہ سے فرشتے انسان سے دور ہٹ جاتے ہیں پھر نیکی کرتا ہے تو قریب آجاتے ہیں ہمارے اکابر عظام میں اس خاص صفت کے حامل دو ہی حضرات اور دو ہی نفوس قدسیہ میں یہ ملکہ موجود تھا ایک قطب عالم شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم ثم المہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ اور دوسرے ان کے شاگرد خاص اور منظور نظر شیخ زمن حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث مظاہر علوم دونوں حضرات اور نفوس طاہرہ و مطہرہ کے ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں ان حضرات سے گناہوں کی بدبو کا احساس ظاہر کرتے ہوئے سنا و دیکھا گیا اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیشہ ایسے نفوس قدسیہ کے سایہ سے ہم سب مسلمانوں کو سرفراز فرمائے رکھے۔ (آمین)

جمادی الثانی اور درس بخاری

امتحان ششماہی کے بعد درس بخاری و مسلم کی رفتار بڑھ جاتی اور جمادی الثانی میں تو مغرب کے بعد بھی درس شروع فرمادیتے حتی کہ رجب المرجب کے مہینہ میں بخاری شریف پوری فرمادیتے۔

ختم بخاری شریف کا انتظار

بخاری شریف کے پورا کرانے کیلئے حضرت کی طبیعت میں بھی تغیر آجاتا، اور روز بروز وقت پر پورا کرنیکی فکر بڑھتی جاتی ادھر حضرت کے چاہنے والوں کے فون آنے شروع ہوجاتے کہ کب ہے ختم بخاری؟ حضرت بخاری شریف کب کو پوری کرا رہے ہیں؟ اور حضرت اس کو چھپاتے رہتے بعض خواص کو علم ہوجاتا وہ اپنے خاص

کو بتلاتے اور وہ اپنے خاص لوگوں کو بتلاتے کہ یہ ہو جائیگا کہ فلاں دن ہوگی پھر اس میں بھی وقت کی تعیین نہ ہوتی تھی اسکا انتظار رہتا کہ شاید صبح میں ہو آخری سبق یا شام میں طلباء دورۂ حدیث شریف کے دلی جذبات امنڈتے رہتے اور ترانے و نظمات تیار ہوتے رہتے بالآخر وہ دن اور وہ گھڑی آہی جاتی جس کا شدت سے انتظار رہتا تھا۔

احقر کی عبارت خوانی کا اعزاز

ختم بخاری شریف سے ایک یا دو دن پہلے حضرت نے بھائی آفتاب سے فرمایا کہ ہمارے آصف کو ہماری طرف سے رومال لا کر دو، اس نے بخاری شریف کی عبارت پڑھی ہے لہذا ہماری طرف سے ان کو پگڑی باندھو، وہ صاحب بھول گئے پھر اگلے روز فرمایا کہ ایک رومال لیکر آؤ کل کو آصف کو پگڑی باندھنا ہماری طرف سے وہ صاحب عصر کے بعد ایک مہرون کلر کا رومال لیکر آئے۔

دستارِ فضیلت

اگلے روز صبح میں حضرت شیخ نے فرمایا رومال لاؤ اور آصف کو پگڑی باندھو، چنانچہ حضرت کے بدست وہ دستار فضیلت و برکت عطا کی گئی جس سے احقر کو انتہائی خوشی ہوئی کیونکہ احقر سراپا تقصیر کے لئے اس سے بڑا کیا مقام ہو سکتا تھا کہ مولائی و مرشدی ہی کی جانب سے دستار فضیلت عطا ہوئی (للہ الحمد ثم للہ الحمد) پھر حضرت سبق میں تشریف لے گئے احقر نے سند کا حصہ پڑھا اور حضرت نے متن حدیث.

احقر کی ختم بخاری کا منظر

آخری دن جب حضرت اقدس شیخ صاحب سبق میں تشریف لاتے تو اس وقت

دارالحدیث طلباء وعلماء سے اور آس پاس کے مہمانوں وچاہنے والوں سے کھچا کھچ بھری رہتی تھی جن میں وقت کے شیوخ قطب وابدال اور مصنفین ومحدثین کی کثیر تعداد کے ساتھ قرب وجوار کے علماء وعوام کا بھی ایک جم غفیر ہوتا تھا احقر کے سال میں بھی ایسا ہی حال تھا چنانچہ پھر احقر آصف نے آخری حدیث بخاری شریف کی سند پڑھی اور حضرت نے متن **کلمتان حبیبتان الی الرحمان ثقیلتان فی المیزان خفیفتان علی اللسان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** پڑھ کر (جو بخاری شریف کی آخری حدیث ہے) تفصیلی کلام فرما کر آخر میں ایک شعر پڑھتے ہوئے کتاب بند فرمادی۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہے
ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

تواضع وکم مائیگی کا اشارہ

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کے اس شعر سے دو باتیں اشارۃ معلوم ہوئیں ایک تو اپنی تواضع وکسر نفسی اور کم مائیگی علم کا اعتراف کہ کلام تو بہت ہوسکتا ہے اور ضرورت بھی ہے اور بہت سی مفید وکار آمد باتیں قابل بحث وذکر ہیں مگر میری بساط سے باہر ہیں اور یہ تواضع وکسر نفسی کا حال اس وقت تھا جب کہ آپ اپنے وقت کے امیر المؤمنین فی الحدیث اور علم کے پہاڑ تھے اور آپ کے علوعلم پر پوری امت کا اتفاق تھا یہاں پہنچ کر ہمیں بھی اپنے بارے میں غور وفکر کرنا چاہئے کہ آتا جاتا کچھ ہے نہیں اور بڑوں پر تبصرہ اور ہمہ وقت اپنے کو بڑا تصور کئے پھرتے ہیں جب کہ جو حقیقت میں بڑے ہیں وہ چھوٹا تصور کر کے درس عبرت دے رہے ہیں ہم کہاں؟ وہ کہاں؟

اور دوسری بات احقر ناقص العقل والفہم کو یہ سمجھ میں آئی کہ ابھی درس بخاری شریف کا حضرت کو اور بھی موقع فراہم ہوگا الحمد للہ اس کے بعد بھی حضرت شیخ العلام نے تقریباً ۹ رسال بخاری شریف پڑھائی۔ فلله الحمد ثم لله الحمد

ختم بخاری پر حضرت پیر صاحب کی دعاء

ختم بخاری اور تکمیل مسلسلات پر بقیۃ السلف حجۃ الخلف جانشین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب پیر جی کی گراں قدر نصیحتیں ہوتی اور پھر دعا بھی فرماتے اور حضرت شیخ العلام صاحب تو اختتام دعا پر مختصراً ۳ر۴ رمنٹ میں دعاء کراتے جس سے طلباء وعلماء اور موجودین کی حالت میں غیر معمولی تغیر اور رقت میں اضافہ اور چیخ وپکار سے دار الحدیث گونج اٹھتی اور سامعین ووار دین کی امیدیں بر آتی“

دعاء حضرت شیخ العلام کی ایک جھلک

مگر جب احقر کی ختم بخاری کے موقع پر حضرت پیر صاحب کو بلانے کیلئے طلباء گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت پیر صاحب کاندھلہ تشریف لے گئے ہیں اسلئے ۲۰۰۸ء میں حضرت شیخ العلام مولانا محمد یونس صاحب نے ہی جامع نصیحتیں فرمائی اور طلباء کو معصیت ونافرمانی سے توبہ کی ترغیب دیتے ہوئے دعاء کا آغاز فرمایا یا اللہ ہمارے گناہوں کو ختم فرما ہماری لغزشوں کو درگزر فرما ناقدریوں کو معاف فرما، ہماری توبہ کو قبول فرما، طلباء کے قلوب کو نور نبوت سے مالا مال فرما، بے اولادوں کو صالح اولاد عطا فرما، بے مکانوں کو مکان عطا فرما، بے دکانوں کو دوکان عطا فرما، اور بے روزگاروں کو حلال روزگار عطا فرما، اور جس نے جتنی پابندی کی (سبق میں حاضری کی اہتمام کیا) اس کو اتنا ہی عطا فرما اور ہم سے طلباء کی جو حق تلفی ہوئی اسے معاف فرما، بس اس جملہ نے دار الحدیث میں

کہرام مچادیا چیخ وپکار کی آواز سے دارالحدیث میں شگاف پڑنے کے قریب ہوگیا، قلب وجگر کی سرد وبارد اور ساکن وساکت انگیٹھی میں رقت وانفعال کے شعلہ بھڑکنے لگے اور ہرایک میں اپنی گذشتہ زندگی سے ندامت وخجالت اور آئندہ طاعت وفرمانبرداری کا جذبہ عروج وارتقاء پر پہنچ گیا اور حضرت کی بھی چیخ نکل گئی جس سے مجمع کی حالت تو دیگرگوں ہوہی گئی در ودیوار بھی گرنے کے قریب ہوگئے اور دلوں میں اضطراب وبے چینی کا یہ عالم تھا کہ مارے خوف خدا اور گزشتہ پر ندامت سے پھٹ پڑیں سامعین بے قابو ہوگئے اور جس کا صحیح اندازہ ختم بخاری میں شریک ہونیوالے حضرات ہی لگا سکتے تھے“

مستجاب الدعوہ شخصیت

حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب (پیر صاحب) صاحبزادہٗ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی ایک غیر معمولی شخصیت ہیں سادگی ومتانت کے امام، زہد واستغنائیت کی عجیب مثال، خشیت وخوف خدا کے محور ومرکز، اور اپنے والد محترم حضرت اقدس شیخ زکریا نور اللہ مرقدہٗ کے سچے جانشین اور وارث مظاہر علوم ودارالعلوم کے سرپرست خدارسیدہ بزرگ اور گوناگوں صفات کے حامل عنداللہ وعندالناس مقبول ترین اور پوری امت کے بڑے مرد مجاہد اور درویش صفت انسان اور مستجاب الدعوہ شخصیت ہیں جو اپنی آہ سحرگاہی اور نبض شناسی سے امت محمدیہ کی صحیح راہنمائی فرمارہے ہیں اللہ تعالی آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھے اور سایہ عاطفت کو غیر معمولی دوام عطا فرمائے۔ (آمین)

چونکہ آپ مستجاب الدعوہ انسان ہیں اسلئے اختتام بخاری ومسلسلات میں آپ کی دعاء لازم کے درجہ میں تھی الا یہ کہ آپ سفر پر ہوں یا کسی دوسرے عذر پر اور حضرت شیخ صاحب تو اختتام دعا پر وجد واضطراب اور بے کلی کے ساتھ انتہائی اخلاص اور پورے

عاجز بنکر چند منٹ دعاء فرماتے اگرچہ آپ بھی مستجاب الدعوہ انسان تھے۔ واللہ اعلم

حجرۂ شیخ کا منظر

ختم بخاری شریف کے بعد حضرت اقدس شیخ العلام صاحب اپنے حجرہ شریفہ میں جلوہ گر ہو جاتے چاہنے والوں کا ایک جمع غفیر ہوتا، ہر ایک حضرت کے دیدار کو اس دن میں خاص طور سے اپنے لئے سعادت سمجھتا مگر اژدہام کے پیش نظر حضرت کے حجرہ میں مخصوص حضرات محبین ہی ہوتے لوگ اپنے پانیوں پر دم کرانے کیلئے دعاء کیلئے ملاقات وزیارت کیلئے قطار میں کھڑے رہتے محبت میں کچھ بے ادبی ہو جاتی اس وقت حضرت شیخ کا عجیب حال ہوتا بڑے بڑے حضرات ڈرتے ہوتے سہمے سہمے ملاقاتِ شیخ کے انتظار میں بے تکلف برآمدہ شیخ میں کھڑے رہنے کو سعادت سمجھتے چھوٹے بڑے کا امتیاز ختم رہتا اور وہی حال ہوتا جس کو شاعر کہتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و عیاض
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

احقر سے ملنے کو بھی محبت کا تقاضا تصور کرتے ہمباک باد دیتے محبت بھرے جملے کہتے۔

ندوی صاحب کی طرف سے مبارکباد

ختم بخاری پر بہت سے حضرات نے احقر راقم کو تہنیت و مبارکباد پیش کی میرے وجود کو دیکھ کر بخاری شریف و مسلم شریف کی عبارت خوانی کی خبر سن کر غیر معمولی خوشی کا اظہار فرماتے چنانچہ فراغت پر دارالحدیث کے باہر برادر محترم مولانا محمد نعیم رشیدی حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب ندوی کے ہمراہ مظاہر علوم پہنچے تھے، ملاقات کی

اور حضرت ندوی صاحب سے بھی اس پر مولوی نعیم صاحب نے حضرت مولانا محمد ناظم ندوی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا ”حضرت شیخ صاحب کے یہاں پوری بخاری و مسلم کی عبارت آصف ہی نے پڑھی ہے“ یہ سن کر حضرت ندوی صاحب بہت خوش ہوئے اور سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے فرمایا اللہ مبارک کرے“ اسی طرح جناب قاری محمد فرقان صاحب کاشفی مدرس شعبۂ تدریب المعلمین جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور نے اور استاذ گرامی حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی استاذ تفسیر و حدیث و ناظم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم اور بعض دیگر احباب و مہمانوں نے بھی محبت بھرے جملے ارشاد فرماتے ہوئے حوصلہ افزائی کی، یاد پڑھتا ہے کہ المعہد الاسلامی کے مؤقر استاذ حدیث حضرت الحاج مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی خلیفۃ الشیخ نے بھی مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعائیں دیں اللہ تعالی سب حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

درسِ مسلسلات کیلئے اجازت طلبی

مسلسلات نامی کتاب پڑھنے کی سعادت اسی طالب علم کے حصہ میں آتی تھی جو حضرت شیخ صاحب کے یہاں بخاری شریف کی عبارت پڑھتا تھا اسلئے احقر تو اطمینان کے ساتھ جناب بھائی احمد بن مفتی عبدالستار صاحب اور بھائی عمران گودھروی کے ہمراہ مسلسلات کی عبارت کی تیاری میں لگا ہوا تھا اور بعض ساتھی اپنے شوق و ذوق کی بنا پر حضرت سے ایک ایک حدیث مسلسلات میں سے پڑھنے کی اجازت طلب کر رہے تھے ہماری جماعت کے سینئر ساتھی اور بعض شوافع المسلک ساتھی ایک ایک حدیث پڑھنے کی اجازت لیکر آئے اور بعض نے ایک ایک روایت پڑھی بھی۔

صدر المدرسین کی حوصلہ افزائی

اس بیچ یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ صدر المدرسین، محدث بے مثال، فقیہ بے نظیر، حنفیت کی شاندار دلیل استاذ گرامی حضرت الحاج مولانا سید محمد عاقل صاحب کے یہاں بھی عبارت خوانی کا ذوق پیدا ہوا، ان دنوں بخاری شریف و مسلم شریف تو پوری ہو چکی تھی، ابوداؤد شریف کے کافی اسباق باقی تھے حضرت کی طبیعت پر بھی بوجھ تھا کہ ابوداؤد شریف جلدی پوری ہو جائے اور احقر بھی شدید متمنی تھا کہ عبارت پڑھنے کا موقع میسر ہو مگر جو حضرت کے یہاں عبارت پڑھتے تھے وہ موقع دینے کیلئے کیونکر تیار ہوتے جب کہ ایام بھی آخری چل رہے تھے اور یہ سعادت پھر دوبارہ میسر بھی نہ ہونیوالی تھی اسی کشمکش میں تھا کہ ظہر کے بعد حضرت صدر المدرسین سبق میں تشریف لائے، عبارت پڑھنے والے نے پڑھنا شروع کیا ایک آدھا صفحہ پڑھا، کہ حضرت نے برجستہ فرمایا ''کوئی تیز پڑھنے والا ہو تو وہ پڑھے'' احقر کا شوق تو چھپا ہی رہا تھا موقع غنیمت سمجھ کر عبارت پڑھنی شروع کی استاذ گرامی نے بہت پسند کیا اور سبق میں اظہار بھی فرمایا کہ یہ سہارن پوری تیز پڑھتا ہے حضرت کی توجہ کی برکت تھی کہ آدھے گھنٹہ کے اندر ابوداؤد شریف کے ۹/۸ آٹھ نو، صفحات پڑھ ڈالے جب کہ تیاری بھی نہیں تھی مگر چونکہ تقریبا یہ تمام احادیث بخاری شریف میں احقر پڑھ چکا تھا اور حضرت کی توجہ و حوصلہ افزائی تھی کہ تھوڑے وقت میں کافی کام کور ہو گیا اور اگلے روز بھی پڑھی پھر حضرت خود ہی فرما دیتے تھے چل تو پڑھ، تو تیز پڑھتا ہے، یوں اللہ تعالی نے دل کی فریاد پوری کی، اور حضرت صدر المدرسین نے حوصلہ افزائی کی اللہ حضرت الاستاذ کو عمر خضر عطا فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ سایہ تادیر قائم و دائم فرمائے۔ (آمین)

امتحان فی السبق

استاذ گرامی حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر المدرسین مظاہر علوم دوران درس بچوں کا امتحان لیتے رہتے تھے کہ مطالعہ کر کے بھی آرہے ہیں یا نہیں چنانچہ ایک مرتبہ ترمذی شریف کے سبق میں ۱/۲۹ پر مسح علی العمامہ والی روایت آئی جو حنفیہ کے خلاف ہے حضرت الاستاذ نے اس کی چند توجیہات بیان فرمائیں اور پھر دریافت کیا کہ روایت کا جواب کوئی اور بھی بتلا سکتا ہے؟ پورے طلباء دورہ میں سے کسی نے جواب نہیں دیا احقر نے درس کے بعد عرض کیا کہ حضرت راوی کو وہم ہو گیا حضور علیہ السلام نے سر پر مسح کیا تھا پھر عمامہ درست کر رہے تھے راوی نے سمجھا کہ عمامہ پر مسح کر رہے ہیں اس لئے عمامہ پر مسح کی صراحت کر دی، حضرت الاستاذ بہت خوش ہوئے اس کے بعد دوسری مرتبہ ترمذی شریف کے سبق میں آپ نے اذان کے بعد خروج من المسجد پر گفتگو کرتے ہوئے دریافت کیا کہ پانچ آدمیوں کے لئے اذان کے بعد بھی مسجد سے نکلنا جائز ہے چار آپ نے بتلا دیئے پانچویں کے متعلق معلوم کیا کہ پانچواں آدمی کونسا ہے جو اذان کے بعد بھی نکل سکتا ہے؟ ”کوئی ہے جو بتلائے اس کو دس روپئے انعام دونگا“ احقر نے عرض کیا کہ جو استنجاء وغیرہ کی ضرورت سے نکلا ہو اور واپس آنے کا پختہ ارادہ ہو تو حضرت الاستاذ بہت خوش ہوئے اور فرمایا سبق کے بعد مجھ سے دس روپئے لے لینا، چانچہ سبق کے بعد درسگاہ سے باہر نکل کر جیب سے پیسے نکالنے لگے تو دس روپئے جیب میں نہیں تھے صرف گلٹ کا پانچ کا سکہ تھا حضرت نے فرمایا دس روپئے تو نہیں ہیں صرف پانچ کا سکہ ہے احقر نے عرض کیا یہی کافی ہے آپ دعاء فرمادیجئے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب حضرات اساتذہ کرام خصوصاً حضرت شیخ صاحب

وسدر المدرسین کی توجہ کی برکت تھی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

درس مسلسلات کی منظر کشی

قطب الاقطاب حضرت اقدس شیخ زکریا علیہ الرحمہ کے یہاں بھی مسلسلات کا بڑا اہتمام تھا جیسا کہ خود حضرت نے ''آپ بیتی'' میں بیان کیا ہے آپ کے بعد آپ کے شاگرد خاص حضرت اقدس شیخ العلام مولانا محمد یونس صاحب کے یہا بھی اس کا بڑا اہتمام ہوتا تھا اور ختم بخاری شریف کے بعد جو بھی جمعہ آتا وہ مسلسلات کے لئے متعین ہی ہوتا جس میں دار العلوم دیوبند اور بڑے اداروں کے طلباء تو شرکت کرتے ہی، ساتھ ہی بہت سے مقامات کے شیوخ حدیث بھی اس شرکت مسلسلات کو اپنے لئے سعادت خیال کرتے ہوئے سند مسلسلات حاصل کرتے چنانچہ ۱۴۲۹ھ میں بھی ایسا ہی ہوا کہ جمعہ کے روز مسلسلات کا سبق متعین ہوگیا دور دور سے طلباء حاضر ہوگئے دار الحدیث میں پاؤں رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی رات ہی سے طلباء اپنی جگہ متعین کر کے چٹ چسپاں کردیتے اور روشن دان سے اندر گھس جاتے حضرت اقدس شیخ العلام صاحب جمعہ کی صبح کو ذکر سے فارغ ہوکر ناشتہ کئے بغیر ہی اور کبھی ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے قریب چھ بجے صبح ہی مسلسلات شروع فرمادیتے احقر کے سال ۱۴۲۹ھ میں بھی حسب معمول دار الحدیث میں جلد ہی تشریف لے آئے اور لوگوں کی بھیڑ بڑھتی گئی برآمدہ کا تو کہنا ہی کیا صحن دار جدید بھی بھرتا چلا گیا حاضرین میں سے عبارت کا آغاز جناب بھائی احمد الہاشمی نے کیا اس کے بعد بھائی مولانا مفتی محمد اسرار صاحب (جو مدرس مظاہر علوم ہیں) نے عبارت پڑھی اور ایک ساتھی جو شافعی المسلک تھے انہوں نے پڑھی، پھر احقر کا نمبر آگیا اور پھر تقریباً پوری مسلسلات پڑھنے کا شرف بھی بفضلِ خداوندی

حاصل ہوا بیچ میں حضرت روایت پر قدرے کلام کرتے جاتے تھے، اور ایک ساتھی تھے بھائی عبدالواحد صاحب انہوں نے کچھ عبارت پڑھی بالآخر حضرت نے کھجور و پانی والی حدیث پر کھجور پانی خود بھی نوش فرمایا اور طلباء وحاضرین کو پلایا تاکہ جو سلسلہ کھجور و پانی پلانے کا ہر شیخ کا اپنے شاگرد کو چلا ہوا تھا اس میں تسلسل وتوارد برقرار رہے اور پھر قرآن پاک کی سورہ صف بھی مسلسل بالسورۃ الصف میں پڑھ کر سنائی اور آخر میں حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب نہ ہونیکی وجہ سے خود ہی ساڑھے نو پونے دس بجے کے قریب جب کتاب پوری ہوگئی رقت ودرد انگیز دعا پر مجلس کا اختتام فرمایا۔

مسلسلات نامی کتاب کا تعارف

موجودہ مسلسلات کے نام سے جو مشہور کتاب ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی، وہ تین رسالوں کے مجموعہ کا نام ہے "الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین" اس حصہ میں تو صرف احادیث مسلسلہ ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے اساتذہ سے سنی ہیں اور دوسرا رسالہ "الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین" جس میں حضرت شاہ والی اللہ صاحب نے اپنے یا اپنے والد کے بعض منامات اور مکاشفات ذکر فرمائے ہیں اور تیسرا حصہ اس کا جس میں وہ احادیث نادرہ ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو اپنے بعض اساتذہ سے پہنچیں جن کا نام انہوں نے "النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر" رکھا ہے۔ (الدر المنضود ۶/۴۴۵)

حدیث مسلسل کی تعریف

اور حضرت اقدس شیخ العلام نے فرمایا کہ مسلسل جو کسی وصف کے ساتھ ملی ہوئی

ہے جیسے مسلسل بالمسکین، مسلسل بالشافعیہ، اور مشائخ حنفیہ سے بھی تسلسل ہے اور سب سے اقوی مسلسل بالقراءۃ الصف ہے مگر مسلسل بالروایت کا تسلسل باقی رکھنے کے لئے اولاً اس کو سناتے ہیں ورنہ اقوی تسلسل تو مسلسل بالسورۃ الصف ہی کا ہے۔

مسلسلات بالاولیۃ کا سماع

فرمایا یہ حدیث اسی نام سے مشہور ومتعارف ہے ہر شیخ نے اپنے استاذ سے اولاً یہی حدیث سنی ہے چنانچہ حضرت شیخ زکریاؒ نے ۱۳۳۰ھ میں سب سے پہلے سنی اور میں نے (شیخ یونس صاحب نے) ۱۳۷۸ھ میں سنی پھر ۱۳۸۰ھ میں، تسلسل سفیان بن عیینہ تک ہے بعد میں نہیں ہے اور آگے جو تسلسل نقل کیا گیا ہے وہ وہم ہے، اور ہر استاذ نے اپنے شیخ سے سب سے پہلے یہی حدیث سنی ہے اور میں نے بھی حضرت شیخ زکریاؒ سے یہی حدیث سب سے پہلے سنی ہے۔

سفر برائے ختم بخاری شریف

حضرت شیخ صاحب کا معمول یہ تھا کہ جمعہ کے روز مسلسلات پوری فرما کر ہفتہ کے دن صبح ہی حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کے فرزند ارجمند اور ان کی اداؤں کے امین اور سچے جانشین حضرت مولانا سید حبیب احمد صاحب اور مولانا قاری محمد انعام صاحب باندوی وغیرہ کے ہمراہ باندہ تشریف لے جاتے اور اتوار کے دن وہاں ختم بخاری شریف فرما کر پیر کے دن سہارنپور اور منگل کے دن میرٹھ، حضرت مولانا شاہین جمال چترویدی صاحب کے یہاں ختم بخاری شریف کیلئے تشریف لے جاتے اور کبھی براہ راست باندہ سے میرٹھ ہی ختم بخاری میں شریک ہو کر آخری درس

دیتے اور یہ سلسلہ کافی مدت سے چلا آرہا تھا تقریباً ۱۸/۱۹ر مرتبہ آپ میرٹھ تشریف لائے اور پھر یہاں سے آپ اپنے چہیتے شاگرد قرآن وسنت کے مخلص ترجمان جامعہ قاسمیہ کھروڑ کے شیخ الحدیث حضرت الحاج مولانا محمد حنیف صاحب اور شیخ صاحب کے منظور نظر حضرت مولانا محمد ایوب صاحب پٹیل معتمد جامعہ قاسمیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث فلاح دارین ترکیسر گجرات کے ہمراہ جامعہ قاسمیہ کھروڑ کیلئے روانہ ہو جاتے اور پھر وہاں سے گجرات کے مختلف مدارس ومراکز میں ختم بخاری شریف کے لئے تشریف لے جاتے کھروڑ جانیکا سلسلہ بھی بہت پرانا ہے چنانچہ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب نے فرمایا کہ حضرت کھروڑ بیس سال سے تشریف لا رہے تھے، پھر گجرات سے آپ سہارنپور تشریف لاتے تھے بعض سفروں میں احقر کو بھی ساتھ جانے کا شرف حاصل ہوا ہے زیادہ تر تو آپ یہی فرماتے کہ ”آصف“ تعلیم کا حرج ہے، یا تو امتحان کی تیاری کرلے پھر آپ سہارن پور سے ۱۴/۱۵ر شعبان کو دوبارہ ودیسی سفر کے لئے پرواز کرتے اور لندن، زامبیہ، افریقہ، وغیرہ بہت سے مقامات پر ختم بخاری شریف اور کہیں افتتاح بخاری شریف کراتے ہوئے عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے اور پھر رمضان المبارک کے دو تین دن بعد رمضان کا عمرہ فرما کر سہارنپور تشریف لے آتے اور بقیہ مہینہ مبارکہ میں اپنے حجرہ شریفہ میں ہی بہت سے مریدین کی اصلاح وتربیت فرماتے پھر مریدین کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی عموماً سواسو، ڈیڑھ سو افراد حضرت شیخ کے یہاں معتکف رہتے اور حضرت کے دسترخوان پر شرف وکرامت کا رزق تناول فرماتے آپ کے شیخ ومرشد قطب الاقطاب حضرت شیخ زکریاؒ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپ بھی رمضان کے دو ایک دن

وہاں گذار کر بقیہ رمضان سہارنپور میں گزارتے جیسا کہ ”آپ بیتی“ کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے۔

نظرِ کرم

۱۴۲۹ھ میں احقر جب بخاری شریف کا امتحان دیکر اور پرچہ دیکر حجرہ شریفہ میں آیا تو حضرت شیخ صاحب نے دریافت فرمایا کون سی کتاب کا امتحان تھا، احقر نے عرض کیا ”بخاری شریف کا“ پھر ازراہ شفقت پوچھا، کچھ لکھا بھی ہے یا نہیں؟ احقر نے عرض کیا جی لکھا ہے، پھر فرمایا آصف تو یوں سوچتا ہوگا کہ میں تجھے کچھ دیتا تو ہوں نہیں کام کراتا رہتا ہوں پھر خود ہی فرمایا ”میں تیری طرف دیکھتا بھی تو ہوں“ نظر بھی تو کرتا ہوں یہ کیا کوئی کم بات ہے؟“ احقر کی سمجھ میں تو اس وقت کوئی خاص بات نہیں آئی اپنی نااہلی کی وجہ سے مگر بعد میں اس جملہ بابرکتہ کا اثر سمجھ میں آیا کہ سالانہ امتحان میں بھی سو (۱۰۰) نمبروں میں سے اٹھانوے نمبروں تک آئے اور افتاء میں پڑھنے کا استحقاق حاصل ہوا اور بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت کی نظرِ کرم کی برکت تھی کہ احقر جس جلسہ میں جاتا یا جس مقرر کی تقریر کی آواز کان میں پڑتی فوراً احقر کا ذہن بتلا دیتا کہ یہ کونسی حدیث سنا رہے ہیں اور کس مضمون کی حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں اور بہت سی مرتبہ تو میں تقریر ہوتے ہوتے اٹھ کر چل دیتا یہ سوچتے ہوئے یہ تو مجھے معلوم ہی ہے اللہ اکبر کبیرا کیا برکت تھی اور کیا نظر تھی کہ حقیر ترین طالب علم کے ذہن میں کچھ نورِ علم آگیا ورنہ اپنی بساط احقر کو اچھی طرح معلوم ہے کہ عبارت پڑھنی نہیں آتی کتاب کھولنی نہیں آتی، کچھ کہنا سننا نہیں آتا تھا سب رب کریم کا فضل اور حضرت شیخ کی نظرِ کرم کی برکت تھی سچ ہی کہا ہے کہنے والے نے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
علم ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور حضرت اقدس کے فیض کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

نفل روزوں کا اہتمام

باوجود اعذار اور بیماریوں کے حضرت نفلی روزوں کا بھی اہتمام فرماتے چنانچہ یوم عاشوراء (۱۰/ محرم الحرام) اور اسکے پہلے ایک دن کا اور شب برأت (۱۵/ شعبان المعظم) کا روزہ رکھتے، مظاہر علوم کے آغوش تربیت میں جا کر ان ایام کے روزوں کا علم ہوا اور حضرت کی خدمت میں رہ کر ان روزوں کے اہتمام کا ذوق وشوق پیدا ہوگیا اور رہا یوم عرفہ کا روزہ تو اس میں تو حضرت زیادہ تر سفر حج پر ہوتے تھے۔ (واللہ اعلم)

سفر عمرہ

شعبان المعظم کے مہینہ میں حضرت شیخ صاحب سفر عمرہ پر تشریف لے جاتے تھے جس کی ترتیب یہ ہوتی تھی کہ آپ یہاں سے تو لندن وانگلینڈ جاتے اور افریقہ، زامبیہ وغیرہ بہت سے ملکوں کا دورہ کرتے جس کی صحیح تفصیل تو سفر کے ساتھی حضرت مولانا محمد یونس صاحب راندیری ثم المدنی کو ہوتی کیونکہ موصوف محترم نے حضرت کی بڑی خدمت کی ہے باہر غیر ملکی دوروں پر زیادہ تر آنجناب ہی ساتھ رہتے اور بے مثال خدمت وآرام پہنچانیکی کوشش کرتے اللہ تعالی مولانا موصوف کو بہترین صلہ عطا فرمائے (آمین)

احقر کو تو اس سفر کا اس طرح علم ہوا کہ احقر بھی سفر عمرہ میں دہلی تک چھوڑنے کیلئے ہمراہ تھا

تو حضرت اقدس شیخ صاحب نے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد سید سلمان صاحب سے یہ کہلوایا کہ ”آصف مولوی سلمان صاحب سے یہ کہہ کر آؤ کہ سفرعمرہ کے لالچ میں بعض دوسری جگہوں پر بھی جانیکا ارادہ ہے اس لئے کل نکل جاؤں گا“ اور پھر جاتے وقت اور مدرسہ سے نکلتے وقت بھی اطلاع کرتے احقر جس کا تذکرہ ماقبل میں (بلا اجازت مدرسہ سے نہ نکلنے کے عنوان میں) کرچکا ہے اور دہلی جاکر معلوم ہوا کہ آگے ایئرپورٹ پر جہاں جاکر حضرت اتریں گے وہاں خادم خاص حضرت حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدنی موجود ہونگے۔

ناظم اعلیٰ کی گرویدگی اور تقبیل ید

جب حضرت کی گاڑی سفرعمرہ کیلئے گیٹ پر پہنچی اور حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم اعلیٰ کو علم ہوا تو باوجود گھٹنوں کی تکلیف کے دفتر سے کولموں کا سہارا لیتے ہوئے گاڑی تک آئے اور مصافحہ کرنیکی خواہش ظاہر کی تو حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے تو ناظم اعلی حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم نے مصافحہ بھی کیا اور حضرت کے دست مبارک کی تقبیل کی اور بوسہ لیا، یاد رہے کہ اس وقت حضرت ناظم صاحب کی گرویدگی کا عالم یہ تھا کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور پھر حضرت کو رخصت فرمایا احقر نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

احتیاط بالسفر

سفرعمرہ میں احقر آصف اور بھائی محمد اسماعیل کفلیتہ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی اور بھائی محمد بابو، ترکیسر سہارن پور سے دہلی تک رخصت کرنے کیلئے جارہے تھے راستہ میں میرٹھ جاکر لب سڑک اون روڈ جو مسجد ہے اس میں باجماعت

نماز ظہر ادا کی اور احقر نے سفر کی دو رکعتیں پڑھائیں، حضرت نے فرمایا کہ عصر کی بھی پڑھ لی جائیں اور دو رکعت عصر کی پڑھا دو، احقر تو پیچھے ہٹ گیا، پھر دوسرے کسی ساتھی نے دو رکعت عصر کی پڑھائی، مقتدی بن کر احقر نے بھی اور دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھ لیں، مگر ہم نہیں سمجھ رہے تھے کہ حضرت کی دور بیں نگاہیں کیا دیکھ رہی ہیں اس کا اندازہ بعد میں ہوا کہ جب وہاں سے آگے چل دیے تو راستہ میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا مگر بارش اتنی شدید کہ کہیں نماز پڑھنے کی جگہ نہ ملی، ساتھ ہی راستہ بھی بھٹک گئے جس کی وجہ سے ایئرپورٹ پر ساڑھے پانچ بجے کے بجائے ایک گھنٹہ لیٹ ساڑھے چھ بجے کے بعد پہنچے عین غروب کے وقت اسی سفر کا واقعہ ہے کہ میرٹھ میں نماز پڑھنے کیلئے حضرت شیخ العلام کے لئے مصلیٰ بچھانے لگے تاکہ حضرت کو سیکھوں والی صف پر بیٹھنے میں دقت نہ ہو مگر حضرت کی احتیاط کا عالم دیکھئے کہ آپ نے مصلیٰ بچھانے سے منع فرمایا اور اس کو اپنی جگہ سے یہ کہہ کر اٹھوادیا کہ "یہ مصلیٰ امام کے نماز پڑھانے کیلئے ہے مقتدی کے نماز پڑھنے کیلئے نہیں" اور آپ نے نیچے صف پر ہی نماز پڑھی اللہ اکبر کبیراً سفر میں بھی کس قدر احتیاط فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی احتیاط کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کرامتیں

(۱) اسی سفر عمرہ میں حضرت شیخ العلام کی ایک کرامت بھی ظاہر ہوئی وہ یہ کہ ہمارے ساتھ جو اسکارپیو چلانیوالا ڈرائیور تھا وہ سہارن پور کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا اور ایئرپورٹ گیا ہوا بھی تھا مگر دہلی کے راستوں میں اچھے اچھے ڈرائیور بہک جاتے ہیں وہ بھی راستہ بھٹک گیا اور ایئرپورٹ پکڑنا مشکل ہو گیا ادھر بارش بھی بہت زور سے

موسلا دھار پڑ رہی تھی جس میں گاڑی زیادہ تیز بھی نہیں چل پا رہی تھی گاڑی کے تمام ساتھی متفکر تھے کہ ایئر پورٹ پر تو وقت سے ایک دو گھنٹہ پہلے پہنچنا تھا مگر وقت پر بھی پہنچنا ناممکن ہو رہا ہے بھائی اسماعیل گاڑی ڈرائیور پر بہت خفا ہو رہے تھے اور بار بار تیز چلانے کی تاکید اور اشارے کر رہے تھے مگر حضرت شیخ صاحب تو خاموش مراقب بیٹھے تھے اور کبھی کبھی صدقہ کرنیکا حکم فرماتے، حکم پاتے تو گاڑی کے ساتھی نیچے اتر کر صدقہ کر دیتے، بالآخر جہاز کی اڑان کے وقت سے بھی ایک گھنٹہ بعد پہنچے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ فلائٹ ڈھائی گھنٹہ لیٹ ہے ہم سب نے اللہ کا شکر ادا کیا یہ تھیں حضرت کی کرامت کہ آپ کیا لیٹ ہوئے ہو اللہ تعالی نے ہوائی جہاز ہی کو لیٹ کر دیا۔

(۲) بیعت اہلیہ اور دوسری کرامت

شادی کے بعد جب حضرت سے اہلیہ کی بیعت کی اجازت طلب کی تو حضرت نے بخوشی اجازت عطا فرما دی ایک روز دوپہر کے وقت حضرت کیلئے کریلے کی سبزی روٹی لیکر حاضر ہوئے اہلیہ بھی ساتھ ہی تھی ان کو باہر ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ دار جدید میں عورتوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے احقر نے حضرت سے عرض کیا کہ جی اہلیہ بیعت ہونے کے لئے آئی ہوئی ہے اور صدر دروازہ پر ہے حضرت نے مفتی محمد ہاشم کو احقر کے ساتھ بھیجا کہ لیکر آجاؤ، اہلیہ کا بیان ہے کہ میں یہ سوچ رہی تھی کہ حضرت کے حجرہ میں تو اندر جانیکی اجازت نہیں ملے گی کیونکہ عورتوں کو دروازہ سے باہر ایک واسطہ درمیان میں بٹھا کر حضرت بیعت کرتے تھے اکثر یہی ترتیب رہتی تھی اور گھر والی کی خواہش حضرت کے دیدار کی بہت تھی تو حضرت شیخ کے یہاں کشف حال تو بہت ہوتا تھا اسلئے اندر والے حجرہ میں ہی بلانے کی اجازت مرحمت فرما دی، اور فرمایا ''آصف ان کو الماری کے پیچھے بٹھا دو'' اہلیہ سلام کر کے اندر آگئی پھر حضرت نے

احقر کو واسطہ بنا کر الفاظِ بیعت ارشاد فرمائے اور پھر ہم دونوں کو ماں باپ سے بھی زیادہ شفقت بھرے کلمات میں نصیحت فرمائی اور پھر گریہ وبکا کے ساتھ دعاء فرمائی ایسی رقت انگیز دعا تھی کہ حضرت کے آنسو کیا ٹپکے آسمان کے بھی آنسو نکل پڑے اور جب ہم حجرہ سے باہر نکلے تو دیکھتے کیا ہیں کہ احاطہ دار جدید میں بارش ہو رہی ہے اور صدر دروازہ سے جب باہر نکلے تو زکریا منزل اور گیٹ کے درمیان سڑک پر دور دور تک بارش نہیں ہے احقر نے پھر دار جدید کے صحن میں دیکھا تو بارش بدستور پڑ رہی ہے اور مدرسہ سے باہر بارش نہیں ہے اہلیہ نے یہ دیکھ کر برجستہ عرض کیا کہ یہ حضرت کی کرامت ہے کہ اندر تو مدرسہ میں بارش ہو رہی ہے اور باہر دھوپ نکل رہی ہے اور بادل بھی کوئی خاص نہیں تھا، پھر ہم گاؤں بھلسوہ عیسیٰ پور میں آئے تو راستہ میں بھی کہیں بارش کا نام ونشان نہیں تھا اور نہ اِدھر سے جاتے ہوئے کہیں بارش آئی یہ تھی حضرت کی دوسری کرامت۔

تیسری کرامت

ایک مرتبہ حضرت شیخ صاحب نے احقر کو ایک موٹی رقم مدرسہ کے دفتر میں رسید کٹانے کیلئے دی آپ نے فرمایا کہ یہ تین لاکھ ہیں میں نے ان کو گن کر دیکھا تو دو گڈیاں تو ایک ایک لاکھ کی پوری نکلیں، تیسری میں تین ہزار روپئے کم نکلے، احقر تو گھبرا گیا کہ حضرت نے تین لاکھ فرمائے تھے اور میرے شمار میں کم ہیں اب اگر واپس جا کر بتلاتا تو بھی مشکل امر تھا بہرحال وہ پیسے دوبارہ ایک ایک کر کے گنے پھر بھی کم ہی نکلے مگر احقر نے سوچا کہ چلو دیکر کے آتے ہیں دفتر پہنچا اور ناظم مالیات سے پیسے دئے تو دو گڈیوں میں تو پورے تھے ہی مگر تیسری گڈی کو جب گنا تو وہ بھی پوری نکلی احقر نے دوبارہ عرض کیا کہ اچھی طرح دیکھ لو دوبارہ گنوائے تو بھی پورے ہی نکلے یہ تھی حضرت کی تیسری کرامت کہ پورے ہی نکلے۔

چوتھی کرامت

دارالحدیث سے جب حضرت شیخ صاحب کا جنازہ پیچھے کی جانب سے نکالا گیا تو چارپائی میں کافی لمبی لمبی بلیاں اور لوہے کے پائپ لگے ہوئے تھے جو پیچھے تو دارالحدیث میں گھسے ہوئے تھے اور آگے چمن تک جارہے تھے اور کندھا دینے والوں کی حد سے زیادہ بھیڑ تھی اب آگے چمنِ امین عام کی گرل اور پیچھے دارالحدیث کے برآمدہ کے کولم جنازہ بیچوں بیچ کندھوں پر نہ آگے جاسکے نہ پیچھے جاسکے معاملہ بڑا مشکل ہوگیا پھر اللہ کا فضل اور حضرت کی کرامت ظاہر ہوئی نہ جانے اسی تنگ جگہ سے حضرت کا جنازہ نکل گیا بعد میں دیکھا تو چمن کی گرل نیچے بچھ گئی تھی مگر حضرت کی چارپائی بفضل خداوندی نکل گئی اور کسی کو وہاں چوٹ بھی نہیں لگی اس جگہ کو دیکھ کر ہی حضرت کی اس کرامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اتنی تنگ جگہ سے اتنی لمبی بلیوں کے ساتھ چمن میں کو اس کثیر اژدحام کے ساتھ جنازہ کیسے نکلا ہوگا بالآخر حضرت کی کرامت ہی کہنا ہوگا اور موجودہ افراد کو بھی وہاں پہنچ کر خطرات کے بادل نظر آنے لگے تھے جیسا کہ مشاہدین ہی اس کی گواہی دے سکتے ہیں ایک کرامت حضرت کی یہ بھی ظاہر ہوئی کہ حضرت کے حکم کے مطابق پاسپورٹ اپلائی کردیا مگر جب تھانہ کی طرف سے انکوائری ہوئی احقر اس وقت بھی حضرت ہی کی خدمت میں تھا اور گھر نہ ملا خیر پھر جمعہ کو جاکر ملاقات کرلی مگر جب ایل آئی او کی انکوائری آئی تب بھی حضرت ہی کی خدمت میں تھا اب گھر سے فون آیا کہ وہ آئے تھے ادھر بعض حضرات نے ڈرادیا کہ وہ تو پاسپورٹ کینسل کردیگا یوں ہوجائیگا وہ ہوجائیگا احقر بہت گھبرایا حضرت سے ظہر کے بعد اس کا تذکرہ کیا کہ جی دونوں انکوائری میں ہی میں نہیں مل سکا حضرت نے فرمایا

زیادہ چکر میں نہیں پڑا کرتے سب ہو جائیگا چنانچہ اگلے دن ایل آئی آفس میں اس جانیوالے آفیسر سے ملے تو اس نے جو کاغذات مانگے تھے وہ لیکر رکھ لئے اور ہم سے کہا جاؤ ساتھ میں بھائی راشد بھی تھے انہوں نے کہا جی آپ کی فیس اور کیا دینی ہے؟ وہ کہنے لگے جاؤ، بس جاؤ، بھائی نے پھر کہا کہ جی جو آپ کی گاڑی میں پیٹرول لگا ہے اس کے تو پیسے لیلو، واہ افسر کہنے لگا جاؤ بس تمہارا کام ہو جائیگا میں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت ہی کی کرامت تھی کہ فیس بھی معاف ہوگئی اور کام بھی بن گیا۔ (واللہ اعلم)

سب سے بڑی کرامت

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رانی ساگری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا سب سے بڑی کرامت اور مسلمانوں کا سب سے اہم کارنامہ اتباع سنت ہے جس کو یہ چیز حاصل ہو سمجھ لو کامیاب وہی ہے، ولی کامل اس زمانہ میں وہ ہے جس کے حصہ میں اتباع سنت ہے (معارف ص:۲۵۶) اور مرشدی و مولائی میں اتباعِ سنت بدرجۂ اتم موجود تھی، لہٰذا یہ آپ کی سب سے بڑی کرامت اور علامت ولایت تھی۔

مکاشفات

حضرت کے مکاشفات اور کشف کی روداد اور واقعاتِ کشف بیشمار ہیں جو تقریباً ہر ایک اہل تعلق کے سامنے ظاہر ہوتے رہتے تھے اور احقر کے سامنے تو لاتعد و لاتحصی حالات و واقعات کشف موجود ہیں بطور نمونے چند پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک مرتبہ احقر مطبخ میں روٹی بنانے کیلئے آٹا گوندرہا تھا جمعہ کی نماز کے بعد اور حضرت شیخ صاحب اندر حجرہ میں تھے اچانک آپ نے بیل وگھنٹی بجائی احقر حاضر خدمت ہوا حضرت نے دریافت کیا، کیا کر رہے ہو؟ احقر نے عرض کیا جی روٹی بنانے

کی تیاری کر رہا ہوں فرمایا تو تو یوں سوچ رہا ہے کہ آج کہاں جاؤں حقیقت بھی یہی تھی کہ میں اپنے دل میں یہی سوچ رہا تھا کہ گھر جاؤں یا تھتھل پور بھائی کے پاس۔

(۲) ہمارے ایک ساتھی تھے بھائی مولانا فاتح الدین کاندھلہ کے اطراف کے انہوں نے مجھ سے سنایا کہ ہمارے گاؤں کے دو آدمی آئے حضرت کے پاس ان میں سے ایک ساتھی نے حضرت کو پچاس روپئے بطور ہدیہ پیش کئے حضرت نے قبول فرما لئے پھر وہ دونوں واپس ہو گئے نیچے اترتے ہوئے زینہ سے دوسرے ساتھی نے ہدیہ دینے والے سے کہا" کہ تو نے ویسے ہی پچاس روپئے خراب کر دئے" ادھر موجود خادم سے حضرت نے فرمایا کہ ابھی جو دو مہمان گئے ہیں ان کو بلا کر لاؤ" خادم بلا کر لے آیا تو حضرت شیخ صاحب نے ان سے فرمایا کہ بھائی میں نے تم سے ہدیہ مانگا تھا؟ وہ بولے جی نہیں پھر یہ کیا کہتے ہیں؟ ان دونوں حضرات کا بیان ہے کہ ہمارے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک گئی اور پھر وہیں توبہ کی اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے یہی واقعہ انہوں نے از خود بھائی فاتح سے سنایا اور انہوں نے مجھ سے۔

(۳) ہمارے دوست ہیں جناب مولانا محمد طیب صاحب ندوی کو جامعہ کے روح رواں جناب حضرت الحاج قاری سعید احمد ایم اے نے میرے ساتھ حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں جانے کیلئے کہا تو مولانا طیب صاحب نے مجھ سے کہا کہ مجھے شیخ صاحب کے یہاں جاتے ہوئے بہت ڈر لگتا ہے احقر نے معلوم کیا کیوں؟ تو پھر انہوں نے مجھ سے پورا واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ میں اور مولانا ڈاکٹر محمد شاکر فرخ ندوی دونوں انگور لیکر حضرت مولانا محمد ایوب پٹیل ناظم جامعہ قاسمیہ کھروڑ سے ملنے گئے وہ حضرت شیخ کے یہاں آئے ہوئے تھے چنانچہ ہم ان سے ملنے کیلئے مدرسہ مظاہر علوم کے مہمان خانہ میں انتظار کرتے رہے کہ وہ اب آئیں اب آئیں اور ہم ملاقات کریں

مگر وہ تو (مولانا ایوب صاحب) حضرت اقدس شیخ صاحب کی مجلس سے اور حجرہ شیخ سے اپنی گرویدگی کیوجہ سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے الغرض ہم انتظار کر کے حضرت کے حجرہ میں ہی چلے گئے اور وہ انگور جو حضرت مولانا ایوب صاحب کے لئے لائے تھے حضرت کو پیش کر دیئے تو حضرت نے پوچھا کہ یہ انگور کس کیلئے لائے ہو؟ تو ایک مرتبہ میں (مولانا طیب) نے کہا کہ جی آپ کیلئے حضرت نے دوبارہ دریافت کیا پھر میں نے کہا جی آپ کیلئے حضرت نے تیسری مرتبہ دریافت کیا کہ یہ انگور کس کیلئے لائے ہو میں نے مولوی شاکر سے کہا اشارہ کرتے ہوئے کہ کہہ دے آپ کیلئے، انہوں نے بھی کہہ دیا جی آپ کیلئے پھر حضرت نے فرمایا جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ مولوی ایوب کیلئے نہیں لائے'' بس ہم دونوں حیران رہ گئے اس دن سے مجھے حضرت شیخ سے بہت ڈر لگتا ہے اور جانے کی ہمت نہیں ہوتی۔

(۳) میں قاتل کیلئے دعا نہیں کرتا

ایک مرتبہ مغرب کے بعد ایک صاحب آئے اور اندر جانے کیلئے احقر آصف کے واسطہ سے اجازت طلب کی، حضرت نے اجازت مرحمت فرمادی جیسے ہی وہ حجرہ میں گھسے اور داخل ہوئے تو حضرت شیخ صاحب نے فرمایا ''میں قاتل کیلئے دعا نہیں کرتا'' وہ صاحب واپس ہو گئے بات آئی گئی ہو گئی پھر اب سے تین سال قبل احقر تھانہ بھون کے علاقہ میں حضرت اقدس تھانویؒ کے مزار سے ہوتا ہوا ایک جلسہ میں حاضر ہوا بغرض نظامت، وہاں ایک سفید ریش بزرگ سے ملاقات ہوئی جو جلسہ میں بیان کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے اور جلسہ صبح میں تھا ہم سہولت کی وجہ سے شام میں ہی پہنچ گئے ان سے ملاقت ہوئی تو انہوں نے احقر سے پوچھا کہ تم کہاں کام کرتے ہو؟

عرض کیا جی جامعہ ناشر العلوم پانڈولی میں پھر پوچھا کہاں سے فارغ ہو؟ عرض کیا جی جامعہ مظاہر علوم جدید سے پھر پوچھا کہ شیخ صاحب کو بھی جانتے ہو؟ اب احقر کی توجہ ان کی طرف بڑھ گئی اور عرض کیا جی اچھی طرح پھر انہوں نے مجھ سے کہا وہ تو بہت بڑے آدمی ہیں اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے بھتیجہ نے ایک کا قتل اور مڈر کردیا تھا جس کی وجہ سے وہ بھتیجہ جیل میں تھا تو میں حضرت شیخ صاحب سے اسکے واسطے دعاء کرانیکی غرض سے حاضر ہوا تھا تو جیسے ہی میں اندر داخل ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ میں قاتل کیلئے دعاء نہیں کرتا جب احقر نے یہ جملہ سنا تو مجھے پورا نقشہ ذہن میں آگیا پھر میں نے ان سے کہا کہ جس وقت مغرب کے بعد آپ سے شیخ صاحب نے یہ جملہ فرمایا تھا احقر وہیں موجود تھا اور اجازت داخلہ بھی احقر ہی کے واسطے سے آپ نے لی تھی اس وقت تو بات سمجھ میں نہیں آئی تھی (یہ تھے حضرت مولانا محمد عرفان صاحب سابق استاذ باغوں والی)۔

(۴) ایک صاحب کو میں جانتا ہوں نام ظاہر کرنا مناسب نہیں فرمایا کہ یہاں تسبیح پڑھنے سے کیا ہوتا ہے وہاں (مدرسہ میں) تو تم معمولات کی پابندی نہیں کرتے۔

(۵) اسی طرح ہمارے رفیق مدرسہ جناب مولانا عبدالقیوم صاحب ناظم تعلیمات جامعہ ناشر العلوم نے سنایا کہ کچھ لوگ حضرت کی زیارت کررہے تھے تو حضرت نے ان سے کہلوایا کہ ان کو کہہ دو ظہر کی نماز نہیں پڑھی جاکر نماز پڑھ لو میری زیارت کرنے سے کیا ہوگا اور بھی نہ جانے کتنے واقعات ہیں جو طوالت کے خوف سے ترک کئے جاتے ہیں ہمارے علاقہ کے بہت سے حضرات کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت شیخ کو تو بہت کشف ہوتا ہے اس لئے وہاں جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے اور حضرت کا کشف بہت ہی مشہور ہوگیا تھا۔

شوال المکرم اور مدرسہ مظاہر علوم کا ایک معمول

حضرت شیخ العلام صاحب تو عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور احقر قرآن پاک سنانے کیلئے آندھرا پردیش چلا گیا پھر رمضان المبارک میں واپسی ہوئی حضرت سے ملاقات ہوئی اس وقت بھی حضرت پر ایسی ہی غنودگی تھی الحمدللہ پھر افاقہ ہوگیا عید کے بعد حسب معمول حضرت کے یہاں حاضری ہوئی اور ایک سال مزید خدمت شیخ کا موقع ہاتھ آگیا اور اللہ کے فضل وکرم اور حضرت کی توجہ کی برکت سے مشق افتاء کا استحقاق ہوگیا اس وقت مدرسہ مظاہر علوم کے کھلتے ہی داخلے شروع ہونے سے پہلے زیادہ تر ۷؍شوال کو مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب اور بعض بڑے اساتذہ جیسے صدر المدرسین حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب وغیرہ حضرات حضرت کے حجرہ میں تشریف لاتے اور اندر بیٹھ کر مدرسہ کے لئے بڑی دعائیں فرماتے حضرت بھی ناظم صاحب وغیرہ حضرات کے لئے نئی چادر وغیرہ بچھانے کا اہتمام کراتے تھے پھر اس دعاء مستجاب کے بعد مظاہر علوم کی کاروائی چلنی شروع ہوتی اور پھر ۸؍شوال المکرم سے داخلے شروع ہوجاتے چنانچہ ۲۰۰۸ء مطابق ۷؍شوال المکرم ۱۴۲۹ھ کو بھی ایسا ہی ہوا اور بعد میں بھی یہ سلسلہ چلا آتا رہا، حتی کہ شیخ کی وفات کے سال بھی ایسے ہی دعاء ہوئی اگرچہ مختصر ہوئی اس سال رمضان میں حضرت کی خدمت میں دوسرے خادم رہے اگلے سال احقر کو موقع ملا جسکا بیان ''ایک رمضان حضرت کے ساتھ'' عنوان سے آگے آئیگا انشاء اللہ۔

حسب ضابطہ آغاز تعلیم

ہر سال کی طرح امسال بھی شوال المکرم سے جامعہ مظاہر علوم میں تعلیم کا آغاز

ہوگیا اور حضرت شیخ صاحب بھی حسب معمول درس میں جانے لگے لیکن طبیعت اور سالوں کے مقابلہ میں اس سال کچھ زیادہ خراب تھی اس لئے سفر حج کیلئے بھی اکیلے جانیکی ہمت نہیں ہو رہی تھی اسلئے سابق خادم کو ساتھ لے جانیکی بات آئی۔

حضرت کی خواہش

مگر حضرت شیخ صاحب اور بعض مخصوص خدام شیخ جیسے حضرت مولانا محمد یونس صاحب رندیرتم المدنی وغیرہ حضرات کی خواہش تھی کہ احقر آصف سفر حج میں خدمت شیخ کیلئے جائے مگر احقر کے پاس پاسپورٹ نہیں تھا اور دل میں خیال بھی نہیں گزرتا تھا کہ پاسپورٹ کی ضرورت ہوگی چنانچہ حضرت شیخ صاحب نے دریافت فرمایا "ارے آصف تیرا پاسپورٹ نہیں ہے؟" احقر نے عرض کیا "جی نہیں" فرمایا پاسپورٹ بنوالے کبھی کام دیدیگا حکم کے مطابق پاسپورٹ اپلائی کر دیا اور آ بھی گیا الحمد للہ مگر اب تک کام میں نہیں آیا لیکن حضرت شیخ صاحب کے جملہ کی وجہ سے امید قوی ہے کہ ضرور بالضرور مدت پوری ہونے سے پہلے کام میں آئیگا اللہ تعالی آسان فرمادے اور اپنے فضلِ خاص سے اپنے گھر کی زیارت حرمین شریفین عطا فرمادے۔ (آمین)

احقر کا سال افتاء اور حضرت کی خدمت

عید کے بعد الحمد للہ حسب سابق حضرت کی خدمت شروع کر دی مگر حضرت شیخ صاحب نے معلوم کیا "تو کیا کریگا؟" (ابھی تعلیم کا آغاز تو ہوا نہیں تھا) عرض کیا جی افتاء پڑھنے کا ارادہ ہے" حضرت کو کچھ خوشی ہوئی اور فرمایا کہ "چل ایک سال اور کام کرلیتا" احقر نے سعادت کو غنیمت سمجھتے ہوئے خدمت شیخ کو بدستور جاری رکھا اور الحمد للہ پورے سال اور ۱۴۲۰ھ کے شوال المکرم تک حضرت کے یہیں رہ کر حضرت اقدس شیخ صاحب کو

دق کرتے رہے اور حضرت کی پیار بھری ڈانٹ کھاتے رہے اور اس سال بھی حضرت کے وہی معمولات رہے جو سال گزشتہ ۱۴۲۹ھ میں رہے تھے اسی طرح ۱۴۳۰ھ میں سفر حج پر جانا پھر آکر بخاری شریف و مسلم شریف کا مسلسل درس دینا آخر سال میں کتابیں پوری کرانے کے بعد مختلف جگہوں پر ختم بخاری شریف کیلئے سفر کرتے ہوئے رمضان کا عمرہ کر کے سہارنپور تشریف لے آنا آخر تک یہی سلسلہ جاری رہا البتہ ۳/۲؍ سال قبل مسلم شریف کا درس پڑھانا بند کر دیا تھا اپنے اعذار اور کمزوری کی بنیاد پر اہل مدرسہ اگرچہ نہیں چاہ رہے تھے کہ مسلم شریف کا پڑھانا موقوف اور بند کریں چنانچہ ناظم اعلی حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب سے پہلے بھی اس بات کا اظہار فرمایا تھا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور مسلم شریف مجھ سے منتقل کر دی جائے مگر استاذی حضرت ناظم صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کی زندگی میں تو آپ ہی پڑھائیں گے بالآخر ۳؍ سال قبل جب طبیعت مدینہ منورہ میں زیادہ ہی خراب ہوئی اسی سال غالباً مسلم شریف کا سبق موقوف فرما دیا تھا۔

ایک رمضان حضرت کے ساتھ

جیسا کہ معلوم ہے کہ رمضان المبارک میں دس دس دن کے تین قرآن پاک سننا وسنانا افضل ہے یہ نہ ہو تو کم از کم ایک قرآن تو پورا ہی سننا چاہئے تا کہ سماع قرآن پاک کی سنت ادا ہو جائے حضرت اقدس شیخ العلام صاحب باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے ہمیشہ تین قرآن پاک دس دس دن میں سماعت فرماتے تھے اور علماء وحفاظ وقراء کی کثرت ہوتی تھی موجودین میں اس لئے ایک عشرہ میں تین حافظوں کو موقع دیا جاتا تھا تا کہ تینوں ایک ایک پارہ خوب سے خوب تر سنائیں چنانچہ احقر سے فرمایا کہ ’’آصف تو بھی پارہ دیکھ لے‘‘ پہلے نمبر پر غالباً بھائی مفتی محمد خالد کو سنبہ اور دوسرے پر احقر اور تیسرے پر

ایک اور ساتھی اس طرح پہلا عشرہ پورا ہوگیا پھر دوسرا عشرہ میں بھی تین حافظوں کو موقع ملا جس میں احقر کو بھی موقع ملا اور پھر تیسرے عشرہ میں تین ساتھی رہے اور احقر کو اس بار بھی موقع ملا الحمد للہ احقر کو تین عشروں میں ایک ایک پارہ پڑھنے کا موقع ملا جس سے پورا قرآن پاک حضرت شیخ کو سنانے کی سعادت نصیب ہوئی ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تراویح کے بعد

حضرت شیخ العلام صاحب تین پارے تراویح میں سماعت فرماتے پھر تراویح کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی محفل چلتی حضرت مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم ماہی والے یا کوئی اور چالیس درود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتے سامعین آمین کہتے پھر اور نصائح پھر کچھ اگر ہوتا تو تقسیم کرواتے اس کے بعد مجلس برخواست ہوجاتی سحری کا انتظام کرنیوالے حضرات اپنے انتظام میں لگ جاتے کیونکہ تقریباً ۱۲ یا سوا بارہ کا ٹائم ہوجاتا اور دوسرے بعض حضرات آرام میں اور بعض تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوجاتے اور بعض آرام گاہوں میں محو استراحت ہوجاتے حضرت بھی ذرا آرام فرمانے کیلئے لیٹ جاتے اور کچھ نیند لیتے پھر جلدی ہی بیدار ہوکر نماز تہجد میں لگ جاتے بالکل آخری حصہ میں سحری تناول فرماتے ۔

نماز فجر

اذان فجر کے بعد دو سنتیں پڑھ کر جماعت شروع ہوجاتی ، نماز سے فراغت پر کبھی کبھی کچھ دیر مخصوص افراد حضرت کے پاس بیٹھ جاتے پھر حضرت اور تمام مہمان محو

خواب ہوجاتے، صبح میں تقریباً نو بجے بیدار ہوکر حضرت مطالعہ میں مشغول ہوجاتے۔

اہتمام تلاوت

سبھی حضرات تلاوت قرآن پاک کا خاص اہتمام فرماتے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتے اور ایک ایک دن میں متعینہ کام کے علاوہ پندرہ سترہ پاروں تک کی یومیہ تلاوت فرمالیتے۔

نماز ظہر

رمضان المبارک میں بھی نماز ظہر اول وقت ہوتی اور پھر ذکر کی مجلس لگتی کچھ دیر حضرت آرام فرماتے اور پھر مطالعہ وکتب بینی میں لگتے اور کبھی عصر کی نماز کے قریب ہی بیدار ہوتے آرام سے اور منتظمین اپنے انتظام میں رہتے۔

نماز عصر کے بعد

اول وقت عصر کی نماز سے فراغت پاکر فضائل اعمال میں سے فضائل صوم کی تعلیم ہوتی جس کو پہلے عشرہ میں مولانا یوسف صاحب ٹنکاروی دوسرے میں مولانا حنیف صاحب اور تیسرے میں حضرت مولانا عبدالرشید صاحب اوماہی پالنپوری فرماتے تعلیم کے بعد مہمان اپنے اپنے معمولات میں لگ جاتے اور حضرت اقدس قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہتے بات چیت بالکل گوارہ نہ فرماتے اور احقر حضرت کیلئے کھانا وغیرہ بنانے میں لگ جاتا، حتی کہ افطار کا وقت ہوجاتا اور حضرت کیلئے دسترخوان لگادیتا تب آپ تلاوت موقوف فرماکر دعاء میں لگ جاتے اور مہمان حضرات اپنے دسترخوان پر جہاں تمام مہمانوں کا نظم ہوتا تھا چلے جاتے اور دعاء میں لگ جاتے اور منتظمین کھانا وافطاری لگادیتے۔

مغرب کے بعد

نماز مغرب کے بعد اوابین پڑھتے حضرت اور اس کے بعد کھانا تناول فرما کر کچھ تھوڑی دیر کمر سیدھی کرتے تا کہ پورے نشاط کے ساتھ عشاء وتراویح پڑھی جا سکے اور قرآن پاک سنانے والے حضرات اپنا اپنا پارہ دیکھ لیتے احقر آصف بھی آمد و رفت میں ہی پارہ میں ایک نظر نکال لیتا اتنے میں عشاء کی نماز کا وقت ہو جاتا پھر حضرت کو وضوء وغیرہ کراتے پھر سنتوں کے بعد جماعت شروع ہوتی اور حضرت بیٹھ کر نماز پڑھتے۔

عشاء وتراویح

اذان عشاء کے بعد صرف چار سنتیں اور پھر فوراً نماز عشاء شروع اتنے میں قطب عالم کے صاحبزادے حضرت الحاج مولانا محمد طلحہ صاحب کے یہاں نیچے دار جدید کی مسجد میں تراویح کا نمبر آتا اوپر حضرت شیخ صاحب کے یہاں چار رکعات یا چھ رکعات ہو جاتیں۔

پسندیدہ قرأت

حضرت شیخ العلام صاحب صاف ستھرا قواعد کے مطابق سادہ قرآن پاک سننا پسند فرماتے تھے تصنع اور بناوٹ کی قرأت کو ناپسند کرتے ہوئے کبھی درمیان تراویح ہی میں اصلاح فرمادیتے اس لئے حضرت کے یہاں ہر ایک آدمی سنانے کی ہمت نہیں کر پاتا اور ہر ایک کو موقع بھی نہ مل پاتا ساتھ ہی حافظ کو یاد بھی اچھا ہونا شرط تھا گویا چار شرطوں والی قرأت پسند فرماتے (۱) صاف شفاف ہو (۲) تجوید کی رعایت ہو (۳) سادہ بلا تصنع کے (۴) یادداشت اچھی ہو، ان تمام صفات کے بعد پھر حضرت کا عجیب رعب اور صفوف میں علماء و حفاظ کی کثرت ایک بڑی بات ہوتی تھی سنانے والے کیلئے

اٹک وغیرہ پر بھی پیچھے سے لقمہ دستیاب ہوجاتا تھا انتظار تکرار کی زحمت گوارہ نہ ہوتی۔

رمضان المبارک میں حضرت کا مزاج

رمضان شروع ہونے سے پہلے تو مزاج میں قدرے نرمی ہوتی، رمضان شروع ہونے پر پہلے عشرہ میں کچھ مزاج میں حدت بڑھ جاتی، دوسرے عشرہ میں مزید کچھ معاملہ ٹائٹ ہوجاتا اور بات کرنے کی بھی ہمت نہ ہوتی احقر کو اتنا ڈر لگتا تھا کہ حضرت سے کچھ بات کرنی ہوتی تو بھائی (مولانا) بن یامین سے کہلواتا یہ جب تھا جب کہ احقر کو حضرت کے پاس رہتے ہوئے دو سال قریب پورے ہونے کو تھے اور پھر ایک دن فرمایا ہمارا آصف بھی اچھا قرآن پڑھتا ہے، بس پھر ساری دہشت کافور ہوگئی خاص خاص لوگوں میں بھی بات کرنے میں وقت کی نزاکت کو بہت ملحوظ رکھنا ہوتا چنانچہ بھائی اسماعیل کفلیتہ کو پہلے عشرہ کے اندر ہی گھر جانا پڑ گیا اب حضرت سے اجازت لینے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی جب کہ بہت سے سفروں میں آپ دہلی تک حضرت کو چھوڑنے جاتے تھے مگر رمضان کا حضرت کا رعب غیر معمولی ہوجاتا تھا جب کہ ڈانٹتے بھی نہیں تھے اور کچھ کہتے بھی نہیں تھے پھر احقر آصف نے ہی انکے لئے اجازت طلب کی کہ جی بھائی اسماعیل گھر جانا چاہتے ہیں پھر آپ نے اجازت مرحمت فرمادی بہرحال پھر تیسرے عشرہ میں مزاج دھیرے دھیرے بہت نرم ہوجاتا۔

حضرت کا رعب

حضرت کا رعب بہت تھا چہرہ دیکھنے سے ہی رعب چھا جاتا تھا اچھے اچھے اپنی بات پیش نہیں کرپاتے بات کرتے ہوئے زبان لڑکھڑا جاتی تھی اور بہت سے حضرات مارے رعب کے اندر بھی نہیں جاپاتے تھے باہر ہی کی خدمت انجام دیتے تھے اور میں

سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے سنتوں پر عامل ہونے کا رعب تھا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ کی ادنی سی تشریح و جھلک تھی کہ حضور پرنور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب تو دشمن پر ایک مہینہ کی مسافت سے پڑنے لگتا تھا اور حضرت شیخ کا زینہ سے چڑھتے ہی پڑنے لگتا تھا اللہ اکبر سنتوں کا کتنا قرب حاصل تھا۔

ختم قرآن پاک پر دعاء شیخ

رمضان المبارک میں عشاء کے بعد پہلے عشرہ کے ختم پر تکمیل قرآن پاک کے موقع پر حضرت شیخ صاحب دعاء فرماتے اور سامعین بھی گریہ وبکاء کے عالم میں ڈوب جاتے پھر دوسرے عشرہ پر ختم قرآن پاک کے موقع پر دعاء کراتے پھر تیسرے عشرہ پر ۲۹ ویں شب کو دعاء فرماتے۔

شب قدر کی اطلاع

ایک مرتبہ حضرت اقدس شیخ العلام صاحب نے عشاء کے بعد درود وسلام سے فراغت پر فرمادیا کہ آج کوئی نہ سوئے سب صبح میں فجر کی نماز کے بعد آرام کریں آج شب قدر ہے چنانچہ تمام ہی حضرات نے اس پیشین گوئی کو غنیمت سمجھا اور سب تلاوت وعبادت میں مشغول رہے چنانچہ احقر نے تو فون کرکے بعض جگہوں پر بھی اس کی اطلاع دیدی تاکہ زیادہ سے زیادہ حضرات اس نعمت عظمہ سے مستفیض ہوسکیں پھر صبح میں جب سورج کو دیکھا تو اس کی شعائیں اور کرنیں مدہم پڑ رہی تھیں جس سے حدیث نبوی علیہ السلام کی علامتیں بھی سمجھ میں آگئیں اور یہ واقعہ غالباً ۲۳ رویں شب کا تھا اللہ تعالی حضرت کو جزاء خیر عطاء فرمائے کہ آپ نے وقت پر ہی مطلع کردیا تاکہ نیکیاں سب ہی جمع کرلیں اور آپ کی بال بال مغفرت فرمائے۔ (آمین)

ملاقات

رمضان المبارک میں تو حضرت بہت زیادہ مشغول رہتے تھے اور اپنے پاس مجلس لگانے کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے بس فجر کی نماز میں رات میں آنیوالے حضرات ملاقات کر کے اطلاع کرا دیتے تا کہ افطار وسحری میں نظم کیا جا سکے اور دن میں جانے والے بھی اسی وقت ملاقات کر لیتے رخصت ہونے کیلئے پھر دن میں حضرت کے بستر صحیح کرتے وقت یا آپ کے لیٹتے وقت کسی سے ملاقات ہو جاتی تو ہو جاتی ورنہ آدمی سوچتا ہی رہتا کہ آخر ملاقات کا وقت کب میسر ہوگا بظاہر آپ اپنا بھی سارا وقت عبادت وریاضت میں لگانا چاہتے تھے اور آنیوالے مہمانوں کا بھی بازار جانے پر ادھر اُدھر ہونے پر تنبیہ فرما دیتے تھے۔

مہمانوں کی ضیافت کی نگرانی

خدمت کرنیوالے حضرات جو کھانا افطار وسحر میں تیار کرتے حضرت شیخ صاحب اس کو طلب کراتے تا کہ دیکھیں کہ کیسا بن رہا ہے؟ مہمانوں کا اس سے پیٹ بھر بھی سکتا ہے یا وہ اس کھانے کو پسند نہیں کریں گے واللہ تعالی اعلم یہ مختصر حالات رمضان جو یاد رہ سکے لکھ دیئے گئے اللہ تعالی قبول فرمائے آمین اور حضرت کو ہماری تربیت وحوصلہ افزائی کی طرف سے بہتر سے بہتر اجر دیکر جنت الفردوس میں مقام اعلی نصیب فرمائے۔ (آمین) اور جملہ خدمت گزار حضرات کی خدمت کو قبول فرمائے اور سب کو حضرت کی طرف سے اور حضرت کو ان کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت اقدس شیخ العلام صاحب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوئی دقیقہ

نہیں چھوڑتے تھے چھوٹا ہو یا بڑا فوراً اصلاح فرماتے چنانچہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں ہی مدرسہ مظاہر علوم کے دفتر محاسبی و تعلیمات میں کام کرنیوالے حضرت سے ملاقات کرنے کیلئے تشریف لا رہے تھے تو حضرت نے فرمایا کہ دفتر میں کام کرنے والے سبھی حضرات کو ایک ساتھ بھیج دو تا کہ ایک ساتھ ہی ملاقات سے فارغ ہو جائیں اور عمرہ مبارکہ کے سفر سے کھجوروں کا تحفہ جو مل رہا تھا اور دیا جا رہا تھا ایک ساتھ سب ہی اس سے فارغ ہو جائیں اور ہم کام میں لگ جائیں چنانچہ تمام حضرات ہی ملنے کیلئے ایک ساتھ آگئے حضرت نے سب کو کھجوریں بھی عنایت فرمادیں ایک صاحب اس وقت آئے جب آپ بخاری شریف پر کام کرنے میں لگ چکے تھے وہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے تو حضرت نے دفعۃً فرمایا تم کہاں رہ گئے تھے، انہوں نے عرض کیا جی کچھ کام کر رہا تھا فرمایا تم جھوٹ بول رہے ہو تم تو ایسے ہی بیٹھے تھے وہاں اور پھر فرمایا کہ توبہ کرو اپنے افعال سے ورنہ بُری حالت میں مروگے اور حضرت مارے جلال کے کانپ گئے اور ان کے لئے جو جملہ آپ نے ارشاد فرمایا میرے علم میں یہ جملہ اس سے پہلے اور اسکے بعد کسی کیلئے استعمال نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ہماری اور انکی اصلاح فرمائے۔ آمین

اسی طرح جمعہ کے دن اذان خطبہ پڑھتے ہوئے مؤذن اذان میں مقدار سے زیادہ کھینچ کر آواز بنانے میں پڑھ رہا تھا، تو حضرت شیخ صاحب نے برجستہ درمیانِ اذان ہی فرمایا ”سیدھی سادھی اذان پڑھو“ اسلئے کہ حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مؤذن سے فرمایا تھا اَذِّنْ اَذَاناً سَمْحاً وَلَا فَاعْتَزِلْ عَنَّا (سیدھی سادی اذان پڑھو، ورنہ ہم سے دور ہو جاؤ)۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب کی شفارش

شوال ۱۴۳۰ھ میں جب احقر افتاء سے فارغ ہو گیا اور اب صرف چند دنوں کی

ہی خدمت اور حضرت کی معیت باقی رہ گئی تھی اور اب کام کرنے کیلئے کسی مدرسہ کی تلاش ہو رہی تھی تو حضرت مولانا نورالدین صاحب پالن پور والے جو حضرت کے خاص محبین میں سے تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اب تو کیا کریگا آصف؟ میں نے عرض کیا کہ جی کسی مدرسہ میں جا کر پڑھاؤں گا انہوں نے پوچھا کہ کتنی تنخواہ ملے گی میں نے کہا تین چار ہزار اس پر انہوں نے کہا کہ میں تجھے ہر مہینہ دس ہزار روپئے بھیج دیا کروں گا تو حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں رہ لے اور حضرت تجھ سے بہت خوش بھی ہیں میں نے کہا اب میری پڑھائی پوری ہو چکی ہے اس لئے اب بظاہر حضرت یہاں رہنے کی اجازت نہیں دیں گے انہوں نے کہا اگر میں تیرے لئے حضرت سے اجازت لے دوں تو کیا تو یہیں حضرت کی خدمت میں رہ جائیگا؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں اور یہ ساری گفتگو مہمان خانہ میں اوپر ہی ہو رہی تھی چنانچہ پھر انہوں نے حضرت سے میرے بارے میں شفارش خدمت کرتے ہوئے عرض کیا ”کہ جی آصف سے آپ کو آرام ملتا ہے اسے آپ اپنے پاس رکھ لیں“ حضرت اقدس شیخ صاحب نے فرمایا کہ ”آصف سے آرام تو واقعی ملتا ہے مگر یہ کام کا آدمی ہے کسی مدرسہ میں جا کر کام کریگا یہاں تو خدمت کوئی اور بھی کر سکتا ہے بس اس جملہ کے بعد تو میرے لئے ایک طرف تو خوشی کے دن امنڈتے نظر آرہا تھے کہ احقر کیلئے حضرت کا جملہ ”آصف کام کا آدمی ہے“ انتہائی عزت وافتخار اور سعادت وکامیابی کی ضمانت تھا مگر دوسری طرف حضرت سے جدا ہونے کے لمحات قریب آچکے تھے جو بڑا ہی عجیب مرحلہ تھا خیر وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا اور اللہ کے فضل اور حضرت کی دعاء کی برکت سے شیخ صاحب کے یہاں رہتے ہوئے ہی جناب حضرت قاری سعید احمد صاحب ایم اے معتمد جامعہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فون آیا اور درس حدیث کیلئے جامعہ سمیہؓ کیلاش پور میں جگہ کا نظم

ہو گیا اور الحمد للہ مسلم شریف و مؤطا امام مالک متعلق ہوئیں اور مسلم شریف کتاب الفتن سے پڑھائی اور وہیں سے آخر مسلم تک شرح کی بھی توفیق ملی جس کو حضرت اقدس کے سامنے پیش کیا گیا تو حضرت نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے گہر بار قلم سے اس پر دعائیہ کلمات بھی رقم فرمائے جو ابھی مرحلہ چھپائی میں ہے دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے اور جلد از جلد منظر عام پر ظاہر فرمائے۔ (آمین)

حضرت کے دو مشہور سفر

حضرت شیخ العلام صاحب کے حج اور عمرہ کے تو دو مشہور سفر تھے اسکے علاوہ باندہ، میرٹھ، مالیگاؤں، کھروڑ، ماہی ، آسام، لندن، چپاٹا، زامبیا، افریقہ، فرانس، بخاری، سمرقند، روس، قطر اور آخر سفر میں اکل کواں، احمد آباد، اور ضلع سہارنپور میں عمر کے آخری دو سالوں میں دیوبند ورائے پور میں اسفار کئے اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ آپ کے تمام اسفار علم حدیث پھیلانے کیلئے ہی ہوتے تھے اللہ تعالی سب کو قبول فرمائے اور قرب درجات کا سبب بنائے (آمین)

علاقائی دو سفر کے نقوش

حضرت اقدس علاقہ سہارنپور میں بھی بہت ہی کم بلکہ نا کے درجہ میں سفر کرتے اور کسی مدرسہ میں تشریف لے جاتے احقر کو دو علاقائی سفر کا علم ہے جن کے بعض نقوش پیش کئے جاتے ہیں حضرت کی وفات سے دو سال پہلے مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طاہر صاحب جو حضرت ہی کے خلیفہ ہیں انہوں نے اصرار کیا کہ دورہ کا پہلا سال ہے آپ ہی ختم بخاری کرادیں حضرت عذر فرماتے رہے بالآخر اجازت ملی اس شرط کے ساتھ کہ میرا شور نہ کرو گے اور جمعرات کا دن بعد

نماز مغرب طے ہوا۔

حضرت کی برکت

حضرت کی برکت کہ صرف ایک دن پہلے اجازت مرحمت فرمائی مگر اتنی شہرت ہوگئی کہ جب رائے پور پہنچے تو آدم ہی آدم اور مخلوق ہی مخلوق نظر آتی تھی چنانچہ حضرت نے مولانا طاہر صاحب سے فرمایا بھی کہ "تو نے تو بہت لوگ جمع کر لئے" انہوں نے عرض کیا کہ جی یہ تو آپ ہی کی برکت ہے ورنہ کل تو آپ نے اجازت ہی دی تھی۔

سہارنپور سے رائے پور کے لئے روانگی

چنانچہ جمعرات کے دن احقر کو ہمارے دوست بھائی مفتی محمد ہاشم نے بتلا دیا کہ عصر تک آجانا، احقر بھی پہنچ گیا اور عصر کی نماز اول وقت پڑھ کر رائے پور کیلئے روانہ ہوئے اس شرط کے ساتھ کہ "طاہر راستہ میں کہیں نہیں اتروں گا" کسی مدرسہ میں نہیں رکوں گا اِنوِا، گاڑی میں سفر شروع ہوا جس میں اگلی سیٹ پر حضرت مراقب بیٹھے ہوئے تھے بیچ میں حضرت مولانا طاہر صاحب، احقر اور بھائی ہاشم۔

گاڑی اور سواری کی پکار

گاڑی میں بیٹھ کر بے ساختہ احقر کی زبان پر یہ اشعار جاری ہوئے جو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی ایک چھوٹے سے کاغذ پر لکھ لئے قارئین کیلئے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

میرے حضرت کی جب سواری چلی
دھیرے دھیرے یہ کہتی چلی
طوبیٰ لک و طوبیٰ لی —— میری خوشی آپ کو لیتی چلی

شجرو حجر ہوا اور فضاء ——— ہر طرف سے سلامی آتی چلی
میری قسمت کہ آپ کو لیتی چلی
علماء وطلباء رائے پور کی خوش بختی ——— علم نبوت ونورِ نبوت کی صدا آتی چلی
میری قسمت کہ آپ کو لیتی چلی
سکونی فضاء ونورانی ہوا ——— ہر طرف سے مرحبا مرحبا کہتی چلی
میری قسمت کہ آپ کو لیتی چلی
میرے شیخ کی جب سواری چلی ——— ننھے ننھے لبوں سے یہ کہتی چلی
خلیفہ شیخ طاہر کی دل کی خوشی ——— گوشہ گوشہ رگ وپے میں اترتی چلی
دل کی گہرائی سے یہ صدا آتی چلی ——— سلامت رہیں آپ تا عمر خضر
دنیاء دل آج بدلتی چلی
میری قسمت کہ آپ کو لیتی چلی
ہو عطا تجھ کو بھی اے آصفؔ ——— علم و عمل تقویٰ و خلوص
برکت شیخ سے تیری قسمت بدلتی چلی
میری قسمت کہ آپ کو لیتی چلی

رائے پور میں قدم شیخ

مغرب کے قریب رائے پور مدرسہ میں پہنچ گئے حضرت کو جب حجرۂ میں بٹھایا گیا تو سب سے پہلے آپ نے وہاں کے ٹھاٹ باٹ کو دیکھ کر فرمایا ”یہ کس کا حجرہ ہے؟“ وہیں کے کسی آدمی نے عرض کیا کہ جی مولانا طاہر صاحب کا تو حضرت شیخ صاحب نے مولانا طاہر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”طاہر اتنا ٹھاٹھ“؟ مولانا طاہر نے

عرض کیا یہ تو آپ کی آمد کی وجہ سے ہے اس پر فرمایا "ہمارا تو فقیرانہ ٹھاٹھ ہے، مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں" یہ تھی حضرت شیخ صاحب کی سادگی کی انتہاء کہ وقتی ٹھاٹ باٹ پر بھی تنبیہ فرمائی ہمارے دوست (مولانا مفتی محمد جابر صاحب مظاہری استاذ جامعہ قاسمیہ کھروڑ نے) مجھے بتایا کہ حضرت کے کمرہ میں یہ قالین تو قریب ہی زمانہ میں بچھے ہیں ورنہ پہلے تو بوسیدہ چادریں اور پھٹی پرانی لنگی جو قابل استعمال نہ رہتی اسے کمرہ میں بچھواتے تھے۔

عجیب احتیاط

حضرت شیخ کے جلوہ گر ہونے کے بعد اور بھی بہت سے حضرات جو سہارنپور ہی سے گئے تھے جیسے استاذ گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب بیٹوی اور حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی، مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی اور بھی دیگر حضرات موجود تھے تو بطور مہمان نوازی کے پانی پیش کیا تو غالباً حضرت نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اس کے بعد کچھ اور مشروب یکے بعد دیگرے لائے گئے تو حضرت تو یہی فرماتے رہے ساتھیوں کو پلاؤ اور آپ خود تسبیح وتہلیل میں مشغول رہے حتی کہ مغرب کی اذان ہوگئی پھر وہیں جماعت سے نماز ادا کی اور سیدھے درس بخاری کے لئے مسند پر جلوہ افروز ہوگئے فراغت پر وہیں عشاء کے فرض ادا کر کے سیدھے سہارنپور کے لئے روانہ کچھ نہیں کھایا پیا۔

دعاء ابتداء

بخاری شریف آپ کے سامنے کھول دی گئی تو آپ نے ابتدائی خطبہ پڑھ کر دعا فرمائی کہ دعاء کرو اللہ تعالی مجھے ایسی باتیں کہنے کی توفیق دے جو نفع بخش ہوں اور پھر

فرمایا کچھ باتیں طلباء سے متعلق ہوں گی کچھ علماء سے اور کچھ عوام سے۔

نقوش و یادیں

فرمایا یہاں کا سب سے بابرکت حصہ شاہ عبدالرحیم کی خانقاہ کا ہے پھر شاہ عبد القادر کی قیام گاہ کا۔

پھر فرمایا طاہر ہمیں سیدھے راستہ سے لائے نہ ہچکولے لگے نہ کچھ پھر فرمایا کوئی جا کے واپس آیا ہے؟ کسی نے اپنا حال سنایا ہے؟ کسی نے نہیں بتایا اس لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لاؤ اور انہی کے مطابق بات تسلیم کرو اور عمل کرو، نماز کا اہتمام کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ تھے۔

اور غصہ کے دو سبب ہیں کبر یا کمزوری، دادا باوقار کبھی غصہ نہیں ہوتے تھے نانا ایسے لوگ خال خال ہوتے ہیں نماز کے پابند عشاء کی سترہ رکعت، عصر کی چار رکعت لازماً پڑھتے، عشاء کی نماز چار مرتبہ پڑھی انتقال کے وقت استاذ صاحب نے فرمایا کہ ”اولیاء کی شان ہے بڑے اولیاء کی“ ایک عورت کے خواب میں آئے اور فرمایا ”تم کو معلوم نہیں یہاں سجدہ کی کتنی قدر ہے“

دو باتیں

واقعۂ نانا سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک غصہ نہ کرنا دوم نماز کی پابندی کرنا۔

خاں صاحب

ایک خاں صاحب تھے فیض آباد کے مونچھیں بڑی بڑی رکھتے تھے کوئی کہتا کہ یہ کیا ہے؟ فرماتے ”ایک ہی مرتبہ اللہ کے نام پر گردن کٹا دونگا“ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہلکی سی ہندو مسلم لڑائی ہوئی اس میں گولی لگی، تو حجام کو بلایا اور مونچھیں کٹا دی رو کر کہ ”میں

داڑھی تو بڑھا نہیں سکتا ہوں انکو کٹا سکتا ہوں” پھر روح پرواز کر گئی۔

حدیث پاک پر گل کاری

پھر حضرت شیخ العلام نے حدیث پاک پر گل کاری کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث کی تعریف اقوال ہوں یا افعال، رضامندی ہو یا بعد کے احوال، علامہ سخاوی نے فرمایا کہ حدیث مَا اُضِیفَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ہے” حدیث سے دل لبریز ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

امام عبدالحلیم ابن تیمیہ نے شرح حدیث النبوی میں فرمایا حدیث وہ جو نبی پاصلی اللہ علیہ وسلم سے بعد نبوت کے ثابت ہوں، قول ہو یا فعل یا رضامندی کا اظہار ہو، قبل النبوت کی بعض باتیں بھی حدیث ہو جاتی ہیں جیسے واقعہ غار یا صدق کے قصے، پھر شیخ صاحب نے فرمایا کہ تعریف تو جامع ہے مگر اس کو لیا نہیں اصولیین نے کیونکہ حدیث تو وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لی گئی ہو اور محدثین کے سامنے ہر وہ بات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔

مسلسل

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی وصف کے ساتھ منقول ہو خواہ راوی کا ہو یا بدل راوی کا، یا حدیث ہی کا ہو۔

اعمال کا ترازو

ترازو ہوگا اور اعمال تولے جائیں گے مقصد تردید ہے منکرینِ میزان کی یعنی

معتزلہ کی (۲) مجاہد کہتے ہیں انصاف کرنا مراد ہے اس تفسیر کا تعلق عرض سے ہے نیکی میں کمی نہ ہو جانچ تول کر ہر شخص کی کمائی اس کے حوالہ کردی جائیگی فَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًیرہ بالو کے ذرہ کے برابر بھی دیکھ لیگا کتنی باتیں صحیح ہیں کتنی غلط کیا کام کرتے ہیں اچھے یا برے۔

اعمال حسنہ

درود اچھا کام ہے، تسبیح پڑھو، ذکر کرو، اچھے کام ہیں سب۔

اعمال سیئہ

گالی، شیخ کی تنقیص، غیبت، چغلی سب برے کام ہیں اور اعمال نامہ میں سب ہونگے جو بھی کیا ہوگا۔

راستۂ خیر

خیریت چاہتے ہیں تو احوال واقوال کا جائزلیں، کتنے بھائی کو ستاتے ہیں توبہ کریں۔

مدرسہ کی کتاب پر لکھنا

کتاب پر لکھا ہوتھا تو اسے دیکھ کر فرمایا کہ کتاب پر لکھنا ناجائز ہے مالیت خراب علمیت خراب، اس سے کتاب خراب ہوتی ہے یہ وہی کرتا ہے جسکا مقصد جاہ وشہرت ہوتی ہے۔

اعمال بنی آدم

وہ افعال ہیں جو اعضاء سے صادر ہوں۔

وزن کس چیز کا ہوگا؟

اس میں متعدد اقوال ہیں اور وزن کیوں ہوگا اسکا بیان تو اوپر آچکا۔

(۱) ٹھاٹھ دار احمد بخاری ذرعیم حاتم رازی، ابومحمد بن حزم ظاہر اعمال تو لے جائیں گے۔

(۲) علامہ سخاوی نے نقل کیا صحالف اعمال تو لے جائیں گے۔

(۳) ڈگڈگی شاہ کہ صاحب اعمال تو لے جائیں گے۔

فائدہ کس سے ہوگا؟

فرمایا فائدہ عمل سے ہوگا بڑوں کی غلطی نہ پکڑو تنقیص ہوگی، ہم جان کر عمل نہ کریں دیدہ ودانستہ اعراض سے مواخذہ ہوگا۔

میزان کا ذکر آخر میں کیوں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی نے جواب دیا کہ جہمیہ کی تردید مقصد ہے آخر میں معتزلہ کی تردید ہے نعم میزان حق ہے

مزارِ شاہ عبدالرحیم صاحبؒ پر

درس حدیث سے فراغت پر وہیں اسی جگہ عشاء پڑھ کر سہارنپور کے لئے روانہ ہوگئے احقر بھی ساتھ ہی تھا راستہ میں خانقاہِ رائے پور میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے مزار پر حاضر ہوئے اور سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی مزار کے بالکل قریب جا کر فاتحہ خوانی کی اور پھر مولانا طاہر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ نیچے اترنے کی ہمت نہیں ہو رہی ہے اسلئے مفتی عبدالقیوم صاحب سے بس میرا سلام کہہ دینا۔

کمال حافظہ کی عجیب مثال

خانقاہ رائے پور میں داخل ہوکر مسجد کے قریب جا کر مزار سے پہلے ہی گاڑی والا رُک گیا اور کہنے لگا کہ آگے گاڑی کا راستہ نہیں ہے تو حضرت شیخ صاحب نے برجستہ

فرمایا آگے مزار کے پاس چلو وہاں تو گاڑی چلی جاتی ہے اور میں ۸۷ھ میں آیا تھا، چنانچہ پھر آگے چلے اور مسجد کے بائیں طرف کو راستہ مزار پر جا رہا تھا اسی سے آگے گئے اور گاڑی قبلہ رُخ اور مزار کے سامنے جب پہنچ گئی تو حضرت شیخ صاحب نے پھر ایصال ثواب فرمایا۔

سفر دیوبند

علاقائی دوسرا سفر حضرت مولانا مفتی شفیق خاں صاحب مہتمم دارالعلوم زکریا دیوبند کے اصرار پر دارالعلوم زکریا دیوبند کا دورہ کیا اور وہاں پر درس بخاری اور ختم بخاری کی تجلیات وانورات اور نورانیت وعلم نبوت کی ضیاء پاش کرنوں سے دارالعلوم زکریا اور اسکے اطراف واکناف کو مزید روشن کرتے ہوئے دیوبند کی عطر بید فضاء کو مزید دوآتشہ کیا فجزاہ اللہ احسن الجزاء وقبل اسفارہ کلہ. (آمین)

توکل علی اللہ اور اخلاص کی انتہاء

حضرت شیخ العلام میں حد درجہ کا توکل اور اخلاص تھا مدرسہ سے تنخواہ لینی بھی بند کردی تھی مگر یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں نے تنخواہ لینی بند کردی اور توکل شروع کردیا بلکہ احقر سے فرمایا کہ جب میری تنخواہ ۶۰۰ روپئے ہوگئی تو مجھے دفتر آنے جانے تعب محسوس ہونے لگا اسلئے تنخواہ کیلئے دفتر گیا ہی نہیں (اشارہ تھا کہ اس وقت سے ہی تنخواہ موقوف کردی تھی)

توکل کے بعد مجاہدہ

فرمایا کہ مجھے تنخواہ تو ملتی نہیں تھی ایک طالب علم میرے لئے اپنی ایک روٹی فروخت کرکے سادی چپاتی وسالن کا نظم کرتا تھا اور ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ میرے

حجرہ میں ایک مہمان آگیا اسے چائے بھی پلانا ضروری اور پیسے بھی نہیں ہیں باہر نکلا تو مجھے ایک طالب علم نظر آیا میں نے اس سے کہا کہ میرا مہمان ہے تو اس کو چائے پلادے میں بعد میں تجھے پیسے دونگا اسوقت پچاس پیسہ کی چائے آتی تھی اس نے چائے پلادی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ کام ہوگیا اور میرا راز بھی مہمان پر ظاہر نہ ہوا پھر بعد میں میں نے اس طالب علم کو پیسے دئے اور حضرت مولانا محمد حنیف صاحب سے سنایا کہ حضرت کو دو دو تین تین دن کا فاقہ بھی ہوتا تھا تو کسی سے ظاہر نہ فرماتے۔

لوگوں سے قرض

فرمایا کہ بہت سی مرتبہ اپنے پاس کچھ ہوتا تو ہے نہیں ضرورت بہت سخت آجاتی (جیسے احقر نے اوپر ذکر کی) تو خود فرمایا کہ پھر میں کسی سے قرض لے لیتا یہ کہہ کر کہ کہیں سے انتظام ہوگا تو میں واپس کردوں گا پھر اللہ کہیں سے بھیجتے تو میں واپس کردیتا آخر زندگی میں بھی فرماتے کہ میں نے لوگوں کا بہت کھایا اسلئے دینا تو ہوگا ہی اور بہت سامال صدقہ کراتے۔

فکر آخرت

حضرت شیخ العلام صاحب کو آخرت کا بڑا استحضار رہتا تھا ہروقت خاشع وخاضع متضرع رہتے تھے بات کرتے کرتے کیفیت متغیر ہوجاتی انسوں کا سمندر بہہ پڑتا پھر اپنے کو قابو کرتے اور آگے بات پوری فرماتے اب سے تقریباً ۵/ پانچ سال قبل فرمایا تھا کہ آصف اب میرا پڑھانے کا وقت نہیں رہا (یہ بات سنتے ہوئے احقر کی جو کیفیت ہوتی تھی آج لکھتے ہوئے بھی محسوس ہورہی ہے مگر عبرت کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں) احقر کے لئے یہ اور اس طرح کے جملے بڑے بھاری رنج وغم پیدا کرنیوالے تھے

موجودین سے بھی معافی مانگتے رہتے "کہ بھائی کسی کو ڈانٹا ہو تو معاف کرنا" کبھی فرماتے "آصف تجھے بہت ڈانٹا ہے معاف کرنا" بہت سی مرتبہ اخبار میں بھی طلب معافی کا حکم دیا اور ایک مرتبہ احقر بھی موجود تھا اور دیگر بعض احباب بھی موجود تھے کہ حضرت شیخ صاحب نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اللہ سے درخواست کی مالک دونوں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں میرے مالک معاف فرما" آج تک یہ منظر احقر کی نظر میں گشت کر رہا ہے اور آخر تک گشت کرتا رہے گا۔

میرا کون ہے؟

ایک مرتبہ فرمایا کہ آصف میرا کون ہے؟ تمہیں بچے تو ہو میرے لئے دعا کرنا، اور مجھے بھول نہ جانا، احقر نے تسلی کیلئے عرض کیا کہ حضرت ابھی بھی یاد ہیں اور بعد میں بھی یاد رہیں گے پھر فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن پاک پڑھ کر پہنچانا میرے لئے کچھ پیسے صدقہ کرنا پانچ روپے، دس روپے پھر احقر سے اس کا اقرار بھی لیا کہ ایسا کرو گے بھی یا نہیں، بھول نہ جانا، ان کلمات سے ہم کو اندازہ لگانا چاہئے کہ حضرت آخرت سے کتنے ڈرتے تھے اور اسکی کتنی تیاری میں تھے باوجونیکہ آپ کی ساری ہی زندگی تعلیم و تعلم میں لگی اور ایک ہم جیسے نالائق اور ہمہ وقت گناہوں میں مصروف اور گناہوں کی گندگی سے لت پت اور موت کی یاد بھی نہیں آتی اور آخرت کا تصور بھی نہیں اللہ اپنے فضل و کرم سے اور حضرت شیخ کی برکت سے ہمیں بھی صحیح معنی میں اپنا ڈر اپنا خوف و خشیت عطا فرمادے۔ (آمین)

استغفار کی کثرت

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ اب تو ہمارے استغفار کا وقت آگیا ہے پڑھنے پڑھانے کا وقت ختم ہو چکا ہے نہیں معلوم کہ حضرت شیخ الحدیث نے آخر عمر میں پڑھانا بند کر دیا

تھا اور توبہ و استغفار کی کثرت فرمادی تھی اور فرماتے تھے کہ آخر عمر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے فرمایا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا کہ اے نبی اب اپنے رب کی تسبیح و تقدیس اور استغفار میں لگ جائیے اشارہ تھا کہ اب آپ کے ہمارے پاس آنیکا وقت قریب آچکا ہے اسلئے حضرت شیخ صاحب نے بھی آخر عمر میں استغفار کی کثرت فرمادی تھی کیونکہ آپ کے شیخ قطب العالم کا بھی یہی معمول رہا اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رب تعالی نے اسی کا حکم فرمایا اور استغفار کی اور معافی کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ آپ حمام میں بھی فرماتے رہتے ”یا اللہ مجھے معاف فرما“

آخرت کی تیاری

حضرت شیخ العلام صاحب کی آخرت کی تیاری کا عالم عجیب و قابل اتباع تھا صرف زبانی ہی تیاری نہیں تھی بلکہ عمل سے بھی آب کی تیاری آخرت کا پتہ چلتا تھا چنانچہ اب سے کئی سال پہلے آپ نے اپنا بسترہ اندر کتابوں کے مابین سے نکلوا کر دروازہ کے قریب بچھوالیا تھا تا کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت کسی قسم کی پریشانی کا سامنا لوگوں کو نہ کرنا پڑے ورنہ حضرت کے پاس آنے جانے والے سبھی حضرات جانتے ہیں کہ حضرت پہلے تو اندر کوالماری کے پاس بیٹھتے تھے اور وہیں مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور کھانے ے لئے وہاں سے تھوڑا سا آگے کو نکل جاتے تھے کیسی تیاری تھی سفر آخرت کی کہ اسکے لئے اپنی سیٹ اور بیٹھنے کی جگہ پہلے ہی چھوڑ دی تھی اور آگے کی طرف دروازہ کے قریب آگئے تھے جیسے اسٹیشن آنے سے پہلے ہی سواری اپنی جگہ چھوڑ دیتی ہے۔

☆☆☆

مدینہ منورہ میں طبیعت کا اچانک خراب ہو جانا

تیسرے سال جب حضرت شیخ سفر حج پر تشریف لے گئے تو مبارک سفر کے ارکان ادا کر کے آخر میں روضہ اقدس پر حاضری کیلئے پہنچے وہیں سے آپ کی واپسی تھی مگر اچانک آپ کی طبیعت خراب ہو گئی اور بہت زیادہ بگڑ گئی رنجیدہ و غمگین کرنے والی خبریں بھی ایک مرتبہ کو پھیلنے لگی تھی دنیا بھر میں حضرت کے لئے دعائیں کی گئیں خصوصاً مادر علمی جامعہ مظاہر علوم جدید میں بخاری شریف پوری کرا کر دعائیں کی گئیں اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ بہت دنوں تک آپ وہیں علاج و معالجہ کراتے رہے اور یہی غشی کی کیفیت رہتی تھی ICU میں رکھا گیا بالآخر ایک دن آپ نے موجود خدام خاص سے فرمایا کہ مجھے ہندوستان لے چلو مگر چونکہ طبیعت سفر کرنیکی اور ہندوستان آنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی اور اطباء و ڈاکٹروں کا مشورہ بھی وہاں سے ہندوستان آنے کا نہیں تھا بالآخر حضرت نے اصرار کیا اور دعاء مستجاب کی۔

حضرت مستجاب الدعوہ تھے

جب حضرت کی طبیعت خراب ہو رہی تھی اور طبیعت میں سدھار نہیں آرہا تھا تو حضرت نے ایک دن اپنے دونوں ہاتھ دراز کر کے دعاء مانگی ”یا اللہ مجھے ہندوستان پہنچا دے“ اور پھر موجود حضرات میں سے مولانا محمد یونس صاحب رندیر (جنہوں نے تو خدمت کا حق ہی ادا کر دیا) ان سے فرمایا کہ مجھے ہندوستان لے چلو چنانچہ کچھ افاقہ سا بھی ہوا اور حضرت کو یہ حضرات ممبئی لے آئے وہاں دو تین دن رہ کر الحمدللہ آپ سہارنپور تشریف لائے ان دنوں کی ایک بشارت۔

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہندوستان آنا

ان دنوں میں احقر بار بار اپنے بعض احباب اور شیخ صاحب کے چاہنے والوں سے مثلاً بھائی اسماعیل کفلیتہ اور بھائی محمد سرفراز لندن اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اور بھائی مفتی ہاشم صاحب سے معلومات فراہم کرتا رہتا اور شفیق الامت حضرت مولانا حسین صاحب خلیفہ مفتی محمود صاحب اور دیگر احباب کو اس کی اطلاع دیتا رہتا مگر حضرت کی جدائی اور اتنی دور ہونیکی وجہ سے اور وہاں مدینہ پاک تک رسائی کے عدم امکان کی وجہ سے بڑی الجھن سی رہتی تھی کہ اب تو ہم زیارت بھی نہیں کر سکتے کہ ایک دن حضرت جی مولانا حسین صاحب پانڈولی کی مجلس لگی ہوئی تھی اور احقر بھی موجود تھا کہ جناب ماسٹر عابد صاحب (جو دیانت دار اور بوڑھے آدمی ہیں) آئے اور آ کر کہنے لگے کہ حضرت میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ اور بہت سے لوگ بھاگے جا رہے ہیں میں نے خواب ہی میں پوچھا کہ یہ سب حضرات بھاگے ہوئے کہاں جا رہے ہیں تو مجھے کسی نے خواب میں بتلایا کہ "آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان آ رہے ہیں" اور سب ان سے ملنے کے لئے بھاگے جا رہے ہیں انکا خواب پورا ہوا تو احقر نے عرض کیا کہ حضرت اس کی تعبیر یہ ہے کہ شیخ صاحب ہندوستان آنیوالے ہیں اس پر حضرت جی نے فرمایا کہ ہاں یہی تعبیر ہے چنانچہ اس خواب کے ایک دن بعد ہی آپ ممبئی تشریف لے آئے اور پھر وہاں سے تقریباً ۴/۵ روز بعد سہارنپور پہنچ گئے مذکورہ خواب کے بعد احقر کو یقین ہوگیا کہ شیخ صاحب ہندوستان ضرور آئیں گے۔

سہارنپور آمد

بخاری شریف کا سبق ہوئے چونکہ بہت دن ہو چکے تھے اس لئے آپ کی طبیعت

بے چین رہتی تھی کیونکہ بخاری شریف آپ کی غذا، تنہائی کا ساتھی، رنج وغم کیلئے ناجی بے چینی کیلئے سکون، کلفت و پریشانی کیلئے راحت، درد و بیماری کی دوا اور مرض کے لئے شفاء تھی اس لئے جلد از جلد سہارنپور پہنچنا چاہتے تھے الحمدللہ پہنچے اور مغرب کے بعد پہنچے سب سے پہلے جس شخص سے ملاقات ہوئی وہ حقیر ناچیز آصف ہی تھا۔

مصافحہ

حضرت شیخ صاحب کو جب دیکھا تو بہت غم ہوا کیونکہ آپ انتہائی کمزور ہو چکے تھے اور دوائیوں نے آپ کا خون پھونک دیا تھا رنگ بھی سیاہی کی طرح مائل ہو چکا تھا بدن کا گوشت لٹک چکا تھا، کسی کی مصافحہ کرنیکی ہمت نہیں ہو رہی تھی مگر حجرہ میں پہنچ کر آپ کی طبیعت میں کچھ بشاشت تھی اسلئے احقر نے قریب جا کر سلام کیا تو حضرت شیخ صاحب نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا جس سے احقر سمجھ گیا کہ مصافحہ کی اجازت واشارہ ہے۔

اس طرح مدینہ پاک سے آکر سب سے پہلے مصافحہ کرنیکی سعادت احقر آصف ہی کے حصہ میں آئی۔

خاص شاگرد

پھر حضرت نے فرمایا مولوی شبیر کو بلاؤ برآمدہ سے ان کو اور ساتھ میں مولوی یونس صاحب (جو سفر میں خصوصاً اور عام حالات میں عموماً حضرت کی بہت خدمت کرتے تھے) بھی تھے اندر آگئے تو حضرت نے مولانا شبیر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''آصف میرا خاص شاگرد ہے'' اب تو صرف حضرت کے یہ جملے ہی یاد آکر دل کو تڑپاتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ پل پل سکون عطا فرمائے۔

سبق شروع

جیسا کہ عرض کیا کہ بخاری شریف آپ کی ہر مصیبت کا علاج اور آپ کی طبیعت کے لئے معجون صحت تھی بس آپ کی طبیعت ٹھیک ہونی شروع ہوگئی کچھ دن تو حجرہ میں ہی سبق پڑھایا مگر پھر بفضل خداوندی دارالحدیث میں سبق پڑھانے کا سلسلہ شروع ہوگیا مگر۔

ڈھائی سالہ زندگی

سفر حج سے واپسی پر جب طبیعت علیل تھی اسی وقت فرمایا تھا کہ ”آصف اب میں دو ڈھائی سال اور گھسٹ سکتا ہوں“ چنانچہ حضرت کا یہ جملہ پورا پورا صادق آیا وراس سفر کے ڈھائی سال بعد ہی تقریباً حضرت کا انتقال ہوا فانا لله وانا اليه راجعون وان لله ما اخذو له مااعطى ولكل شئى عنده اجلٌ مسمىً۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا آخری رمضان

ڈھائی سال پہلے حضرت کی طبیعت جو مدینہ پاک میں خراب ہوئی تھی بعد میں الحمدللہ پہلے سے بھی اچھی طبیعت ہوگئی تھی اور زبان بھی بہت ہی صاف وشستہ پہلے کی طرح بلکہ قول کسے اس سے بھی شگفتہ اور درس بخاری کے نغمات سناتے رہے بالآخر سال گزشتہ بھی باندہ کھروڑ، ماہی پالن پور، اکل کواں، احمد آباد، حاجی بشیر صاحب کے یہاں اور پھر بعد میں لندن، فرانس وغیرہ جا کر لندن ہی سے عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور اچھی طرح عمرہ کر کے سہارنپور پہنچے اور رمضان کے معمولات چلے پہلے عشرہ میں مولانا یوسف ٹنکاروی اور دوسرے میں مولانا محمد حنیف صاحب نے اور تیسرے میں مولانا عبدالرشید صاب نے کتاب (فضائل اعمال) کی تعلیم کی اور تین ہی قرآن پاک سنے مگر اس رمضان کچھ معمولات میں تغیر ہوا کہ صرف

۹؍ رمضان میں پہلے عشرہ کے ختم پر آپ نے دعاء کرائی اور اس کے بعد دوسرے عشرہ میں بھی دعاء نہیں اور تیسرے عشرہ میں بھی ختم قرآن کے موقع پر دعا نہیں فرمائی جب کہ ان مواقع پر آپ خاص دعاء کا اہتمام فرماتے تھے بلکہ پھر عید کے بعد مظاہر علوم کے کھلنے پر داخلہ شروع ہونے سے ایک روز قبل دو منٹ کی مختصر سی دعا فرمائی اسی طرح رمضان میں بات چیت بھی اور نصیحتیں بھی بہت ہی کم ہمارے دوست (مفتی محمد جابر مدرس جامعہ قاسمیہ کھروڑ) کا کہنا ہے کہ مشکل سے پورے رمضان میں حضرت نے صرف دس مرتبہ بات کی ہوگی اور جب بھی بات کی تو آخرت کی ہی بات کی فکر آخرت پر کلام رہا، تیسری اختلافی عادت یہ بھی رہی کہ آپ نے اس بار رمضان شریف میں آپ نے بخاری شریف کا بھی مطالعہ نہیں فرمایا حالانکہ آپ رمضان المبارک میں بخاری شریف کا برابر مطالعہ فرماتے تھے ان سب باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو پہلے ہی اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ میرا آخری رمضان ہے اور اس کے بعد میں بخاری شریف بھی نہیں پڑھا پاؤں گا پھر آپ نے رمضان ہی میں ایک خواب بھی دیکھا تھا جس سے سفر آخرت کا قرب متعین ہو چکا تھا۔

خواب

حضرت شیخ صاحب نے اخیر عشرہ میں ایک مولانا صاحب سے فرمایا کہ میں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما) کو دیکھا شیخین میں سے ایک نے فرمایا ”آؤ! جلدی آؤ بہت دیر ہوگئی اب کتنی دیر انتظار کراؤ گے“ اسی رمضان میں خلاف عادت آپ نے اپنی عمر شمار کرائی تھی کہ انگریزی اعتبار سے اتنی اور ہجری اعتبار سے اتنی بنتی ہے اور بھائی سفیان گودھرا سے فرمایا تو یہی ٹھہر جا انہوں نے عرض کیا کہ جی آئندہ سال ٹھہر جاؤں گا فرمایا اگلا سال کس نے دیکھا ہے؟

رمضان المبارک میں حضرت سے ملاقات

رمضان المبارک میں احقر نے اولاً دس دن کا قرآن پاک سنایا بلٹانہ پنجاب میں اور مدرسہ کا کام بھی کیا پھر وہاں سے آندھرا پردیش اور آسام میں مدرسہ کام کرتے ہوئے آخری عشرہ میں قریب ۲۳/۲۴ رمضان میں سہارنپور حاضری ہوئی اور اگلے دن حضرت شیخ صاحب سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا اور حضرت سے ملاقات ہوئی خیریت معلوم کی احقر نے مدرسہ کیلئے سفر کرنیکا تذکرہ کیا تو حضرت نے پوچھا کہ کچھ ہوا بھی ہے کام؟ عرض کیا جی الحمدللہ ٹھیک سا ہوگیا تو پھر حضرت نے پوچھا کہ کب کو جائیگا؟ احقر نے عرض کیا جی ذکر کے بعد پھر ذکر سے فراغت پر ملاقات ہوئی تو بھائی مفتی ہاشم سے فرمایا کہ آصف کو دس دانے کھجور کے دیدے حضرت کا معمول تھا کہ سفر حج وعمرہ سے واپسی پر واردین منتسبین کو تحفہ کھجور پیش کرتے تھے احقر نے قبول کرلی فرمایا جاؤ'' پھر دوبارہ چاندرات کو حوض کھیڑی گاؤں میں ایک بچہ رمضان ہی میں حافظ قرآن ہوا تھا اس کی تقریب تھی دعاء کیلئے احقر کو مدعو کر رکھا تھا بھری دوپہری میں ظہر کے بعد وہاں پہنچا واپسی میں پھر سوچا کہ چلو حضرت سے پھر ملاقات کرلی جائے عصر کے قریب پہنچا حضرت ہی کے یہاں نماز پڑھی اور کچھ ہدیہ حقیرہ پیش کیا تو حضرت نے پھر پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ احقر نے عرض کردیا کہ فلاں جگہ سے اور غرض بھی بیان کردی، حضرت خوش ہوئے اور پھر مفتی ہاشم سے فرمایا کہ ''آصف'' کو پانچ دانے کھجور کے دیدے افطار کریگا احقر نے عرض کیا جی مجھے تو مل گئی تھی؛'' فرمایا اور لیلے کوئی بات نہیں یہ بات بھی خلاف معمول تھی کیونکہ اگر ایک مرتبہ سفر حج وعمرہ سے واپسی پر کھجور دلوادی جاتیں تو دوبارہ نہیں ملتی تھی، خود احقر کے ساتھ بھی پہلے ایک دفعہ ایسا ہوچکا تھا کہ حضرت شیخ صاحب نے کھجور دینے کا امر فرمایا احقر نے عرض کیا کہ جی مجھے

تو پہلے ایک مرتبہ مل چکی ہیں تو حضرت نے واپس کرالی تھیں مگر اس رمضان میں اطلاع کے باوجود واپس نہیں کرائیں اور پھر ایک ڈبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا دکھاؤ اس میں کیا ہے؟ میں نے کھول کر حضرت کے سامنے کر دیا دیکھ کر فرمایا ''لے اس کو تو رکھ لے بہت قیمتی عطر ہے'' احقر ناقص العقل والفہم کی سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کس وجہ سے ''بہت قیمتی'' بتلا رہے تھے بظاہر اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب تیرے پاس یہ میرا آخری ہدیہ ہوگا گھر والوں کو جا کر دکھایا تو گھر والی نے اس کو سیف المماری میں حفاظت سے رکھ دیا احقر نے عید کے دن استعمال کیا اور پھر حضرت کے جملہ کی وجہ سے حفاظت ہی سے رکھ دیا، ایک روز احقر کی زبان سے اسی عطر کے ڈبہ کو یاد کر کے بے ساختہ نکلا کہ حضرت کا یہ آخری ہدیہ وعطر نہ ہو جائے چنانچہ اگلے روز پھر ملاقات کیلئے حاضری ہوئی مگر یہ شوال کی بات تھی۔

حضرت شیخؒ کی آخری عید

حضرت شیخؒ کا معمول عید کے دن یہ ہوتا تھا کہ اولاً فجر کے بعد الحدیث المسلسل بیوم العید فی غالبہ (نمبر ۹۲ (ابوالفضل المبین صفحہ ۱۲۳) پڑھی جاتی پھر آپ نیا لباس زیب تن فرما کر عباء و پگڑی لگا کر اول وقت نماز عید کے لئے تشریف لے جاتے فراغت پر حجۃ الخلف بقیۃ السلف پیر جی حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب سے کچے گھر میں ملنے کے لئے جاتے اور وہاں کافی بات چیت کرتے بھائی طلحہ صاحب سے اور پھر حضرت اقدس ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم اعلیٰ کے یہاں تشریف لے جاتے اور پھر واپس قیام گاہ پر تشریف لے آتے اس مرتبہ بھی حضرت پیر صاحب وغیرہ حضرات کے یہاں تشریف لے گئے تھے اور فرمایا تھا کہ زندگی میں پہلا سال ہے کہ آج غسل کرنیکی ہمت نہیں ہوئی اور بغیر غسل ہی کپڑے

پہن لئے یہ آپ کی زندگی کی آخری عید تھی۔

ایام شوال

اس کے بعد بھی دو تین دن تک افاقہ رہا پھر مرض الوفات کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور طبیعت پر غنودگی طاری رہنے لگی کبھی نشاط ہوتا تو مطالعہ بھی فرماتے جیسے ہی مطالعہ شروع فرماتے تو غنودگی کافور ہو جاتی اور بیماریاں چھپ جاتیں آنے جانیوالوں کو تو یہی خیال رہتا کہ حضرت کی طبیعت تو اس سے بھی زیادہ خراب ہوئی ہے اور اس سے بھی سخت حالات سے آپ نکل کر آچکے ہیں خود فرمایا ایک مرتبہ کہ ”میں تو موت کے منہ میں چلا گیا تھا تم بچوں کی دعاء سے نکل کر آ گیا“ اور خود احقر نے بھی حضرت جی مولانا حسین صاحبؒ سے ان دنوں میں عرض کیا تھا کہ جی حضرت کی طبیعت پر غنودگی والی کیفیت طاری ہے جب آپ کی طبیعت ٹھیک ہو جائیگی تو ضرور فرمائیں گے کہ میری اتنی عمر بڑھادی گئی جیسا کہ آپ ایسے مواقع کے بعد فرمادیا کرتے تھے مگر اس بار تو خدا کو منظور ہی کچھ اور تھا اور ہم جیسے پرانی یادوں میں ہی کھوئے ہوئے تھے چنانچہ ۷؍ شوال المکرّم کو مدرسہ مظاہر علوم کی افتتاحی نشست رہی حضرت کو قاری انیس صاحب نے اطلاع دی کہ نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو رہا ہے اسلئے حضرت ناظم صاحب وغیرہم آپ کی خدمت میں آرہے ہیں چنانچہ آپ نے بھائی ہاشم سے فرمایا نئی چادر بچھادو پھر حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم اعلیٰ کچھ دیگر اساتذہ کرام کو لیکر حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سال نو کیلئے دعاء کی درخواست کی، حضرت نے فرمایا ”میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے پتہ نہیں میں پڑھا سکوں گا یا نہیں“ ناظم صاحب نے فرمایا ”اجی آپ تو ہر سال یہی فرماتے ہیں انشاء اللہ آپ دس سال اور جئیں

گے اور پڑھاتے رہیں گے" حضرت مسکرادئے اور فرمایا میں دس سال زندہ رہ کر کیاروں گا پھر کچھ مختصر نصیحت فرمائی جس میں والفتنة اشد من القتل پڑھ کر فتنوں کسے تحفظ کی تاکید فرمائی اس کے بعد مختصر دومنٹ کی دعا فرمائی ۹؍ رمضان المبارک کے بعد آپ نے یہی دعا کرائی قاری انیس صاحب کا بیان ہے (جو ان دنوں میں خاص طور سے حضرت کی خدمت میں رہا کرتے تھے کیونکہ طلباء تو ان دنوں مدرسہ میں نئے نئے ہوتے ہیں اور بقیہ سال بھی آپ برابر حضرت کے یہاں حاضری دیتے تھے) کہ اسی دن سے حضرت کی طبیعت گرنی شروع ہوگئی تھی پھر جمعہ دن آپ نے تمام معمولات کئے اور اول وقت غسل کر کے دار جدید کی مسجد میں دائیں جانب آپ جہاں بیٹھا کرتے تھے وہیں نماز جمعہ ادا کی پھر بار کے دن طبیعت میں غنودگی ہی رہی پانڈولی سے مولانا حسین احمد صاحب تشریف لے گئے ملاقات کی اور کچھ محبت بھری باتیں بھی ہوئی اتوار کے دن ۱۴؍ شوال المکرم کو احقر مغرب سے کچھ پہلے حاضر ہوا۔

احقر کی آخری ملاقات

چنانچہ مغرب کا وقت قریب تھا مغرب سے پہلے حضرت نے کوئی بات نہیں فرمائی احقر بیٹھا رہا، طبیعت پر بڑا احساس ہوا کہ حضرت کو تو بہت غنودگی چھارہی ہے بار بار آپ گرے جاتے تھے، پھر حضرت نے فرمایا وضو کراؤ، میں نے بھائی ہاشم سے کہا وضوء کراؤ چنانچہ وہ پانی لے آئے پھر میں نے پانی ڈالا حضرت نے کچھ اعضاء خود دھلے اور بعض اعضاء بھائی ہاشم نے دھلے اس کیفیت کو دیکھ کر اور بھی فکر ہوئی کہ آپ بعض اعضاء دھل پاتے ہیں اور بعض دھل نہیں پاتے بالآخر وضوء کرادیا گیا اور پھر آپ نے قبلہ رُو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا احقر آصف اور بھائی ہاشم نے سیدھے رُخ سر کردیئے

اتنے میں مغرب کی اذان ہوگئی کچھ مہمان بھی آئے ہوئے تھے جیسے بھائی محمد عمران کانپوری اور جناب مولانا قاری محمد انعام صاحب باندوی دہلی سے اور ان کے ساتھ حاجی صاحب جو پھر صبح میں پانڈولی بھی حاضر ہوئے پیر کے دن سب نے حضرت کے ساتھ نماز مغرب ادا کی حضرت نے اوبین وغیرہ بھی پڑھیں پھر حضرت پر وہی غشی کی کیفیت طاری ہوگئی بھائی ہاشم نے مجھ سے کہا آصف اندر ہی بیٹھا رہ میں غسل کر کے آتا ہوں گرمی لگ رہی ہے میں نے کہا ٹھیک ہے وہ غسل کرنے چلے گئے میں اندر حضرت کے پاس بیٹھا رہا تقریباً بیٹھے بیٹھے آٹھ بج گئے اب مجھے واپس بھی آنا تھا گاؤں میں اور حضرت سے کچھ بات بھی نہیں ہوئی تھی سوچ رہا تھا کہ کچھ تو بات ہونی چاہئے کہ حضرت شیخ صاحب نے نظر میری طرف کی، پھر جھکالی پھر کچھ وقفہ کے بعد دوبارہ نظر کی تو پوچھا کون؟ عرض کیا جی ''آصف'' پوچھا کہاں سے آ رہا ہے عرض کیا جی مدرسہ سے آیا ہوں اور گھر جاؤں گا فرمایا کہ میری کمر میں کھجلی آ رہی ہے ذرا کھجا احقر پیچھے بیٹھ کر کھجلانے لگا آخر میں یہ کھجلی اور بھی بڑھ گئی تھی، حضرت کو تھوڑا آسام ملا تو فرمایا ''جاؤ'' احقر ے عرض کیا جی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا آصف ایسی بھی طبیعت کیا؟ پڑھانے میں مزہ تو آئے احقر نے دعاء دی اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے پھر فرمایا ''جاؤ'' احقر نے عرض کیا جی چلا جاؤں گا پھر اپنے مزاحیہ انداز میں فرمایا ''گیٹ آؤٹ'' اور مسکرائے احقر کا اب دل خوش ہوا کہ حضرت کی طبیعت میں کچھ نشاط ہے مگر بات یہی تھی جو شاعر کہتا ہے ؎

ان کے دیکھے سے جو آتی ہے منھ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

اور چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ باتیں ہوں اور حضرت کو بھی کچھ آرام ملے پھر خود ہی فرمایا تیرا گھر یہاں سے گیارہ کلومیٹر ہے جا دیر ہو جائیگی اتنے میں ایک امام صاحب ایک سید صاحب کو لیکر آئے اور عرض کیا جی یہ سید صاحب آپ کیلئے کھانا لیکر آئے ہیں تو ان کی طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا یہ کیسے سید صاحب ہیں (ان کی ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی) پھر فرمایا کہ ”آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو کل ہمیں جانا ہے اسلئے چاہتے ہیں کہ خدا کو راضی کرلیں“ اور پھر خلاف معمول بات پوری کرتے ہوئے اپنی بائیں جانب اپنے دونوں دستِ مبارک احقر کی طرف بڑھالئے پیچھے ہی احقر نے مصافحہ کرکے دعاء کی درخواست کی تو فرمایا ”تم بھی دعا کرنا“ پھر احقر آ گیا اور بعد میں حضرت نے عشاء کی نماز کے لئے بھائی ہاشم کو بلوالیا تھا یہ آخری گفتگو تھی احقر سے۔

پیر کا دن

صبح میں پیر کے دن احقر جامعہ ناشر العلوم پانڈولی میں جہاں پڑھاتا ہے وہاں پہنچ گیا اور قاری محمد العام صاحب اور حاجی صاحب مجھ سے پہلے ہی مولانا حسین احمد صاحب سے ملنے کیلئے پہنچ گئے ملاقات ہوئی پھر یہ حضرات رخصت ہو گئے ادھر حضرت نے بھائی ہاشم کو بلا کر جو پیسے جمع تھے سب مدرسہ میں دلوادئے اور صرف ایک ہزار روپئے رکھے اور فرمایا ایک ہزار میری ضرورت کے لئے کافی ہیں اور میں جمع کرکے کیا کروں گا حضرت قاری انیس صاحب نے احقر سے خود سنایا کہ حضرت سے پیر کے دن دو ملفوظ میں نے اپنے پاس تحریر کئے ہیں اس کے بعد حضرت نے کچھ فرمایا تو مگر سمجھ میں نہیں آیا وہ دو ملفوظ یہ تھے استاذ کیلئے زیادہ پٹائی کرنا حرام ہے ایک طالب علم کی استاذ صاحب نے اتنی پٹائی کی کہ پاؤں کالا ہو گیا اور رگیں مرگئیں اگر شرعی

قاضی ہوتا تو قصاص لیا جاتا پھر فرمایا کہ مریدوں کا بھی حق ہے شاگردوں کا بھی حق ہے ماتحتوں کا بھی حق ہے یہ حق بڑے اپنا سوچتے رہتے ہیں چھوٹوں کا نہیں سوچتے‘‘

دوسرا ملفوظ یہ فرمایا کہ ’’برادری علاقہ خاندان کوئی چیز نہیں‘‘ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا پڑھ کر فرمایا ’’اللہ خوفرماتے ہیں کہ یہ سب صرف پہچان کیلئے ہے کوئی شخص پتہ کرنے آیا پتہ نہیں چل رہا ہے تو بتا دیا کہ فلاں علاقہ کا ہے یہ مقصد ہے قرآن کا فخر اور تکبر مقصود نہیں ہے پھر ایک وجد والی کیفیت کیساتھ فرمایا آگے دیکھو کیا فرماتے ہیں ’’اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ‘‘ اس کے بعد فرمایا کہ صحابہ کی اولاد اگر توجہ کرتی ہے تو خوب ترقی کرتی ہے کیونکہ ان کے آباء واجداد نے جو مجاہدے کئے اس نسبت سے یہ ترقی کر جاتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہمت اور توجہ کریں ہاشم کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت مطالعہ میں مشغول ہو گئے اور مسند احمد کے حاشیہ پر کچھ تحریر فرمایا جیسا کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم نے بھی تحریر فرمایا کہ پھر ظہر تین ساڑھے تین بجے پڑھی عصر ومغرب کے بعد حضرت کی طبیعت بالکل مضمحل ہو چکی تھی البتہ کبھی سیدھے بیٹھ جاتے اور کبھی ٹیک لگاتے اور حضرت کی آنکھیں پلٹ چکی تھیں رعب والی کیفیت ختم ہو چکی تھی اور خطرات کے بادل امنڈنے لگے تھے پھر عشاء پڑھ کر کچھ کھانا کھایا اور سونے کی کوشش کی مگر نیند ختم ہو چکی تھی آپ عشاء کے بعد دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر بیٹھے ہی رہے کچھ دیر اصرار کرنے پر لیٹے پھر بیٹھ گئے رات بے چینی کے عالم میں گزری بالآخر صبح میں فجر کے لئے وضوء کے واسطے اجازت طلب کی کوئی جواب آپ نے نہیں دیا بعد ذکر کرنے کے قاری انیس صاحب اندر گئے تو ایک پاؤں آگے کی طرف پھیلا ہوا اور دوسرا پیچھے کی طرف مڑا ہوا تھا اور پیٹ وسینہ

زمین سے ملا ہوا تھا قاری صاحب اور بھائی ہاشم نے ہمت کر کے لٹادیا تو حضرت لیٹ گئے اور پھر کچھ خراٹیں بھی لئے مگر تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے خراٹیں بند ہوگئے تو مفتی صالح صاحب کو بلایا اور سہارن پور کے مشہور میڈ گرام ہسپتال میں لے گئے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون وان للہ ما اخذو لہ ما اعطی ولکل شئی عندہ اجل مسمی فلتصبر و التحتسب بس حضرت کے انتقال کی خبر آن واحد میں بجلی کی طرح تمام جگہوں پر پھیل گئی فون پر، واٹ سپ پر قرب و جوار کے علماء کرام ہاسپٹل میں ہی دیدار کے لئے امنڈ پڑے یہ حادثہ فاجعہ منگل کے دن ساڑھے آٹھ بجے ۱۶؍شوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۱۷ء میں پیش آیا۔

علم اٹھا جارہا ہے

جامعہ ناشر العلوم کے سابق متعلم بھائی مولوی تبارک صدیقی کا کہنا ہے کہ پیر ہی کے دن ہم طلباء دار العلوم میں امتحان دیکر شام کے وقت مظاہر علوم جدید میں پہنچ گئے تو ایک طالب علم کہتا تھا کہ "یہاں سے علم اٹھا جارہا ہے" ساتھیوں نے ساتھی ہونے کے ناطے اس کی بات پر توجہ نہ دی صبح کو جب حضرت کا انتقال ہوا تب سمجھ میں آیا کہ وہ تو صحیح کہہ رہا تھا کیونکہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالی علماء کو اٹھا کر علم اٹھائیں گے۔

حضرت کی آخری زیارت

۱۶؍شوال بروز منگل ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۱۷ء کو جب حضرت دنیا سے رخصت ہوئے اور لمحوں میں یہ ہوش ربا خبر آگ کی طرح دنیا بھر میں پھیل گئی اور احقر

کے پاس پونے نو بجے کے قریب مفتی عبد اللہ مظاہری کا فون آیا اور سلام کر کے پوچھا کچھ اطلاع ملی ہے؟ بس فوراً ہی احقر کے دماغ میں بات آگئی کہ اب اگلی بات کیا ہوگی، چنانچہ انہوں نے تو وہی کہا کہ ”شیخ صاحب کا انتقال ہو چکا ہے“ احقر تو دم بخود رہ گیا پھر دیگر متعلقین کے فون آنے شروع ہو گئے کوئی تصدیق چاہ رہا تھا تو کوئی تسلی دے رہا تھا مگر میری زندگی کا یہ سب سے بڑا غم مجھے معلوم ہوا اور فون پر احقر کی زبان سے کوئی جواب نہیں نکل رہا تھا سوائے رونے و آنسو بہانے کے مگر ہوتا کیا اب تو یہی ہے۔

اب ڈھونڈ انہیں چراغ رخ زیبا لیکر
موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

پانڈولی سے سہارنپور کے لئے روانہ

احقر حضرت جی مولانا حسین احمد صاحب خلیفہ مفتی محمود صاحب کے حجرہ میں گیا حضرت پر بھی حال طاری تھا پھر فرمایا فوراً تیار ہو کر آ اور گاڑی ادھر کھڑی ہے مدرسہ کی تعلیمات کی ذمہ داری اسی جگہ موقوف کر کے حضرت مہتمم صاحب سے اطلاع کر کے سہارنپور کے لئے روانہ ہو گئے قریب پونے دس بجے پہنچ گئے۔

مظاہر علوم

اسی طالب علم کا کہنا ہے جیسے ہی حضرت کے انتقال کی خبر مظاہر علوم میں پہنچی تو مادر علمی کا عجیب مغموم ومحزون سماں تھا درودیوار شجر وحجر سب پژمردہ ومرجھائے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

اندلیپ مل کر کریں آہ وزاریاں
تو ہائے گل پکار اور میں چلاؤں ہائے دل

اور طلباء کا حال یہ تھا کہ کوئی ادھر صحن میں بھاگ رہا ہے اور کوئی اُدھر صحن میں کوئی یہاں جارہا ہے تو کوئی وہاں، رنج وغم آہ وبکا، چیخ وپکار، ایک دوسرے کے سامنے اپنا درد اور اپنا دکھڑا رکھتے پھر رہے تھے اور پورا مظاہر علوم ماتم کدہ بنا ہوا تھا جب ہم مظاہر علوم پہنچے تو ایک عجیب کیفیت تھی زیارت کرنے والوں کی، ہر ایک اپنا المیہ اور اپنا خسارہ ونقصان محسوس کررہا تھا اور ایک شیخ صاحب کی ذات گرامی تھی کہ آپ نور علی نور ہورہے تھے اور ایسے لگ رہے تھے کہ ؎

زمانہ بھر کے تھکے مسافر کو نیند آگئی
موت آتی ہے کہ سکین کی ساعت آئی
سانس ٹوٹی ہے کہ صدیوں کی تھکن ٹوٹی ہے

اور حضرت کا جنازہ دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کا منظر یاد آگیا کہ صحابہ کا اس وقت کیا حال ہوا ہوگا جب ایک عاشق رسول کے جنازہ پر یہ حال ہورہا ہے اور ہر ایک باچشم تر اور دلِ مغموم حضرت شیخ صاحب کو اپنی محبت کا نذرانہ اور خراج عقیدت پیش کررہا ہے۔

تمہاری بزم پر انوار جب یاد آئے ہم کو
تو ایک شعلہ سا اٹھتا ہے قلب سوزاں سے

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

استاذ گرامی حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم نے انتظامیہ سے کو مشورہ کرتے ہوئے غسل کیلئے مفتیان مدرسہ کو اور نماز جنازہ کیلئے عصر کے بعد کا

اعلان کرادیا اور دیدار وزیارت کرنیوالوں کیلئے بھی بہترین نظم کرادیا جنازہ کیلئے قبرستان کا راستہ صاف ستھرا کرادیا عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم دھام سے نکلے۔

غسل شیخ

پھر جب حضرت کو غسل دینے کا کیلئے دار الحدیث کے برابر (چھپیان) میں لے جانے کی تیاری ہونے لگی ادھر دیدار کرنیوالوں کی بھیڑ قابو سے باہر ہوتی جارہی تھی اسلئے پہلے تو مدرسہ دار جدید کے احاطہ میں نماز جنازہ کا ارادہ تھا مگر پھر مجمع کو دیکھ کر مشہور قبرستان حاجی شاہ کمال میں ہوا زیارت کرنیوالوں کی قطار اور لائن بھی دو تین کلومیٹر تک لگی ہوئی تھی اہل انتظام چاہتے تھے کہ جلد از جلد حضرت کو غسل وکفن دیکر تیار کر کے زیارت کیلئے دار الحدیث کے سامنے ہی رکھ دیں تا کہ زیارت کا عمل آخر تک اطمینان سے چلتا رہا ادھر احقر کو حضرت کی وصیت یاد آئی۔

حضرت کی آخری وصیت

احقر کے طالب علمی کے زمانہ میں ہی حضرت شیخ صاحب نے وصیت فرمادی تھی کہ آصف چھوٹے صندوق کی چابی الماری کے اوپر اس ڈبہ میں رکھی ہوئی ہے اور اس میں ایک غلاف کعبہ اور مدینہ پاک کی مٹی ہے اس کو میرے ساتھ کفن میں دینا تیری ذمہ داری ہے" احقر نے عرض کیا! جی ٹھیک ہے اور فرمایا تھا کہ یہ کتابیں اسی مدرسہ (دارِ جدید) کی ہیں اُدھر تو میں نے مکان دیدیا تھا احقر کو یہ وصیتِ شیخ یاد آگئی اور استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے قاری ایوب صاحب سے چنانچہ یہ دونوں حضرات ناظم اعلی حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب دامت برکاتہم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ ایک سابق طالب علم خادم یہ کہہ

رہا ہے تو ناظم صاحب نے فوراً تکمیل وصیت کیلئے چابی حوالہ کردی (اور پھر بعد میں شیخ حنیف سے بھی حضرت کی اس وصیت کا تذکرہ فرمایا) پھر وہ دونوں حضرات حجرۂ شیخ کی چابی لیکر آئے اور احقر کو ساتھ لیکر اوپر گئے ساتھ میں حاجی اجمل کے بیٹے بھی تھے باہر والے جالی کے دروازہ کا تالا کھولا گیا مگر کوئی اندر داخل ہونے کے لئے تیار نہیں تھا نہ استاذ گرامی نہ کوئی اور پھر سب ایک ساتھ اندر داخل ہوئے یہ ہے ان اکابر کی احتیاط الحمدللہ حضرت کی بتلائی ہوئی جگہ پر سے چابی لیکر چھوٹے صندوق سے یہ دونوں چیزیں لیکر حضرت کے پاس لائے تو ابھی حضرت کے کپڑے اتارے جارہے تھے اور غسل میں استاذ گرامی مفتی مقصود صاحب دام ظلہ اور مفتی شعیب صاحب، قاری انیس صاحب مفتی اسرار صاحب اور بعض بچے اور احقر آصف، مولانا حسین احمد صاحب کے ساتھ وہیں موجود تھا کچھ پانی ڈالنے و چادر کفن صحیح کرنے اور پھر وہاں سے دارالحدیث میں لانے کا بھی موقع ملا نیز استاذ زادے مولانا محمد ثوبان صاحب خلیفۃ الشیخ بھی ہم رکاب تھے اور جب جنازۂ شیخ کو دلہا بنا کر اٹھانے لگے تو میری نظر میں استاذ زادے اور احقر کی تو چیخ ہی نکل گئی کیونکہ دونوں کو ہی شیخ کی شفقتیں یاد آکر پسلیاں توڑ رہی تھیں پھر دارالحدیث کے سامنے زیارت کیلئے جنازہ رکھ دیا گیا ظہر کی نماز ہوئی اور ہم نے دارالحدیث میں اول وقت مسجد کی جماعت سے قبل ہی حضرت ناظم صاحب کے حکم وایماء پر انتظام کو برقرار رکھنے کیلئے نماز عصر باجماعت کرکے جنازہ شیخ کو رخصت کیا اور پھر جنازہ سے پہلے ہی قبرستان پہنچے حضرت اقدس پیر صاحب نے نماز جنازہ اخباری رپورٹ کے مطابق تین لاکھ اور مشاہدہ کرنیوالوں کے اعتبار سے دس گیارہ لاکھ افراد و محبین کے مجمع کے ساتھ پڑھائی اگرچہ آپ ہمت نہیں کرپارہے تھے مگر حضرت

ناظم صاحب نے ہمت دلائی کہ ہم آپ کے پیچھے تکبیریں کہیں گے اس طرح یہ علم وفن کا آفتاب ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا اللہ تعالی حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے اللھم نقه من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس واجعل قبره روضةً من ریاض الجنه اور محبین ومنتسبین کو اپنی رضا نصیب فرمائے اور ہر ایک کو ایسی ہی موت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

استاذ گرامی حضرت ناظم صاحب کی غیر معمولی احتیاط وامانت داری

حضرت شیخ کے وصال کے بعد استاذ گرامی حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب نے حجرۂ شیخ کی چابی یہ کہہ کر جمع کرائی تھی کہ جب تک ان کے گھر والے نہیں آئیں گے حجرۂ شیخ کو ہرگز نہیں کھولا جائے گا تکمیل وصیت کے لئے بھی دو معتبر شخصیات کے حوالہ سے دی تھی ان حضرات کے آنے پر چابی شیخ صاحب کے بھتیجوں کے حوالہ کردی کہ وہ سب سامان تمہارا ہے چنانچہ پھر وہ کتابوں کے علاوہ سب اپنی تحویل میں لے گئے اور جو مرضی میں آیا تقسیم کیا۔

احسان شناسی

قطب عالم حضرت اقدس شیخ زکریا مہاجر مدنیؒ کا شیخ صاحب پر بہت احسان تھا اسی لئے فرماتے تھے کہ سب کچھ اسی خاندان سے ملا ہے اسلئے لندن میں بھی تمام ہدایا بقول مفتی شبیر صاحب حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب کو دیدیئے جو تقریباً ایک لاکھ روپئے تھے اسی طرح اب سے تقریباً چار سال پہلے جب استاذی حضرت اقدس مولانا سید محمد عاقل صاحب دامت برکاتہم کے چھوٹے صاحبزادے دورہ حدیث

شریف میں تھے تو احقر سے فرمایا کہ آصف شیخ صاحب کا نواسہ دورہ میں ہے اور ان کے نانا سے میں نے پڑھا ہے اسلئے چاہتا ہوں کہ نواسہ شیخ کو بھی پڑھادوں یہ تھی احسان شناسی اسی طرح ماہی پالن پور میں اس سال جانے کا پروگرام نہیں تھا مگر پھر فرمایا کہ مجھے حاجی عبداللہ کی قبر پر لے چلو ان کا مجھ پر بہت احسان ہے ایک مرتبہ حج بھی کرایا مندے زمانہ میں اور پانچ سو روپئے ہدیہ دیتے تھے اور احقر کے ایک مرتبہ بھری سردی میں قالین دھلنے کو تو بہت سے لوگوں سے سنایا کئی مرتبہ احقر نے خود حضرت کی زبان سے سنا اور کھروڑ کے بارے میں فرمایا کہ کھروڑ تو میرا جنکشن ہے مولوی یونس صاحب رندیر کے بارے میں احقر سے فرمایا کہ مولوی یونس نے پردے لٹکادئے ہیں ثواب انہیں کے حصہ میں جائیگا۔

مبشرات

حضرت شیخ کے بارے میں مبشرات ومنامات بھی بہت دیکھے جاچکے ہیں حضرت مولانا محمد یامین صاحب نائب مہتمم جامعہ ناشر العلوم نے سنایا کہ ایک آدمی نے شیخ صاحب کے لئے ایک ہزار قرآن پڑھوائے تو حضرت کو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا جلسہ ہے اور اس میں صرف حضرت جلوہ گر ہیں اور احقر نے اسکے شروع کا حصہ دیکھا کہ حضرت شیخ غسل کر کے کہیں جانیکی تیاری فرمارہے ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ مجھے ایک جلسہ میں شریک ہونا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ حضرت کے استقبال کا جلسہ اور استقبالیہ پروگرام تھا۔ (واللہ اعلم)

شیخ صاحب جنت کے آدمی ہیں

محمد ابن مفتی آصف جس کی عمر تقریبا چار سال ہے وہ یہ کہتا پھر رہا تھا کہ شیخ

صاحب جنت کے آدمی ہیں اس سے پوچھا تجھے کس نے بتایا، کہتا ہے کہ میں نے خود ہی پہچان کی“

وفات حسرت آیات پر علماء ومقتداء قوم کے مختصر اظہار خیالات

درنایاب ریحانۃ الہند، محدث عصر، نباض وقت، امیر المومنین فی الحدیث، جبل علم، حضرت العلام مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی ذات گرامی منبع فیوض وبرکات، یکتا ویگانہ روزگار، ان تمام صفات وخصوصیات کی جامع تھی، ذکاوت وفراست، عفود درگزر، زہد وقناعت، تحمل وبردباری، غیرت وخودداری، عمیق النظری، وعظ ونصیحت، پند وموعظت، مجاہدہ وشب بیداری تقویٰ وتقدس، علمی شوق، فقہی مزاج قوتِ حفظ، سوز وگداز، دردمندی، استحضار علوم، نقد وتبصرہ، محدثانہ باتوں میں ید طولیٰ، درس نظامی پر کامل دسترس، جرأت مندی، بلندی نگاہ، خوداعتمادی، حوصلہ مندی، وسعت قلبی، وسعت نظری، مستقبل مزاجی، مستقبل شناسی، فراخ دلی، راست روی، کم گوئی، نکتہ آفرینی، حق جوئی، حق گوئی، حق نیوشی، گہرائی وگیرائی، بیعت وتلقین، خلافت وارشاد، غرض اللہ رب العزت نے آپ کو جملہ صفات حسنہ اور کمالات محمودہ سے نوازا تھا اور آپ ایک دیدہ ور اور درِ نایاب تھے، بجاطور پر آپ اس شعر کے مصداق تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور

بڑی مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

ایک مسلمہ شخصیت

حضرت شیخ کی ذات گرامی علم وعمل کی دنیا میں عموماً اور علم حدیث کی دنیا میں خصوصاً ایک مسلمہ شخصیت تھی جس سے کسی کو فرار نہ تھا چنانچہ قطب عالم حضرت شیخ زکریاؒ نے تو یہاں تک فرمایا تھا کہ کسی حدیث کے بارے میں یونس کہہ دے کہ ہے تو ہے اور نہیں تو نہیں'' حضرت اقدس مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ شیخ یونس کا علم تو میرے علم کے پرخچے اُڑادیگا اور معاصرین میں استاذ گرامی حضرت مولانا محمد عاقل صاحب دامت فیوضہم نے بھی مقدمہ مسلم سے متعلق بہت سی نادر تحقیقات اخذ کی ہیں اور الدر المنضود میں تو ۱/۶ پر نام کے ساتھ صراحت کی۔

کیا اچھا ہوتا

اسی طرح حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب پاکستانی شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ وصدر وفاق المدارس کراچی پاکستان نے کشف الباری ۱/۸۶ میں صراحت کی ''قدیم وجدید شرح ومحدثین کے کلام پر نقد ونظر اور روایات مکررہ کی نشان دہی وغیرہ امور میں عموماً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب دامت برکاتہم کا اتباع کیا ہے کیا اچھا ہوتا اگر حضرت مولانا موصوف کی درس بخاری شریف کی پوری تقریر میسر آجاتی۔

امیر المؤمنین فی الحدیث

دوران درس امیر المومنین فی الحدیث کے سلسلہ میں فرمایا کہ میرے علم میں پوری دنیا میں سب سے اونچی سند شیخ یونس صاحب کی ہے اور تراجم بخاری کو سمجھنا ہو تو وہاں ان کے پاس جاؤ (مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند)

☆☆☆

اخباری تراشے

عالم اسلام میں آپ کا عظیم مقام

مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب نے ہندوستان ایکسپریس کو بتایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس، عالم اسلام میں اپنا عظیم مقام رکھتے تھے اور ملک وبیرون میں آپ کے شاگردوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں دینی مدرسہ یا دینی ادارہ ہو اور وہاں شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب کے شاگرد درس وتدریس کی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حافظ حدیث

جامعہ مظاہر علوم کے امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی دام ظلہ نے گجرات سے انقلاب کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے شیخ مرحوم کے انتقال کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور کہا کہ مرحوم کے دل کی ہر دھڑکن مظاہر علوم کی تھی ان کا ہر سانس ادارہ کا تحفظ اور تشخص تھا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ جانے کو بے قرار رہتے تھے، اور عشق الٰہی میں بیت اللہ کی حاضری کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے تقریباً نصف صدی تک حدیث نبوی کی خدمت کرنے والے شیخ مرحوم حافظ حدیث تھے۔

مقولۂ اہل عرب

بڑے بڑے فضلاء عرب فرماتے ہیں کہ شیخنا یونس افقه تراجم صحیح البخاری فی هذا العصر اسی لے چند فاضل علماء عرب نے تو بالالتزام ہر سفر حج یا عمرہ میں بالترتیب بخاری شریف اور دیگر کتابیں پڑھ کر اجازت حاصل کی

جن میں شیخ احمد عاشور، شیخ محمد حریری، شیخ عبد اللہ التوأم وغیرہ وغیرہ حضرات تھے (کماقال مولا ایوب سورتی حفظہ اللہ)

علم کا سمندر

ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے فرمایا شیخ الحدیث مولانا محمد یونس علم کا دریا وسمندر تھے ان کے انتقال سے اسلامی دنیا کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور مولانا نے اپنی پوری زندگی دینی تعلیم کے نام وقف کر دی تھی۔

اسلام کا پرتو

ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم مولانا محمد سفیان قاسمی نے فرمایا کہ شیخ الحدیث کی رحلت خصوصاً علمی حلقوں کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے آپ نے اپنی پوری زندگی خدمتِ حدیث کی نظر کر دی تھی آپ شیخ زکریاؒ کے اجل تلامذہ میں سے تھے اور اس وقت آپ عالم اسلام کا پرتو تھے آپ کی علم حدیث پر عمیق نظر تھی۔

دینی وعلمی حلقوں کا ناقابل تلافی نقصان

دارالعلوم زکریا دیوبند کے مہتمم ومولانا مفتی شریف خاں قاسمی نے فرمایا کہ ان کی رحلت دینی حلقوں کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے اور علم حدیث پر ان کی گہری نظر اور پکڑ تھی، آپ کے سانحۂ ارتحال سے دینی علمی حلقوں کا ناقابل تلافی علمی نقصان ہوا ہے۔

آسمان علم وہدایت کا نیر تاباں

حضرت اقدس مولانا محمد سعیدی صاحب متولی مظاہر علوم وقف نے فرمایا کہ خدمت حدیث اور احادیث کے سلسلہ میں آپ کی معلومات کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے جس کا

اندازہ صرف اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب بھی بعض علمی سوالات آپ سے حل کراتے تھے حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ اور حضرت مولانا عبیداللہ بلیاویؒ اور خدا جانے کتنے اعاظم رجال نے تحقیقی سلسلہ میں آپ سے رجوع کیا ہے گویا آپ معرفت متون حدیث واسماء رجال کی شناخت بن چکے ہیں اور مظاہر وہ تفوق جو اس کو حدیث کے تعلق سے حاصل ہے آپ اس کو تمام اقدار وروایات کے ساتھ برقرار رکھا تقویٰ وپرہیزگاری میں بھی آپ مثال شخصیت کے حامل تھے ملی وہمدردی کے سلسلہ میں آپ کے بیشمار واقعات ہیں چنانچہ دوسال قبل مظفر نگر فسادات کے سلسلہ میں امداد وتعاون کے موقع پر اپنا پرانا سامان یہاں بھجوانے کے علاوہ فسادزدگان کے لئے ایک خطیر رقم بھی ارسال فرمائی افسوس کہ آسمان علم وہدایت کا یہ نیر تاباں آج رخصت ہوگیا۔

مات الحدیث بموت شعبة

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے روح رواں حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی نے مشہور محدث حضرت امام شعبہ کے انتقال پر ان کے ایک معاصرہ کا یہ تاریخی تعزیتی جملہ مَاتَ الْحَدِیْثُ بِمَوْتِ شُعْبَةَ مستعار لیتے ہوئے فرمایا کہ آج یہ جملہ حضرت مولانا محمد یونسؒ کی رحلت پر بار بار دل کو رُلا رہا ہے واقعی حضرت شیخ کے انتقال سے حدیث کے غلغلوں سے آباد وشاداب ایک بزم سونی ہوگئی ہے کہ اب کوئی دوسرا شیخ یونس آسانی سے پیدا نہ ہوگا۔

پوری ملت یتیم ہوگئی

مادر علمی جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور کے مہتمم حضرت الحاج مولانا محمد ہاشم

صاحب خلیفہ حضرت حافظ عبد الستار صاحب نانکویؒ سے جب یوم وفات میں حضرت جی مولانا حسین احمد صاحب پانڈولی نے اپنا درد غم ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت ہم تو آج یتیم ہوگئے، تو اس پر برجستہ فرمایا کہ "پوری ملت ہی یتیم ہوگئی"

شریعت مطہرہ کا امین

حضرت شیخ کی رحلت پر اپنے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے المعہد الاسلامی مانک مئو کے مؤسس ورئیس حضرت الحاج مولانا محمد ناظم ندوی صاحب نے فرمایا وہ ذات گرامی زمین اوڑھ کے سوگئی، جن کی عرفانی وروحانی اور علمی واصلاحی مجلس میں اپنے وقت کے سرخیل علماء ومشائخ خود کو طفل مکتب سمجھتے تھے وہ محدث عصر چلے گئے جو جبال علم فی الحدیث والتفسیر، عسقلانی، عینی، قسطلانی، سیوطی، خفاجی، ذہبی، نووی، طیبی، طبری، عیاض، ابن کثیر، ابن قیم، ابن تیمیہ رحمہم اللہ جیسے اساطین علم وفن کی تحقیقات وتنقیحات پر عظمت واحترام کے ساتھ اپنا ماحصل پیش کرتے وہ بیہقی وقت اللہ کو پیارے ہوگئے جو قرآن وحدیث کے فہم وادراک میں اپنا منفرد وممتاز مقام رکھتے۔ وہ اتباع سنت کے حامل عالم ربانی ہم سے رخصت ہوگئے جن کی ہر ہر ادا سے سنت کی پیروی کا شوق وجذبہ پروان چڑھتا، جن کا ہر ہر قول وعمل اسوۂ نبوی باوقار محفل میں خدا یاد آجاتا اور مرجھائی ہوئی دل کی کھیتی مرغزار وشاداب ہوجاتی اے شریعت مطہرہ کے امین، اے پاکبازانِ صدق وصفا کے سالار، اے شیخ زمن! خدا تیری روح پر ہزاروں، ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے تجھے ابدی چین وسکون نصیب ہو تیرے درجات بلند ہوں، فرشتے تجھ کو سلامی دیں، حوریں تجھے جھولا جھلائیں اور آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔ آمین یارب العالمین

فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل ربانی شخصیت

حضرت مولانا سید محمد رابع الحسنی ندوی حضرت شیخ کی وفات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے کئی افراد کو جانتا ہوں کہ انہوں نے پوری زندگی حدیث کا اشتغال رکھا، اور سنت پر عمل کیا تو ان کے چہرے پر وفات کے وقت اس کے اثرات نمایاں تھے ان میں جانشین شیخ زکریا حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم بہت ممتاز نظر آئے اور ان کے جنازہ میں غیر معمولی ازدحام سے ان کی مزید تائید اور مقبولیت ظاہر ہوئی یہ سب برکت تھی اس کی جو انہوں نے حدیث شریف کی خدمت کی، اور آخر وقت تک اس میں اشتغال اور دوسروں میں منتقل کرنے والے جذبہ سے کام لیا، ان میں ربانیت کی صفت تھی اس صفت نے ان کو بہت سے اساتذہ اور معاصر علماء میں ممتاز کیا، انہوں نے اس فن میں بڑی ترقی کی اور ان کا شہرہ برصغیر سے نکل کر بلادِ عربیہ میں بھی ہوا وہ بلاشبہ عظیم محدث اور ایک باکمال استاذ تھے اور انہوں نے پوری زندگی علم حدیث کیلئے وقف کردی تھی اور دوسرے پہلوؤں سے اپنے کو دور کرلیا تھا۔

ایک ہمہ گیر شخصیت

حضرت شیخ کے خلیفۂ خاص، تلمیذ رشید حضرت الحاج مولانا محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڑ نے رحلتِ شیخ پر رنج وغم کے بحر تلاطم میں غوطہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت مجھ میں یہ سکت نہیں ہے کہ حضرت کی زندگی کو بیان کرسکوں میں آپ کے کون سے پہلو کو اُجاگر کروں آپ کے مصلحانہ انداز کو بیان کروں؟ یا محدثانہ انداز کو؟ آپ کے فقیرانہ انداز کو بیان کروں؟ یا آپ کے زاہدانہ انداز کو؟

آپ کے تعلق مع اللہ کو بیان کروں؟ یا تعلق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ آپ کی شخصیت تو ایک جامع الکلمات وہمہ گیر شخصیت تھی۔ (ماخوذ حراء کا پیغام)

ید طولی

مولانا مفتی ابوالحسن ارشد نے کہا کہ علم حدیث پر ایسے ید طولی رکھنے والے حضرات کم ہی پیدا ہوتے ہیں ویسے بھی قحط الرجال کا دور ہے۔

موت العالم

مولانا مفتی مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز الاحیاء الفکر الاسلامی نے اس موت کو موت العالم قرار دیا۔

اس صدی کا سب سے بڑا خسارہ

ڈاکٹر عبد المالک مغیثی ضلع صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً یہ اس صدی کا عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا خسارہ ہے۔

عصر حاضر کے مزنی وذہبی

حضرت مولانا محمد ایوب صاحب سورتی حفظہ اللہ مجلس دعوت الحق لیسٹر نے اپنا درد بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ ذاتِ مبارکہ جس نے ۸۲ برس قبل عالم رنگ وبو میں قدم رکھا وہ دنیا کا مسافر جس نے اس عالم فانی میں جب اپنا علمی سفر جاری کیا تو ایک ہی ادارہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں ۶۱ / برس گزار دیئے ۸۴ / برس قبل عالم رنگ وبو میں قدم رکھا وہ دنیا کا ۵۴ / سال تدریس حدیث اور مکمل پچاس سال بخاری شریف کا درس دینے میں گزار دیئے۔ (حراء کا پیغام)

محدث دوراں

وفات حضرت اقدس شیخ صاحب پرنواسہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد عفان صاحب زیدت معالیکم نے فرمایا محدث دوراں، اپنے فن کے امام عالم بے بدل اور صحیح معنوں میں فنا فی العلم حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جونپوری نور اللہ مرقدہٗ و برد اللہ مضجعہ نظام قدرت کے مطابق ہزار ہا ہزار تشنگان علوم کو اپنے چشمہ بیاض سے سیراب کرنے کے بعد ۱۶/شوال ۱۴۳۸ھ کو اپنے رب سے جا ملے انا اللہ وانا الیہ راجعون نماز جنازہ میں شریک علماء وعوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر حضرت شیخ کے مقبول عنداللہ وعندالناس ہونیکی گواہی دے رہا تھا۔

آیۃ من آیات اللہ

ریحانۃ الہند حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نور اللہ مرقدہٗ آیۃ من آیات اللہ وہ محدث جلیل، بحر العلوم، اور علوم حدیث پر مکمل دسترس رکھنے والے اللہ کے ولی کامل تھے۔ (قاری محمد ناصر جامعی)

☆☆☆

تالیفات شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ

تقدیم میں تین

۷۳	مقدمۂ ابوداؤد
۷۴	مقدمۂ مشکوٰۃ
۷۵	مقدمۂ بخاری

تقریرات میں ایک

۱۰۵	فیوض سبحانی

اجزاء میں پانچ

۱۲۱	جزء القراءۃ
۱۲۲	جزء رفع الیدین
۱۲۳	جزء المحراب
۱۲۴	جزء معراج
۱۲۵	جزء عصمت الانبیاء

اسماء الرجال میں ایک

۱۵۹	ترجمہ عبداللہ بن زبیرؓ

تخریجات میں دو

۱۷۷	تخریج احادیث مجموعۂ چہل حدیث
۱۷۸	تخریج احادیث اصول الشاشی

متفرقات میں

۱۸۷	ارشاد القاصد الی ماتکرر فی البخاری باسناد واحد
۱۸۸	الیواقیت الغالیہ فی تحقیق احادیث العالیہ ۴؍ جلدیں
۲۰۰	نوادر الحدیث

(ماخوذ تمغہ مظاہر ۱۴۲۹ھ)

(۱) نوادر الفقہ:- حضرت مرشدی شیخ محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

(۲) نبراس الساری الی ریاض البخاری:- حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری شیخ الحدیث مظاہر علوم۔

(۳) کتاب التوحید:- مذکورہ کتب میں سے الیواقیت، نوادر الحدیث، نوادر الفقہ اور نبراس اور الرد علی الجہمیہ (کتاب التوحید) مطبوعہ ہیں اور باقی غیر مطبوعہ (واللہ اعلم)

ملفوظات ونصائح

حضرت اقدس مولائی ومرشدی خود بھی سنت کی پابندی فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے چنانچہ فرمایا: سرکہ سنت کی نیت سے کھاؤ، تاکہ کھانا بھی ہو اور اتباع رسول بھی، دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا سکھا رہے ہیں۔

سنت کی برکت

گو تھے بلال دور مگر ہو گئے قریب ——— ابوجہل تھا قریب مگر دور ہو گیا

قدرے مقدر پر صبر کرو

فرمایا زیادہ روزی کے چکر میں مت پڑو، اللہ ورسول کی ہر بات میں بھلائی ہوتی

ہے ہمارے یہاں کے ایک صاحب تھے زیادہ روزی کے چکر میں پڑے بس گئے ان کی اہلیہ بڑی دیندار تھی۔

نادار بچے

فرمایا ہمارے مدرسہ میں کتنے نادار بچے پڑھتے تھے پھر فرمایا یورپ کے لوگوں کے پاس پیسے ہی نہیں ہوتے تھے سال سال بھر ناشتہ نہیں ہوتا تھا، عبدالعلی کے پاس ۵/روپے آتے تھے، اور بعض کے پاس ۳۰/روپے ہوتے تھے۔

ہماشا ننگے پاؤں

فرمایا ہمارے علاقہ میں ننگے پاؤں کا دستور تھا، ہماشا بھی ننگے پاؤں چلتے تھے کھیتوں کے راستہ میں سڑک پر نہیں، پھر فرمایا۔

اپنا واقعہ

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جا رہا تھا پاؤں نیچے پانی میں گرا تو پھوارہ اوپر سر تک، کپڑے بھیگ گئے پھر سوکھ ساکھ گئے"

اور ایک مرتبہ فرمایا آصف کام پیارا ہوتا ہے چاند پیارا نہیں ہوتا۔

بغیر اللہ کی مانے کچھ نہیں ہوتا

فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل تھے ایسا محبوب جس کی محبت دل میں سما جائے خلیل کیسے بنے؟ ایسے کہ کیکاؤس کے سامنے اڑ گئے جسے نمرود کہتے ہیں مگر خلیل ہونے کے باوجود آزر کی مغفرت نہ کرا سکیں گے۔

دعاء خلیل کی برکت

فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کی برکت ہے کہ مکۃ المکرمہ میں ہر موسم

میں ہر پھل دستیاب ہوتا ہے کما قال اللہ تعالی وارزق اھلہ من الثمرات.

مفتی فاروق صاحب میرٹھی

حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھیؒ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو کہیں بھیڑ میں کچل کر مر گئے حالانکہ اس وقت ہندوستان میں انکا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا اور آپ سہارنپور میں یہ فرما رہے تھے کہ ''وہ تو بھیڑ میں دب کر مر گئے'' بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو حقیقت میں ہی واصل الی اللہ ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور پھر فرمایا کہ سفر حج میں کوئی مر جاتا ہے تو سب یاد کرتے ہیں کیونکہ خدا کے راستہ میں مرتا ہے ویسے کون کس کو یاد کرتا ہے؟

اعمال کی نہر

غیر مسلم کہیں سفر میں مر جاتا ہے تو نہر وغیرہ پانی میں پھینک دیتے ہین اور سمجھ لیتے ہیں کہ ٹھنڈک کی نہر میں ڈال دیا اور اب آرام مل جائیگا حالانکہ مرنے کے بعد تو انسان اعمال کی نہر میں جاتا ہے۔

تنگ پائجامہ مت پہناؤ

ایک مرتبہ جمعہ کے روز مجلس لگی ہوئی تھی مولانا محمد یوسف صاحب اور بابو بھائی ترکیسر تشریف فرما تھے احقر بڑے بیٹے محمد کو لیکر حاضر ہوا تو اسکا پائجامہ کچھ فٹ معلوم ہو رہا تھا، نظر پڑتے ہی فرمایا کہ بچوں کو فٹ اور تنگ پائجامہ مت پہناؤ، حضرت شیخ الحدیث صاحب ایسے پائجامہ سے منع فرماتے تھے اسی طرح بچوں کو بازار کا سلا ہوا کپڑا یا پائجامہ مت پہناؤ۔

سادہ لباس

ایک مرتبہ حاضری ہوئی تو فرمایا کہ بچوں کو سادہ لباس پہناؤ، سادگی کے ساتھ رکھو، بچہ پر ہر چیز کا اثر پڑتا ہے۔

مدرسہ میں بھیجو

فرمایا: اس بچہ کو مدرسہ میں چھوڑ کر آیا کرو باقی ہوگا تو وہی جو اللہ رب العزت چاہیں گے لیکن مدرسہ میں لیجایا کرو۔

عیب مت بیان کرو

فرمایا کسی کے عیب مت بیان کرو اس سے آرام نہیں ملتا۔

گٹکھا کھانے سے منع کرو

فرمایا اپنے جاننے والوں کو گٹکھا کھانے سے منع کرو اس سے کینسر ہوتا ہے۔

نقلی ریشم سے بھی احتیاط

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کو حرام فرمایا مذکروں کیلئے نا کہ عورتوں کیلئے چنانچہ ایک مرتبہ میرے نیچے نرم بستر تھا میں شکی وہمی میں نے پوچھا ریشم تو نہیں؟ اندر سے آواز آئی کہ اصلی نہیں نقلی ہے میں نے کہا میں اس پر نہیں لیٹوں گا کیونکہ حضور لیٹ سکتے تھے مگر لیٹے نہیں، تو ہم بھی نہیں لیٹیں گے۔ (اتباع ہو تو ایسا ہو)

کسی کے پیچھے مت پڑو

یاد رکھو جو کسی کے پیچھے پڑتا بعد میں لوگ اس کے پیچھے پڑتے ہیں یہ عمر ہی ایسی

ہوتی ہے اس سے آنکھ کا دیکھنا کم ہوجاتا ہے ذہن سے معرفت کم ہوجاتی ہے۔

برکت کا مطلب

محمد فقیر آنڈمان نے سنایا کہ جب میں نے سنا کہ بسم اللہ سے کھانے میں برکت ہوتی ہے تو میں نے بسم اللہ ہی چھوڑ دی تو شاہ عبدالحق مراھٹی کا زمانہ تھا حضرت کو پتہ چلا تو بلایا، اور فرمایا کہ بیٹا برکت کا یہ مطلب نہیں کہ کھانا کم کھائے بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ ”تھوڑا سامان کام زیادہ کرتا ہے“ پھر شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب انکا انتقال ہوچکا ہے آگے پیچھے سبھی کو جانا ہے اللہ تعالی کبھی عمر بڑھاتے ہیں تاکہ انسان توبہ کرلے۔

شاگرد کی وفات

سال گذشتہ غالباً جب حضرت اقدس مولانا عبدالحفیظ مکیؒ کا انتقال ہوا تو اس پر حسرت وافسوس کرتے ہوئے فرمایا ”آصف اب تو شاگرد بھی جانے لگے“

ہدیہ

فرمایا کہ شیخ الحدیث صاحب نے مولانا یوسف متالا کو خط لکھا کہ سامان کے بجائے پیسے بھیجتے تو اچھا ہوتا۔

زکوٰۃ کی برکت

فرمایا: صدقہ کا مال جس مال میں ملے گا اسکو ہلاک کردیگا، مولوی عبدالعلی نے سنایا کہ حاجی ابراہیم کا سامان تھا عطر وغیرہ کا جہاز میں، وہ ڈوب گیا، تو غواص کو بلایا، تو انہوں نے عطر کی شیشیاں ایک ساتھ نکال دیں، زکوٰۃ نے آڑ بن کر اصل گاٹھ (سامان کی گٹھڑی)

کو محفوظ رکھ لیا، حاجی صاحب کا مال تھا محفوظ رہا چونکہ ہر ایک سامان کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔

زندگی پر شکر

فرمایا: بس جو کچھ ہوتا ہے دیتا رہتا ہوں اگر میں مرجاتا تو مٹی ہی نہ ہوجاتا اس پر اللہ کا شکر ہے تنبیہ کیلئے سبب بنایا تنبہ ہوگیا۔

دھوکہ مت دو

فرمایا: بچوں کسی کو دھوکہ مت دو اپنے فائدہ میں دوسروں کو مشکل میں مت ڈالو، ورنہ وہ راز ظاہر ہوجاتا ہے پھر محبت نفرت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

لڑکوں کی دو قسمیں

فرمایا کہ بعض واقعی غلطی کرتے ہیں منشاء دیکھا جاتا ہے بس تھوڑی سی تنبیہ کرو (۲) بعض لڑکپن میں کرلیتے ہیں وہ ایک بچہ میری آدھی تنخواہ لے گیا اوپر والی پھر نیچے والی بھی اوپر رکھ لی، وہ بھی اٹھالی، میں نے معلوم کیا تو انکار کردیا تو آدھی تو واپس کردی آدھی خرچ کرلی تھی میں نے اسکی شکایت نہیں کی پھر فرمایا کہ

اخراج کرانا کوئی کمال کی بات نہیں

دو طالب علم تھے ایک مودودی ایک صوفی، بعد میں مودودی صوفی ہوگیا، اور صوفی کوفی بن گیا یعنی آزاد ہوگیا ان کا (طالب علموں کا) کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کسی کے پیچھے مت پڑو۔

اعتقاد

فرمایا: کہ روٹی پیٹ میں جاتی ہے مگر بھرتے اللہ ہیں، اسلام دوستی سے پھیلے گا۔

اہلیہ کو نصیحت

بیعت کے بعد اہلیہ اور احقر کو حجرہ میں ہی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اپنی بیوی کو سمجھاؤ اپنے بڑوں کا ادب کرو، اپنی ماں کا ادب کرو، اپنے باپ کا ادب کرو، شوہر کے باپ کا ادب کرو، شوہر کی ماں کا ادب کرو، تھوڑی بہت تو پریشانی آئیگی ہی اور چھوٹوں پر شفقت کرو اور احقر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جس کام میں تم مدد کر سکتے ہو مدد کر دیا کرو۔

والدہ کو خوش کرنا

چھوٹی بہن کی شادی کے موقع پر محمد کے عقیقہ کا کھانا لیکر حاضر ہوا تو فرمایا کہ اپنی ماں کا جی خوش کر دینا، اور پھر ایک خطیر رقم بھی احقر کے حوالہ کی **فجزاہ اللہ احسن الجزاء.**

قاری فرقان کاشفی

بڑے بھائی پہنچے دوران تعلیم احقر نے حضرت سے عرض کیا جی بڑے بھائی آئے ہیں فرمایا بلاؤ اور پھر چائے بھی منگوائی وہ پینے لگے وہیں بیٹھ کر اس پر فرمایا کہ ایک دم سامنے بیٹھ کر نہیں پیتے، اشارہ تھا کہ تھوڑا سا ادھر اُدھر ہٹ کر پیتے ہیں دوبارہ تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا کہ جلدی سے پی لیتے ہیں۔

قاری سعید احمد تڑفوی

ایک موقع پر کسی معاملہ کی فہمائش کے سلسلہ میں فرمایا کہ چھوٹے بن کر معاملہ کی صفائی کر لو'

قرآن پاک کی تلاوت

جب بھی کوئی حاضر ہوتا یا طلباء حاضر ہوتے تو آپ معلوم فرماتے حافظ ہو؟ اگر اثبات میں جواب آتا تو فرماتے کہ ایک پارہ روزآنہ نفلوں میں پڑھو اور ناظرہ خواں کو دیکھ کر پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

بچیاں

فرمایا حضرت شاہ وصی اللہ صاحب کے یہاں تمام بچیاں ہی تھیں، مولائی ومرشدی نے فرمایا کہ بچیاں بچوں سے زیادہ مفید ہوتی ہیں فرمایا تمام بچیاں، عقیدہ جیسی ہو جائیں۔

لواور گرم ہوا

ایک مرتبہ تمام ہی سسرال والے ساس، خسر، سالے، ساڑھو، سالیاں، سالوں کی بیویاں، تو اس وقت اہلیہ بھی احقر زادے احمد کو (جس کی عمر تقریباً ڈیرہ ماہ تھی) لیکر گئی ہوئی تھی ان کی بیعت کے بعد احقر نے سوچا کہ احمد کے اوپر بھی دم کرالے، تو فرمایا اتنے چھوٹے کو لیکر آ. گیا، پھر دم فرمایا، اور چونکہ گرمی کا زمانہ تھا اسلئے فرمایا ”لو لگنے میں ٹائم نہیں لگتا“ ہوا بھی ایسا ہی کہ احمد کو لُو لگ گئی اور فرمایا لُو سے ہوش وحواش تو باقی رہتے ہیں کام نہیں کرتے، پھر رخصت کے وقت کچھ ہدیہ وغیرہ بھی پیش کیا بڑے ساڑھو قاری عبدالواجد سے ہماری ساس نے چھوٹے کمرہ میں کھانا کھاتے ہوئے پوچھا کہ تونے شیخ کو ہدیہ نہیں دیا اور یہ لے پچاس روپے تیرے پاس نہیں تو ان کو دے آ“ کیا پتہ اللہ تعالی کیا کردے حضرت کی برکت سے چنانچہ یہ احقر کے ساتھ اندر دینے کیلئے گئے تو حضرت مرشدی ومولائی شیخ صاحب نے فرمایا کہ چل بس بوڑھیا کے کہنے سے پیسے دینے آیا ہے؟ واپس لے جاؤ آخر کار قبول ہی نہیں کیا اور فرمایا کہ بوڑھیا تو اور بھی

دیگی وہ بھی سے لوں گا"

دادا کا باغ

فرمایا کہ دادا کے باغ میں دو گولر، دو جامن، باقی آم سب کھٹے ایک درخت تھا جسکے آم سب لڑکے کھا لیتے تھے، دادا نے باغ اگایا تھا۔

تاویل نہ کریں

فرمایا بلا تاویل معنی محمول کرنے میں آسانی ہے اور پھر فرمایا کہ معنی متعین تھے مگر طحاوی کا نام آنے سے تقویت آگئی۔

چچا عباس

فرمایا دادا نے حکایت کی کہ عباس چچا نے بھائی سے کہا کہ بابا ہیں مار دیا تو کیا ہوا؟

خالہ جمن شکیلہ

فرمایا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ اچھا کھانا زیادہ ملنے کی کوشش میں اپنے چھوٹے بھائی کا بھی ہاتھ مروڑ کر چھین لیتے ہیں ایک مرتبہ کو امرتی کلے میں سے منہ دبا کر نکال لی پھر فرمایا کہ جمن شکیلہ خالہ نے حج کیا تو پانچ دانے گھر میں کھجور کے آئے، ایک دانہ دار اور باقی بغیر دانے کی، بچہ پارٹی اسے عجوبہ سمجھتی تھی بڑے شوق سے کھائی۔

جلسہ

یہ جلسہ چندہ نام کیلئے ہوتا ہے ہمارے مدرسہ میں جہاں ہم نے ابتداء میں پڑھا بیسوں سال میں ایک مرتبہ صرف جلسہ ہوا وہ بھی لوگوں کی باتوں کا اور خام خیالوں کا جواب دینے کیلئے۔

اخلاص والا عمل دیرپا ہوتا ہے

ایک مرتبہ احقر ایک جلسہ انعامی مقابلہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقراٗۃ میں شرکت کیلئے جارہا تھا حضرت سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تو فرمایا کہ شہرت کیلئے جو کام ہوتا ہے اس میں کوئی فائدہ اور اسکا کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور جس عمل میں اخلاص ہوتا ہے وہ دیرپا ہوتا ہے دیکھو دابکی والے اخلاص سے دعوت کھلاتے ہیں اسلئے بڑے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے زمانہ سے چلی آرہی ہے اور میں بھی اس میں ایک مرتبہ حاضر ہوا ہوں اور پھر فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ کے بیٹے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ ربیع الاول کے مہینہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ کیا کرتے تھے ایک مرتبہ صدقہ کرنے کیلئے کچھ پیسے وغیرہ تو تھے نہیں تھوڑے سے چنے تھے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صدقہ کردیئے تو رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ وہی چنے حضور علیہ السلام کے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ (یہ تھی اخلاص کی برکت)

(۱) فرمایا حضرت مولانا شیخ زکریاؒ نے قیامت چار سو سال تک نہیں آئے گی لہٰذا امام مہدی ہونے کا دعویٰ غلط ٹھہرا۔

(۲) عمومی عذاب کیلئے سب عمومی طور پر استغفار کریں **وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون۔**

(۳) فرمایا حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے اصل چیز محبت ہے اور فرمایا کہ اعتقاد تو بہت خفی چیز ہے۔

(۴) فرمایا بندہ کے دو کام ہیں (۱) طاعت (۲) عاجزی

(۵) فرمایا حسین احمد صدق اختیار کرو یعنی زبان وقلب میں نماز میں۔

(۶) فرمایا عذاب الٰہی دور ہوگا دو کام کرو قرآن کی تعلیم کیلئے ہر مسجد میں مکتب

(۲) عمومی استغفار وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون.

(۷) کچھ حضرات کو حسد وغیرہ ہونے لگا فرمایا یہ تو لازم وملزوم ہے۔

(۸) فرمایا بندہ کا تجربہ ہے کہ ہار ماننے میں فائدہ وسکون ہے لہٰذا معاملہ جلدی ختم کرلو اگرچہ حق پر ہو تب بھی پیسہ دیکر صلح کرلو۔

(۹) فرمایا بلاضرورت دیکھنا شہوت سے دیکھنا ہے امرد ہو یا غیر محرم

(۱۰) فرمایا جوانی کی محنت بڑھاپے میں کام آتی ہے۔

(۱۱) فرمایا مولانا اسعد اللہ صاحب کوئی بھی کام ہوتا تحتانی شوریٰ کے حوالے کردیتے خود صاف ہوکر گئے۔

(۱۲) فرمایا ہوشمند بچہ گھر میں داخل نہ ہو۔

(۱۳) فرمایا سید الانبیاء علیہ السلام کے موئے مبارک تین طرح کے تھے

(۱) وفراء کانوں تک (۲) لمہ جو کانوں کی لو سے کچھ نیچے (۳) جمہ جو کندھوں تک ہوں اس ترتیب کو یاد رکھنے کیلئے وَلَجْ

فرمایا تصوف کو ڈھونگ بنالیا کہ کچھ آدمی اکٹھے ہوئے پڑھنا پڑھانا ختم۔

فرمایا:- مولوی الیاس روڑکی سے کہ جب سہارنپور والوں نے پڑھانا ختم کردیا پھر تو تمہارا بچہ گجرات ہی پڑھے گا۔

موصوف بھی حضرت کے اجازت یافتہ ہیں۔

فرمایا: میں بچوں، یہ صاف تم کو سنا دیتا ہوں، اپنی زندگی میں میں اپنے کسی استاد

کے سامنے کاٹ کے نہیں گیا ہو، ہاں کسی بھی استاذ کے سامنے، یہ نہیں کہ وہ بیٹھے ہوں تو میں یوں کاٹ کے چلا جاؤں، مجھے یاد ہی نہیں ہے (سامنے سے گزر کر) فرمایا: میں تو یہ سمجھتا ہوں ادب الہام ہوتا ہے۔ میرے بالکل سمجھ میں آتا تھا، میں چھوٹا سا تھا، کہ یہ خلاف ادب ہے، اسی لئے جب مالابدمنہ پڑھتے ہوئے میں نے مولانا حنیف صاحبؒ سے پوچھا مولانا لڑکا کب بالغ ہوتا ہے؟ فرمایا: تم ابھی سے بالغ ہو، اور میں اسی وقت سمجھ گیا یعنی تم سمجھ دار ہو جو سمجھ دار ہے وہ بالغ ہے، نہ میں بالغ کا مطلب سمجھا اور نہ کچھ، یہ تکڑم میں نے نال لیا کہ تم سمجھ دار ہو۔

بچو ابھی سے کچھ نفلوں کی عادت ڈالو آپ کے پاس کیا گارنٹی ہے کہ آپ اگلے سال زندہ رہیں گے۔

پھر فرمایا: چھ رکعت آپ پڑھ لیں، چھ منٹ میں ہو جائیگا اور چھ منٹ میں آدمی بکواس کرلیتا ہے، اِدھر اُدھر کی بات کرلیتا ہے اگر اللہ سے چھ منٹ بات کرلے تو کیا بات ہے؟ بچوں پڑھو گے نا؟ پڑھنا۔

ملفوظات برائے تعبیر خواب

ایک مرتبہ احقر نے عرض کیا جی میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ یہاں برآمدہ میں بہت سے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں آپ باہر سے تشریف لائے اور ہاتھ اُٹھا کر آپ نے دعا کرائی تو سب کے ہاتھوں میں پیسے ہی پیسے اور گویا پیسوں کی بارش ہوگئی سب جمع کرنے میں لگ گئے آپ نے احقر کا ہاتھ پکڑا اور (ہم دونوں) اندر حجرہ مین آگئے اس کی تعبیر کے متعلق فرمایا کہ دنیا ہی مقصود رہ گئی ہے آج۔

(۲) ایک روز عصر کے بعد ایک صاحب اپنے نو، دس سال کے بیٹے کو لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا جی اس نے کچھ دیکھا ہے احقر بھی موجود تھا، حضرت اس بچہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا دیکھا ہے؟ اس نے بتلایا کہ جی ایسا دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی اور مجھ سے اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ قرآن پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا اس پر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ بچہ حافظ بننا چاہتا ہے اس کو حافظ قرآن بناؤ۔

(۳) اسی طرح ایک مرتبہ احقر نے خواب میں دیکھا کہ پانی بھرا ہوا ہے بہت زیادہ اور احقر کو دوسری جانب عبور کرنا ہے تو اس پانی میں کو ہی نکل گیا، اور دل میں صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ آرہا ہے کہ جیسے وہ پار ہوگئے تھے ایسے ہی احقر نے چھلانگ لگائی اوپر کو تو از خود ہی اوپر کی دیوار پر جو کافی اونچائی پر تھی پہنچ گیا اس پر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ عنقریب صحابہ والی صفات پیدا ہو جائیں گی۔

اللہ کی زیارت

احقر العباد نے حضرت سے سنایا کہ جی احقر بین النوم والیقظان تھا کہ ایک جگہ بہت بڑا اسٹیج ہے اور اس پر صرف اللہ رب العزت کی ذات گرامی جلوہ گر ہے نور علی نور چہرہ انور ہے اور میں اس کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ بھی نہیں دے سکتا پھر تو انشاء اللہ رویت صحیحہ ہی ہوگی اور فرمایا اللہ کی تجلی کے موافق ہو دیدار، نفسانی کیفیت نہ ہو، پھر تو رویت صحیح ہے جلوہ کی حقیقی مثال ہوتی ہے جس کو اللہ ہی جانتا ہے'' آخر میں حضرت اقدس مولائی و مرشدی محدث عصر کی آخری نصیحت پر بات ختم کرنیکی سعی کر رہا ہوں کہ خاندان، علاقہ کوئی چیز نہیں **ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم** اللہ کے نزدیک جو اس

سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے اس کی قدر ہے اللہ تعالی ہمیں تمہیں سب کو تقویٰ و طہارت، خلوص وللّٰہیت اور معاونین کو جزائے خیر حضرات کو بہشت میں مقام اعلیٰ اوران چند سطروں کو قبول ومقبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد آصف بھلسوی، مظاہری

ساعۃ اجابہ بعد العصر یوم الجمعہ

۲۹؍محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱؍اکتوبر ۲۰۱۷ء

سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت قدس سرہٗ کے وہ حالاتِ زندگی ہیں جن کا مشاہدہ مرتب موصوف نے براہِ راست کئی سالوں تک کیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ اپنی ثقاہت و دیانت کے لحاظ سے قابلِ استناد صحت پر مبنی ہے، اکابر و مشائخ کے وہ حالاتِ زندگی جن کا تعلق صرف عقیدت اور حسنِ ظن سے نہ ہو بلکہ مشاہدات سے ہو وہ آنے والے منتسبین کے لیے سب سے زیادہ موعظت و نصیحت کا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔

(حضرت مولانا سیّد محمد سلمان صاحب، ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور)

حضرت مرحوم پر بہت سی کتابیں اور رسائل، مضامین اردو، عربی زبانوں میں آچکے ہیں مقام مسرت ہے کہ عزیز مکرم مولانا مفتی محمد آصف مظاہری (بھلسوہ ضلع سہارن پور) نے بھی حضرت مرحوم کی ایسی سوانح مرتب کی ہے جو ان کے مشاہدات ذاتی معلومات اور عرصۂ دراز تک ان کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے دیدہ و شنیدہ ہیں اور اسی وجہ سے عزیز مصنف سلّمہٗ کو یہ کہنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

ترا دیدہ، و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

دعا ہے کہ یہ کتاب عام مسلمانوں کے لئے مفید اور علماء و طلبہ کے لئے بہت زیادہ مفید ثابت ہو۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

(حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی، امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارن پور)

محترم موصوف نے حضرت شیخ کی زندگی پر قلم اٹھایا ہے اور بہت سہل انداز میں آپ کی زندگی کا مرقع پیش کیا ہے، جس میں حضرت شیخ کی زندگی کے مختلف گوشے سامنے آگئے ہیں، آپ کے شب و روز کے معمولات، معاملات، تقویٰ و تقدس، دیانت و امانت، شفقت و محبت، معیشت و معاشرت، خلق خدا کے ساتھ فیاضانہ سلوک، سفر و حضر کے واقعات، علمی مقام و مرتبہ، خلوص و للٰہیت، محدثانہ شان، حفظ و اتقان، جرح و تعدیل، تفقہ و فراست، واقعات و ملفوظات اور زاہدانہ زندگی کے نقوش بہت عقیدت و محبت کے ساتھ بیان کیے۔

(مولانا محمد ناظم صاحب ندوی، رئیس المعہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور)

Noor Graphics

Publisher
Jamia Nashirul Uloom
Pandoli, Distt. Saharanpur (U.P.)
Mob: 9927455385
Civil Agent

MAKTABA AL-BALAGH
Near Darul Uloom Waqf, Deoband - 247554
Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA
Contact: 09997861769
maktabaalbalagh@yahoo.com